اورینٹل کالج میگزین

اورینٹل کالج

میگزین

اگست ۱۹۵۸ء

جلد ۳۴ عدد ۴   عدد مسلسل ۱۳۴

ایڈیٹر :—

ڈاکٹر سید عبداللہ

★

باہتمام مسٹر احسان الحق ہیڈ کلرک یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور
پرنٹر و پبلشر اورینٹل کالج میگزین، پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور
میں طبع ہو کر اورینٹل کالج لاہور سے شائع ہوا ۔

سالانہ چندہ : چار روپے

ترتیب

پی - ۸۴ پنجاب یونیورسٹی پریس—۳۰۰—۲۹-۸-۱۹۵۸ء

یونیورسٹی

اورینٹل کالج

لاہور

سالانہ روداد

۱۹۵۷-۵۸ء

مرتبہ

ڈاکٹر سیّد عبداللہ

(پرنسپل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رپورٹ پرنسپل

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات ۳۰ اپریل ۱۹۵۸ء

جناب صدر نشین اجلاس! میں آپ کی اجازت سے محترم حاضرین و خواتین کی خدمت میں ھدیہ تشکر پیش کرتا ھوں اور جناب صدر آپ کی عنایت گستری کا شکریہ تو جس قدر بھی ادا کروں کم ھوگا۔

جناب محترم! آپ کی توجہ آپ کی امروزہ تشریف فرمائی تک محدود نہیں بلکہ اس کی حدیں بہت وسیع اور اسکا زمانہ بہت طویل ھے۔ اس کی مدت میری اپنی دانست میں پندرہ بیس برس سے کسی طرح کم نہیں ھوگی۔ اس طویل زمانے میں جب بھی برفانی موسم آئے، جب بھی قہر آلود زمستانی ھواؤں نے ھمارے لئے زمہریری کیفیتیں پیدا کیں، جب بھی ھمارے گل و شجر کو یخ خوردگی کا خطرہ لاحق ھوا، ھر ایسے موقع پر آپ کے عزم صمیم کی گرمی اور ھمت بلند کی گرم جوشی ھمارے لہو کو کچھ اس انداز سے گرماتی رھی کہ ھم اپنی یخ خوردگی کے باوجود پہلے سے زیادہ دل گرم اور بیش از بیش سرگرم نظر آئے۔ آپ نے ھمارے اس مختصر سے چمن کو ھر موقعہ پر زجر و قہر کی صرصر سے بچانے میں ھماری جو امداد کی اس کے لئے مجھے شکریہ ادا کرنا ھی چاھیئے۔ مگر کج مج زبانی اور الفاظ کی تنگ دامانی مانع آ رھی ھے اس لئے میں ''الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ،، کی آڑ لے کر آگے بڑھتا ھوں کہ سلامتی شاید اسی میں ھے۔

اب جناب صدر! آپ کی اجازت سے میں اپنے کالج کی سالانہ رپورٹ پیش کرتا ہوں جس کی مفصل جزئیات ضمیمہ الف میں موجود ہیں۔ البتہ اس کا ایک حصہ ایسا ہے جس کا خاص تذکرہ میں ضروری سمجھتا ہوں وہ شے نتیج کے جملہ رفقاء و احباب کے تعاون کا اقرار و اعتراف جس کے لئے میں سب حضرات کا سپاس گزار ہوں۔ میں کالج کی مختلف انجمنوں، سوسائٹیوں اور کلبوں کے محترم عہدے داروں کا بے حد شکر گزار ہوں کہ وہ سال بھر غیر معمولی خلوص و انہماک سے سر گرم عمل رہے۔ اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں اپنی تنظیم کو کامیاب بناتے رہے۔ خصوصاً پروفیسر سید وقار عظیم، حافظ نورالحسن، اور پروفیسر وزیرالحسن عابدی کے غیر معمولی خلوص کا خاص تذکرہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں جن کی توجہ سے کالج کی یونین سپورٹس اور ہاسٹل کی تنظیم کامیاب رہی۔

کالج کے نتائج اس سال بھی غیر معمولی طور پر اچھے رہے :۔

اب کالج کے متعلق چند جزئیات!

اس سال کالج میں پڑھنے والوں میں تین غیر ملکی بھی تھے۔ ان میں ایک جاپانی، ایک افریقی اور ایک ایرانی ہے۔

اسی طرح کالج کے تحقیقی و تصنیفی کام کی رفتار بھی بدستور اطمینان بخش رہی۔ اور میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس کالج کے اساتذہ نے اس سال ملک کی ادبی و علمی سرگرمیوں میں شاید پہلے سے بھی زیادہ حصہ لیا اور اس روایت کی جڑیں اور بھی مضبوط کیں جو اس دانشکدہ سے وابستہ ہیں۔ کالج کے ریسرچ میگزین کی مانگ بین الاقوامی طور پر پہلے سے زیادہ ہوئی۔

کالج کے اساتذہ نے اس سال بھی ملک کی ثقافتی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ صدر شعبہ فارسی ڈاکٹر محمد باقر نے پنجاب یونیورسٹی کے نمائندے کی حیثیت سے میونچ کی بین الاقوامی مؤتمر مستشرقین میں شرکت کی۔ اسی طرح بین الاقوامی اسلامی مذاکرہ میں ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ اور سید وزیرالحسن عابدی کو شریک کیا گیا۔ اس مؤتمر میں ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ نے ایک مقالہ پڑھا اور ڈاکٹر محمد باقر نے مذاکرہ سے متعلق نمائش فنون اسلامی کے سکریٹری کے فرائض انجام دئے۔ اور ہر چند کہ اس عظیم مؤتمر کی تنظیم میں پرنسپل کی شرکت ضروری نہیں سمجھی گئی تاہم کالج کے چند معزز اساتذہ کی شرکت کے سبب اس کالج کو شرکاء کی فہرست میں شامل ہونے کا موقعہ تو مل گیا — اور سچ پوچھئے تو ہماری تسلی کے لئے یہ بھی کافی ہے! اس کے علاوہ راقم‌الحروف نے اس سال پھر اردو اکیڈمی کی تنظیم میں کچھ وقت صرف کیا اگرچہ اس امر کا افسوس ہے کہ اکیڈمی کا کام ہنوز تشنۂ تکمیل ہے اور یہ آرزو ابھی پوری نہیں ہوئی۔

جناب صدر! ہمارے کالج کی تعلیمی، ثقافتی اور علمی سرگرمیوں کی روداد، کسی بھی دوسرے ادارے کے مقابلے میں میرے لئے باعث خجالت نہیں مگر میری سچی رائے پوچھئے تو میرا دل اس پر کچھ مطمئن نہیں کیونکہ ان سب باتوں میں مجھے ان خوابوں کی تعبیر یا ان آرزوؤں کی تصویر نظر نہیں آتی جس کے نقش پاکستان کے قومی و تہذیبی تصورات نے دس سال قبل ہمارے تخیل میں ابھارے تھے افسوس ہے کہ کالج کی تنظیم نو کے سوال پر ابھی غور نہیں ہوا۔ نہ

اسکی نئی تعمیر کا کوئی خاکہ بنا ــــ نہ اس کے پرانے ڈھانچے میں کوئی ترمیم ہوئی ۔ نہ عملے میں کوئی مناسب اضافہ ہوا ۔ نہ اس کے متعلق کوئی مثبت ہمدردانہ نظریہ ظہور میں آیا ۔ اور کالج اس وقت بعض ایسی بنیادی رعایتوں سے محروم ہے جن کے حاصل ہوئے بغیر کسی ادارے کا نظام خوش اسلوبی سے چل ہی نہیں سکتا(۱) اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے کالج لائبریری کے لئے ایک لاکھ روپے کی اور شعبہ اردو کے لئے بیس ہزار روپے کی جو گرانٹ دی تھی وہ بھی اب تک بلا وجہ بند پڑی ہے ۔ میں ان سب چیزوں کی تفصیل پیش کرنے سے قاصر ہوں، منصبی اور آئینی آداب کے لحاظ سے تو کوئی شے عنانگیر نہیں مگر ناموس حیا اور آداب حیات ضرور مانع ہیں ۔

یہ ساری باتیں کچھ ایسی ہیں کہ کالج کے لئے بنیادی ہونے کے باوجود خرچ کے لحاظ سے چھوٹی اور معمولی ہیں ۔ مگر بچت کے بہانے سے ہمیں ان سے محروم کر دیا گیا ہے (۲) پھر بچت کی یہ مہم اس زمانے میں چل رہی ہے جب مرکزی اور صوبائی

۱ - کالج تین سال سے ٹائپسٹ ڈائرسٹ کے بغیر چل رہا ہے - یا نہیں چل رہا - کالج میں ۹۰ سال سے الگ ہوسٹل تھا - اب حکم ہوا ہے کہ وہ لا کالج ہوسٹل میں مدغم ہو جائے- کیوں؟ وجہ معلوم نہیں - پرنسپل کے گھر پر ٹیلیفون نہیں - کالج کے ڈاک تقسیم کرنے والے چپراسیوں کو -/۳ روپے ماہانہ الاؤنس ملتا تھا اب اس میں تخفیف ہو کر ۲ چپراسی اس رعایت سے محروم کر دئیے گئے ہیں ۔

۲ - یعنی اس بچت کے لئے نہ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ کے -/۴۰ روپے ماہانہ، بائیسکلوں کے -/۶ روپے ماہانہ اور ٹائپسٹ کے -/۶۰ روپے ماہانہ، یعنی کل -/۱۰۶ روپے ماہانہ کی بچت ۔

حکومتیں علمی، تعلیمی آسانیوں کی خاطر لاکھوں روپے کی بالائی گرانٹ ہرسال یونیورسٹی کو عطا کر رہی ہیں ۔ لہذا تخفیف کے لئے کوئی جائز عذر موجود نہیں۔

جناب صدر محترم ۔ میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے تذکرے سے شرمندہ ہوں اور ایک لحاظ سے شاید بد مذاقی کا مرتکب بھی ہو رہا ہوں۔ مگر کیا کروں مرزا غالب کہہ گئے ہیں۔

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے دوچار ہے

بہر حال میرا مقصد محض اپنی مشکلات کا اظہار ہے کسی کے خلاف احتجاج نہیں۔ میں اپنے اس اظہار خیال کو شدید احتجاج کی شکل اس لئے بھی نہیں دینا چاہتا کہ بقول سعدی ؎

خدا ار بحکمت به بندد درے
نشاید بفضل و کرم دیگرے

ہمارے اس معاملے میں بھی فضل وکرم کردگار نے کچھ ایسا ہی منظر دکھایا ہے ۔ یعنی جہاں مذکورہ نوعیت کی پیچ در پیچ مشکلات پریشان کن ثابت ہو رہی ہیں ۔ وہاں ہمارے صوبے کی حکومت اور اسکی نظارت تعلیم اس کالج کے ساتھ خصوصاً اور علوم مشرق کے ساتھ عموماً ہمدردی کا اظہار کر رہی ہے ۔ مغربی پاکستان کے وزیر تعلیم صاحب کا وہ بیان تو آپ کی نظر سے گزرا ہی ہوگا جو انہوں نے صوبائی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے پڑھا تھا۔ اور اس کے ضمن میں انہوں نے اورئینٹل کالج کے لئے سرکاری امداد مخصوص کردینے کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ یہ ہمارے لئے یقیناً ایک

خوش آئند خبر ہے اور میں اس کے لئے سابق وزیر اعلی سردار عبدالرشید، وزیر تعلیم سردار عبدالحمید خاں دستی اور ان کی وزارت کے مدبر اور روشن ضمیر سکریٹری جناب ایس-ایم - شریف صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں - اور جہاں تشکر کا یہ ہدیہ ان کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے وہاں کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ، کے مصداق ان سے یہ عرض کرنے کی جرأت بھی کرتا ہوں کہ اب جبکہ ان کی ہوش مند حکومت علوم مشرقی کے باب میں اپنے فرض کو پہچان چکی ہے اس کا مزید فرض یہ ہے کہ وہ اس کالج کی مناسب تنظیم و توسیع کے لئے بھی حکومتی اور سرکاری قدم اٹھائیں اور اسکی ترقی کے لئے کوئی ایسا منصوبہ بنائیں جو قومی تعمیر کے منصوبے سے ہم آہنگ ہوکر پاکستان کی ملّی زندگی کے لئے مفید ہو- مجھے کامل امید ہے کہ ہماری حکومت ایسا منصوبہ جلد بنائے گی -

میں نہیں کہہ سکتا کہ حکومت کے ماہرین تعلیم اس منصوبے کی اساس کیا رکھیں گے مگر میں نے اس مسئلے پر جس انداز سے غور کیا ہے اس کی رو سے چند ضروری عنوانات ایسے ہیں جو میری دانست میں ضرور زیر بحث آنے چاہیں - اس قسم کے عنوانات میں سے ایک بنیادی عنوان ہے عربی زبان و ادب کی ایسی تعلیم جو اسلامی علوم و ادبیات کے اہم مآخذ سے استفادہ کرنے کی پوری قابلیت پیدا کرسکے - افسوس ہے کہ اس وقت عربی زبان و ادب کی تعلیم کا کوئی نظام اس مقصد کو پورا نہیں کرتا ـــ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ علوم قدیمہ کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام اس ملک میں اس وقت موجود نہیں اور ظاہر ہے کہ پرانے ادب کی صحیح شناخت کے بغیر کوئی شخص اسلامی علوم و اداب کے رموز و معارف تک نہیں پہنچ سکتا ـــ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا

واضح تر اور موثر انکشاف دسمبر ۱۹۵۷ء کے بین الاقوامی اسلامی مؤتمر کی کارروائی سے ہوا - جس نے یہ ظاہر کر دیا کہ ہمارے ملک میں عربی زبان و ادب کا مطالعہ اس وقت علی العموم بے اصول چل رہا ہے - میری پختہ رائے ہے کہ عربی کے اصول تدریس کو بدلنے کی صورت میں حکومت قدیم علوم و آداب کی موثر تنظیم کرے گی اور کم از کم الازہر کے انداز کا کوئی نظام اس ملک میں قائم کرے گی جو ہماری صحیح علمی و ملی ضرورت کو پورا کر سکے گا -

مجوزہ قومی منصوبے کا دوسرا عنوان ہوگا ''مشرقی علوم کے صحیح مقام کا تعین'' — یعنی عام تعلیم میں اس کے کم و کیف کا سوال اور اس عام ڈھانچے میں اسکو جذب کرنے کی بحث ! میرا یہ عقیدہ ہے کہ علوم مشرقی اور علوم مغربی کو الگ کیمپوں میں تقسیم کر دینے کی حکمت عملی ''آوردہ غیر'' اور ہمارے علمی انحطاط کی ذمے دار تھی - یہ یقیناً اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام میں پاپائیت نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں میں مولویت، ایک فن یا پیشہ یا ایک طبقہ بن گئی ہے — میری رائے میں یہ مولویت مولویوں نے پیدا نہیں کی یہ انگریزی تعلیم والوں نے اپنی برتری کے اظہار کے لئے پیدا کی ہے — یا یوں کہئیے کہ خود کو اسلامی علوم سے بے تعلق بنا کر یا بنانے کے لئے خود کو اعلی اور مولوی کو ادنی طبقہ بنا دیا ہے — اسلام میں ہر شخص کو دین کا خادم بننا چاہیئے - اور مولویت کے فرائض کا انتظام قومی اور سرکاری پیمانے پر ہونا چاہیئے - میں نے اس خیال کو کبھی خوش دلی سے قبول نہیں کیا کہ علوم مشرقی کی تحصیل کا سب سے شیریں پھل کسی مسجد کی امامت یا خطابت ہے - میری رائے میں علوم مشرقی کے متعلق اس سے زیادہ تعجب خیز بات اور

کوئی نہیں ہو سکتی کہ اس کی تحصیل کو غربت اور افلاس کے ساتھ لازمی بنا دیا جائے ۔ اور قوم کا خوش حال طبقہ اسکو گری پڑی شے سمجھ کر خود کو اس سے بری الذمہ سمجھ لے ۔

ان وجوہ سے میں سوائے درجہ تخصیص کے علوم مشرق کے الگ کیمپ کا شدید ترین مخالف ہوں ۔ علم ایک کلی وحدت ہے ہاں اس کے تنوعات ہو سکتے ہیں جن سے استفادے کی راہیں سب کے لئے کھل سکتی ہیں ۔ اس کی مختلف انواع کو قومی ضرورتوں کے تحت اس طرح منظم کر دیا جائے کہ ہر ضروری شے سے ہر شخص کے لئے استفادہ ممکن ہو ۔ بنیادی اسلامی معلومات سے اس ملک کا ہر شخص باخبر ہو ۔ اور دنیا کے مفید علوم اور اسلامی معلومات میں وہ مغائرت موجود نہ ہو جو اب ہے ۔ صحیح اسلامی نظریہ تو یہ ہے کہ امامت و خطابت کے فرائض اس ملک کے حاکموں کے سپرد ہونے چاہئیں کیونکہ اگر حضرت عمر رض اور حضرت علی رض کے لئے امامت و خطابت باعث عار نہ تھی تو اس ملک کے گورنروں، وزیروں اور صدروں کے لئے وہ کیوں باعث عار ہو گی ۔ یہ تو کچھ ٹھیک نہیں کہ ایک گروہ خود کو خود ہی کسی ''ایزدی حق'' کے تحت بنیادی اسلامی خدمت کے ہر فرض سے مستثنیٰ کر لے اور اسلامی خدمت کو چند غریبوں کے سپرد کر دے ۔ یہ ذہن اسی مشرق مغربی طبقہ بندی کا نتیجہ ہے جو اس ملک کے انگریز حاکموں کا عطیہ ہے جس سے اب نجات حاصل کرنا ضروری ہے ۔

مقصود گفتگو صرف اسیقدر ہے کہ مشرقی علوم کو مغربی علوم کے ساتھ اس طرح پیوند دیا جائے کہ ان میں مغائرت باقی نہ رہے اس وقت مغربی تعلیم کے کئی شعبے ہمارے نقطہ نظر سے ناقص اور ادھورے ہیں ۔

قانون، فلسفہ، معاشیات، تاریخ بلکہ سائنس تک میں نظریاتی لحاظ سے علوم مشرق سے واقفیت از بس ضروری ہے ــــ مگر اس کو کیا کیجئے کہ لفظ ''مشرق،، کی دور غلامی کی مناسبات اب بھی اس کے لئے وجہ مصیبت بنی ہوئی ہیں ۔

حضرات ۔ مجوزہ منصوبے کا تیسرا عنوان زبان اردو کی موجودہ بے بسی و بے کسی ہے ! کہنے کو تو اردو قومی زبان ہے مگر اسکی جو حالت ہے اس سے آپ مجھ سے کہیں زیادہ با خبر ہیں ۔ اب سب سے بڑی بات جو قوم کو سوچنا ہے وہ یہ ہے کہ کیا اردو سچ مچ اس ملک کی قومی زبان بنائی بھی جا رہی ہے یا نہیں ؟ بظاہر تو اس کے آثار نظر نہیں آتے ۔ مگر بدگمانی کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ۔ اگر حکومت نے دفتر کی زبان ابھی تک نہیں بدلی ۔ اگر تعلیمی اداروں نے اسکو اونچا درجہ نہیں دیا اور روز بروز اس کی حدیں محدود ہو رہی ہیں تو قصور اس میں حکومت کا نہیں، قوم اور فقط قوم کا ہے جو قومی زبان، قومی زبان کے الفاظ کی گردان تو کرتی رہتی ہے مگر کبھی ٹٹول کر یہ نہیں دیکھ سکی کہ عملی دنیا میں اس کا کچھ معنوی بھی ہے یا نہیں ۔

جہاں تک میرے اپنے عقیدے کا تعلق ہے میں اسکے لئے قوم ھی کو قصوروار ٹھہراتا ہوں کیونکہ انگریزی کے بے ضرورت تسلط سے نقصان اگر کسی کو ہے تو قوم کو ہے ۔ دفتروں میں غلط انگریزی لکھی جا رہی ہے، سکولوں میں غلط انگریزی پڑھائی جا رہی ہے ۔ مشن اور پبلک سکولوں میں صحیح انگریزی اور غلط مذھب یا غلط انگریزانہ معاشرت پڑھ رہی ہے دیکھتے دیکھتے ملک میں دو الگ الگ

اجنبی قومیں ظہور میں آ رہی ھیں ایک مشنری اور دوسری مشینری—!
اس طرح نام خدا یہ ملک ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے پروان چڑھ رہا ھے اور قوم کی سادگی ملاحظہ ھو کہ اس Paradox کو روبانی خیر کی نگاھوں سے دیکھ رہی ھے اور منفعلانہ ھنسی ھنس کر خاموش ھو جاتی ھے ! گویا یہ بھی کوئی بڑا کام ھے ! -

کچھ روز پہلے ایک جوشیلے عزیز نے قدرے گرم ھو کر مجھ سے کہا - ''اردو کے لئے کچھ کرنا چاھیئے سید صاحب ! کم از کم اردو کو داخل دفتر تو کرا دیجئے ! میں نے کہا - عزیزم - جب میں اسکو بازار میں جگہ نہ دلا سکا تو تعلیم اور دفتر میں اس کو کون پوچھے گا —! میرا اپنا خیال تو یہ ھے کہ اگر یہ ملک یہ ملک نہ ھوتا اور یہ قوم یہ قوم نہ ھوتی تو میں اس مہم کی ابتداء بازار سے کرتا اور اسکی اولین صورت یہ ھوتی کہ اس ملک کا کوئی اشتہار یا سائن بورڈ انگریزی حروف میں نظر نہ آتا - اور یہی شے حکومت کے لئے ایک اشاریہ عبرت ثابت ھوتی - مگر یہاں ؟ یہاں تو اورینٹل کالج کا طالب علم بھی اپنے نیم انگریزی دان پرنسپل کے نام اپنی عرضی ابھی انگریزی ھی میں لکھتا ھے حالانکہ زبان کے لحاظ سے اس عرضی کی حیثیت فقط واجبی ھی ھوتی ھے - اور انشاء کا کوئی قابل فخر نمونہ اس کو نہیں سمجھا جا سکتا - !

صاحبان - یہ چند بنیادی سے عنوان ھیں اگر ھمارے صوبے کی ھوشمند اور مخلص وزارت تعلیم، قومی تعلیم خصوصاً مشرقی علوم کے ان سوالات کو قومیت اور اسلامیت کے رنگ میں سوچے گی تو ان کے تدبر سے ھمیں پوری توقع ھے کہ وہ ملکی تعلیم کو ایک ایسے راستے پر ڈالنے میں کامیاب ھو جائے گی جس کی آخری منزل ھے قومی

رفرازی اور ملکی سربلندی !ــــــ اور یہ ایک ایسی منزل ہے جس
ک پہنچنا ہمارے لئے ہر لحاظ سے ضروری ہے ۔

ختم کرنے سے پہلے ایک مختصر سی فہرست امور اور بھی ہے جو ابھی
کومت کی نگاہ لطف کی منتظر پڑی ہے ۔ اس کے عنوان ہیں ۔ یونیورسٹی اور
نوی تعلیمی ایکٹ میں تہذیبی شق کا شمول ۔ عالم فاضل امتحانات کا بدستور
ابق یونیورسٹی سے متعلق ہونا ۔ اورئینٹل کالج کی توسیع کا سوال ۔
الم فاضل امتحانات کی پابندیوں کے لئے کسی معقول اصول کی تلاش،
، سب سوال ایسے ہیں جن کے متعلق کئی برس سے بحث و تکرار
و رہی ہے مگر ہماری حکومت ان کے متعلق کوئی قدم اٹھا نہیں سکی ۔!
میں توقع ہے کہ ان سب سوالات پر جلد غور ہوگا ۔

آخر میں ۔ تکلیف کی معذرت اور صاحب صدر کا اور آپ کا
کریہ و سپاس ـــــ اور یہ التماس کہ میری گذارشات کے معاملے میں
نذ ما صفا و دع ما کدر، پر عمل فرما کر اگر میری تحریر کی بے ربطیوں
ِ معاف فرما سکیں تو یہ امر میرے لئے باعث ممنونیت ہوگا ۔

ضمیمے

ترتیب

ضمیمہ ا : کالج کے اساتذہ کی فہرست

ضمیمہ ب : شعبوں کی رپورٹ

ضمیمہ ج : متفرق

۱ - رپورٹ اورئینٹل کالج میگزین

۲ - ,, اورئینٹل کالج یونین

۳ - ,, سپورٹس

۴ - ,, کالج لائبریری

۵ - ,, کالج ہوسٹل

۶ - تعداد طلباء

۷ - یونیورسٹی ریسرچ سکالرز

۸ - تفصیل اہم تصنیفی کام جو مستقل طور پر کالج کے
اساتذہ کے پیش نظر ہے ۔

ضمیمہ الف

کالج کے اساتذہ کی فہرست

نام	عہدہ
۱۔ سید عبداللہ ایم۔ اے۔ ڈی لٹ	پرنسپل و صدر شعبہ اردو
۲۔ محمد باقر ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی	پروفیسر و صدر شعبہ فارسی
۳۔ شیخ عنایت اللہ ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی	پروفیسر و صدر شعبہ عربی
۴۔ سید وزیر الحسن عابدی ایم۔ اے	ریڈر ان سپوکن ایرانین
۵۔ عبادت بریلوی ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی	سینئر لیکچرار اردو
۶۔ سید وقار عظیم ایم۔ اے	سینئر لیکچرار اردو
۷۔ عبدالشکور احسن ایم۔اے۔ایل ایل بی	سینئر لیکچرار فارسی
۸۔ مولانا فیوض الرحمان عثمانی۔ مولوی فاضل۔ منشی فاضل۔ فاضل دیو بند	لیکچرار فارسی
۹۔ سید میرک شاہ۔ منشی فاضل۔ فاضل دیو بند	استاد فارسی
۱۰۔ السید ابراھیم الرحیم	استاد عربی جدید
۱۱۔ حافظ نور الحسن۔ مولوی فاضل۔ فاضل دیو بند	استاد عربی
۱۲۔ سید محمد العربی المراکشی	استاد عربی جدید
۱۳۔ عبدالصمد صارم۔ منشی فاضل۔ فاضل۔ دیو بند۔ فاضل ازھر	استاد عربی و فارسی

ضمیمه ب - شعبه وار روداد

ARABIC DEPARTMENT

Teaching Staff

The following gentlemen participated in the teaching of the M.A. Arabic Class :—

1. Dr. Shaikh Inayat Ullah, M.A., Ph.D. (London) University Proffessor.
2. Mr. Abdul Qayyum M.A., Lecturer, Government College, Lahore.
3. Hafiz Nur-ul-Hasan .. Oriental College, Lahore.
4. Syed Muhammad Al-Arabi Ditto.
5. M. Abdul Samad Sarim Ditto.
6. Dr. Fazl-e-Mahmud, M.A., D.Phil. Dyal Singh College, Lahore.
7. Mr. Abu Bakr Ghaznawi, M.A., LL.B. Islamia College, Lahore.
8. Al-Sayyid Ibrahim Rohayyum, Delegated by the Government of Egypt.

Number of Students

		Boys	*Girls*
V year Class	..	6	6
VI year Class	..	7	5
Total	..	13	11

Examination Results

Nine students of the University class took the M.A. examination, held in May, 1957. Out of these, eight students passed, giving us a pass percentage of eighty nine. Out of the successful candidates, 3 were placed in the first division, four in the second and one in the third division.

Research Work

Dr. Inayatullah continued to act as an adviser to the Editorial Committee of the Leiden Encyclopaedia of Islam, and contributed the following articles to the Revised Edition of that work during the year under report:

Ali Werdi Khan: Agha Hasan Amanat; Mir Amman; Mir Babar Ali Anis.

Dr. Inayat Ullah was elected President of the Islamic History Section of the Pakistan Historical Conference, held at Dacca in February, 1957. The address he wrote on the occasion was not only read in the Session but was also widely distributed in printed form.

Dr. Inayat Ullah was nominated as a Delegate to the International Islamic Colloquium held at Lahore in January 1958. He read a paper on "Islamic Culture; its Origin, Growth and Character."

The following persons carried on research work under the guidance of the University Professor for the degree of Ph.D. :—

Miss Amatul Majid, M.A., is preparing a critical edition of the Kitabal-Maghazi of al-Waqidi.

Rana Baha-ul-Haq, M.A., is preparing an edition of Timthal al-Amthal, a work on Arabic proverbs.

Ch. Muhammad Din, M.A., Lecturer, Government College, Lyallpur is working on a book of Apostolic Traditions.

Employment of Graduates

The following graduates of the Arabic department received employment as lecturers in Arabic during the year under report :—

Miss Sughra Adeeb, M.A., at the Government College for Women, Lyallpur.

Miss Ali Muhammad, M.A., at the Islamia College for Women, Lahore.

Miss Shamim Firdaus, M.A., as Principal, Dabiristan Fatima, Gujrat.

Miss Afzal-un-Nisa, M.A., at the Sadiq Government College for women Bahawalpur.

Mr. Sher Muhammad Zaman, M.A., at the Government College, Lahore.

Mr. Abdul Latif, M.A., at the Government College, Rawalkot.

Mr. Abdur Razzaq, M.A., at the Government College, Mirpur.

Mr. Khalid Bazmi, M.A., at the Islamia College, Lahore.

PERSIAN DEPARTMENT

Teaching Staff

1. Dr. Muhammad Baqir, M.A., Ph. D. (London). University Professor of Persian and Head of the Department.
2. Syed Vazir-ul-Hasan Abedi, M.A. (Delhi), (Licence-è: lettres.,) (Cour de D.Litt.) University Reader in Spoken Iranian.
3. Prof. A. S. Ahsan, M.A., LL.B. (Alig), Diploma in Journalism (Pb.) Certificates in Old Persian Languages Avesta, Pehelvi, Ancient Iranian Culture, Iranian History and Civilization and Spoken Iranian (Teheran). University Lecturer in Persian.
4. Dr. S. M. Abdullah, M.A., D. Litt.,

Inter-Collegiate Staff:—

5. Prof. Ilm-ud-Din Salik, M.A. M.O.L..
Islamia College. Lahore.

6. Mirza M.B. Badakhshani, M.A.,
Government College, Lahore.

7. Prof. F. D. Razi, M.A.,
Government College, Lahore.

Research Work

PUBLICATIONS

The following books and articles of research were published by the Persian Department during the year :

(*i*) Dr. Muhammad Baqir, University Professor of Persian and Head of the Department :

۱ ـ مدارالافاضل صفحہ ۱ــــ۷۷

۲ ـ اسہال در نیو یورک مجلہ انجمن عربی و فارسی دانشکدہ پنجاب، فروری ۱۹۵۷

3. Morraqa-e-Golshan :—*Journal of the Pakistan Historical Society.*

۴ ـ مولوی ـ ترغیبات جنسی کا ماہر، اورینٹل کالج میگزین، اگست ۱۹۵۷

(*ii*) Mirza M. B. Badakhshani :
ادب نامہ ایران (A Literary History of Iran) published by the University Book Agency, Lahore.

(*iii*) Mr. A. S. Ahsan, University Lecturer in Persian

۱ ـ ایرانی صوتیات اور زبان عامیانہ مجلہ انجمن عربی و فارسی دانشگاہ پنجاب، فروری ۱۹۵۷

Ph.D. Students

The following students are working for their Ph.D. under the guidance of Professor Dr. Muhammad Baqir :

Kh. Nazir Ahmad .. "Literary and Cultural Life in the reign of Shah Abbas the Great".

Mr. Inam-ul-Haq Kausar "Fughani Shirazi and the Poets of His Age."

Research Scholar

Mr. Muhammad Ishtiaq Khan was selected as Research Scholar for the session, but on getting an appointment in the Archaeological Survey of Pakistan, he quitted the post.

M.A. Research Students

The following M.A. research students worked under the guidance of Professor Dr. Muhammad Baqir and passed their M.A. Examination obtaining Class I.

1. Miss Shamim Haq :
2. Miss Zahur Akhtar Malik :

Employment of the year's graduates

Mr. Muhammad Ishtiaq Khan and Mr. Ahmad Nabi have been selected as probationers for the post of the Assistant Superintendent of Archaeology in the Government of Pakistan.

Miss Amat-ul-Rafiq has been appointed as Lecturer in Persian at the Government College, Multan. Miss Shamim Haq has been appointed as Lecturer in Persian at the Queen Marry College, Lahore. Mr. Riaz Hussain Shah has been appointed as Lecturer in Persian at the Islamia College, Lyallpur.

Extra Curricular Activities

(*i*) Public Lectures : The following public lectures were delivered by the member of the staff and Dr. Kechkineh Kazemi arranged under the auspices of the department during the session :

Date	*Lecturer*	*Subject*
27-9-1956	Dr. Muhammad Baqir	School and the Child.
12-3-1957	Dr. Kechkineh Kazemi	روابطفرهنگیایرانوپاکستان
21-4-1957	Dr. Muhammad Baqir	غالب اور برهان قاطع
20-6-1957	Dr. Muhammad Baqir	ادب اور ثقافت
16-7-1957	Dr. Muhammad Baqir	تجلیل اقبال

(*ii*) Literary and Critical Contributions : The following literary and critical articles were contributed to eminent journals :—

۱- گذارش کنگره خواجه نصیرالدین طوسی در تهران	مجله انجمن عربی و فارسی دانشگاه پنجاب 'نومبر ۱۹۵۶
۲- اور اس کی عید ہو چکی تھی	مشرق (کراچی) جنوری، ۱۹۵۷
۳- اسہال	ماہ نو (کراچی) جنوری، ۱۹۵۷
۴- نثر آزاد	نوائے وقت (لاہور) ۲۲ جنوری، ۱۹۵۷
۵- اقبال دشمنی اور ملت دشمنی	قندیل (لاہور) ۱۰ فروری ۱۹۵۷
۶- کراچی میں ایک دن	قندیل (لاہور) ۳ فروری ۱۹۵۷
۷- کردار کی تشکیل	ثقافت (لاہور) فروری ۱۹۵۷
۸- لعل مذاب	قندیل (لاہور) ۲۴ فروری ۱۹۵۷
۹- استعفا	ساقی (کراچی) فروری ۱۹۵۷
۱۰- شیخ سعدی کا ایک قطعہ	نورالتعلیم (گکھڑ) مارچ ۱۹۵۷
۱۱- اردو ادب اور ملّی زندگی	ماہ نو (کراچی) مارچ ۱۹۵۷

۱۲- علاقائی ادب اور قومی زندگی کا عکس	قندیل (لاہور) ۱۰ مارچ ۱۹۵۷
۱۳- لاہور سے کراچی تک	الحمرا (لاہور) فروری ۱۹۵۷
۱۴- مادری زبان والے سے	نئی قدریں (حیدرآباد) اپریل ۱۹۵۷
۱۵- تجلیل اقبال - تجلیل پاکستان	چٹان (لاہور) ۲۲ اپریل ۱۹۵۷
۱۶- سلسلۂ حادثات	ماہ نو (کراچی) مئی ۱۹۵۷
۱۷- لاہور بنگلے سے لاہور تک	صحیفہ (لاہور) جون ۱۹۵۷
۱۸- عظیم اللہ خان	قندیل (لاہور) ۲ جون ۱۹۵۷
۱۹- ملّی ضروریات اور ملّی زبان	ماہ نو (کراچی) جولائی ۱۹۵۷
۲۰- یہ مری ہے	قندیل (لاہور) ۲۱ جولائی ۱۹۵۷
۲۱- مری میں ثقافتی میلہ	چٹان (لاہور) ۲۲ جولائی ۱۹۵۷
۲۲- یہ مری ہے	قندیل (لاہور) ۲۸ جولائی ۱۹۵۷
۲۳- یہ مری ہے	قندیل (لاہور) ۲۵ اگست ۱۹۵۷
۲۴- ادب اور ثقافت	ماہ نو (کراچی) ستمبر ۱۹۵۷

1. Mr. A. S. Ahsan :

۱- ایران - چند تاثرات اور مشاہدات لیل و نہار (لاہور) اپریل ۱۹۵۷

2. The Pakistan Times, Lahore. 21st April, 1957. Allama Iqbal's Growing popularity in Iran.

رپورٹ شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی

I - عملہ : سال زیر تبصرہ میں شعبۂ اردو کے عملے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور مندرجہ ذیل اساتذہ حسب سابق شعبۂ اردو کی تدریس میں مصروف رہے :-

۱ - ڈاکٹر سید عبداللہ ایم - اے - ڈی لٹ ، یونیورسٹی پروفیسر
۲ - ڈاکٹر عبادت بریلوی ایم - اے - پی ایچ - ڈی -
۳ - پروفیسر سید وقار عظیم ایم - اے -

II - ایم - اے اردو کی تدریس انٹرکالجیٹ اصول پر ہوتی ہے - اس سلسلے میں مقامی کالجوں کے مندرجہ ذیل اساتذہ نے تدریس میں شرکت کی :-

۱ - ڈاکٹر محمد صادق - ایم - اے - پی ایچ - ڈی - دیال سنگھ کالج - لاہور
۲ - پروفیسر علم الدین سالک لاہور ایم - اے اسلامیہ کالج -
۳ - پروفیسر قیوم نظر ایم - اے گورنمنٹ کالج - لاہور

سال زیر تبصرہ میں شعبۂ اردو کے اساتذہ کے ساتھ ساتھ کالج کے مندرجہ ذیل اساتذہ فاضل اردو کی تدریس میں حصہ لیتے رہے :

۱ - مولانا فیوض الرحمن
۲ - مولانا سید میرک شاہ
۳ - مولانا عبدالصمد صارم
۴ - مولانا نورالحسن

III - ایم - اے اردو اور فاضل اردو کی جماعتوں کے داخلے کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں :-

	طلباء	طالبات	کل تعداد
۱ - ایم اے۔اردو سال پنجم	۱۳	۵	۱۸
۲ - ایم - اے اردو سال ششم	۱۶	۳	۱۹
۳ - فاضل اردو	۱۰	۸	۱۸

I - نتائج : ایم اے - اردو کے امتحان میں دس طلباء شریک ہوئے جن میں سے نو کامیاب ہوئے - کامیاب ہونے والے طلباء میں سے تین اول درجے میں کامیاب ہوئے۔ چار دوم درجے میں اور دو سوم درجے میں کامیاب ہوئے۔ شعبہ اردو کی طالبہ مس اقبال بیگم (ایم - اے میں) پنجاب یونیورسٹی میں اول رہیں - نتیجہ ۹۰ فیصدی رہا -

۲ ایم۔اے اردو کے مقالات کی نگرانی :-

(الف) - ڈاکٹر سید عبداللہ -

نام طالب علم	عنوان مقالہ
۱ - سید بنیاد حسین شاہ	''لیسنگ کی کتاب Laokoon کے سات ابواب کا اردو ترجمہ،، -
۲ - اظہر محمد خان	''سر عبدالقادر،،
۳ - مس نصیر انور	''میتھیو آرنلڈ کے دو مضامین کا اردو ترجمہ،،
۴ - اکمل علیمی	''اردو میں مضمون نگاری کا ارتقاء،،

(ب) - ڈاکٹر عبادت بریلوی -

۱ - اقبال بیگم	''اردو تنقید پہلی جنگ عظیم کے بعد،،

۲ - فہمیدہ سلطانہ — ''غزل کے نئے رجحانات،،

۳ - ایم - رفیع الدین — ''ھڈ سن کی کتاب اسٹڈی آف لٹریچر کے تین ابواب کا اردو ترجمہ،،

۴ - ستارہ جبین — ''جگر مرادآبادی،،

(ج) - سید وقار عظیم —

۱ - محسنہ قریشی — ''مرزا عظیم بیگ چغتائی،،

۲ - منیرانساء قریشی — ''اردو کے مزاحیہ ناول،،

۳ - غلام مصطفیٰ خلجی — ''تقسیم کے بعد اردو افسانہ،،

IV تحقیقی کام کی نگرانی -

ایم - اے اردو کے مقالات کی نگرانی کے ساتھ ساتھ اساتذہ شعبۂ اردو پی - ایچ - ڈی کے مقالات کی نگرانی بھی کرتے رہے -

مندرجہ ذیل حضرات اساتذہ شعبۂ اردو کی نگرانی میں پی - ایچ - ڈی کے مقالات مرتب کرتے رہے :

(الف) - ڈاکٹر سید عبداللہ -

۱ - مسز خاور درانی - ایم - اے لیکچرار، گورنمنٹ کالج فارویمن- لائل پور، — ''بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد،،

۲ - پروفیسر محمد موسیٰ خان کلیم -

ایم - اے - وائس پرنسپل، گورنمنٹ کالج - ڈیرہ اسماعیل خان - — ''غالب — ایک جائیزہ،،

۳ - صفیہ عبدالحق - ایم - اے - لکچرار - لاہور کالج فار ویمن - لاہور "غلام مصطفیٰ خان شیفتہ اور ان کے معاصرین"

۴ - خواجہ محمد اختر بیگ - ایم - اے - لاہور "آتش اور ان کا زمانہ"

(ب) - سید وقار عظیم :

۱ - محمد اسلم - ایم - اے "ڈراما نگاری کا فن اور اردو ڈراما"

۲ - ناظر حسن زیدی - ایم - اے - "مومن خان مومن دہلوی"

۳ - مس کلثوم سلطانہ - ایم - اے - "نذیر احمد دہلوی"

۴ - مس آمنہ عنایت - ایم - اے - "رتن ناتھ سرشار"

۵ - عبیداللہ خان - ایم - اے - "پریم چند"

۶ - سید محمود رضوی - ایم - اے - "اردو کی داستانیں"

VII - مہر عبدالحق صاحب نے اپنے پی - ایچ - ڈی کی ڈگری کا مقالہ "ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق" ڈاکٹر سید عبداللہ کی زیر نگرانی مکمل کر کے یونیورسٹی میں پیش کیا - مقالہ مذکور پر پنجاب یونیورسٹی نے عبدالحق صاحب کو پی - ایچ - ڈی - کی ڈگری عطا کی -

VIII - اردو ریسرچ اسکالر :-

مسٹر غلام حسین ایم - اے بحیثیت اردو ریسرچ اسکالر ''ارد
ادب کا سیاسی و عمرانی پس منظر،، کے موضوع پر تحقیقی مقالہ
ڈاکٹر سید عبداللہ کی زیر نگرانی لکھ رہے ھیں -

IX - اساتذہ شعبہ اردو نے مندرجہ ذیل طلباء کو (بورڈ میں
پیش ہونے سے قبل) پی - ایچ - ڈی - کے مقالات کے سلسلے
میں مشورے اور ھدایات دیں :-

۱ - مس آمنہ مینائی - ''اردو نثر کا لکھنوی دبستان،،
۲ - مس زبیدہ قریشی - ''میر اور ان کا کلام،،
۳ - مظفر حسن ملک - ''دبیر ان کا فن اور زمانہ،،
۴ - عبدالغفور - ''عبدالحلیم شرر،،
۵ - مس شمیم اختر - ''اردو شاعری میں فطرت ا
مطالعہ فطرت،،

X - ایم - اے پاس کرنے کے بعد مندرجہ ذیل طلباء حصول
ملازمت میں کامیاب ہوئے :-

۱ - ایم اقبال گل - لیکچرار، اسلامیہ کالج - سیالکوٹ
۲ - اقبال بیگم - لیکچرار، زنانہ گورنمنٹ کالج
بھاولپور -
۳ - ایم - اسلم کاظمی - لیکچرار، اسلامیہ کالج، پشاور
۴ - حسن عسکری - انسپکٹر محکمہ دیہی امداد -
گجرات -
۵ - نظیر جہاں - لیکچرار، گورنمنٹ کالج برا
خواتین ، گجرات -
۶ - مہرالنسا یوسف - استاد مدرستہ‌البنات - لاھور
۷ - منور جہاں - لیکچرار گورنمنٹ کالج برا
خواتین ، سیالکوٹ -

۸ - سید بنیاد حسین شاہ - لیکچرار، گورنمنٹ کالج، رحیم یار خان -

۹ - محسنہ قریشی - لیکچرار، زنانہ اسلامیہ کالج، لاہور

۱۰ - نصیر انور - زنانہ گلبرگ کالج - لاہور

XI - اساتذہ شعبہ اردو کی تحریریں جو سال زیر تبصرہ میں مختلف ادبی رسائل میں شائع ہوئیں :-

(الف) - ڈاکٹر سید عبداللہ :-

۱ - ''میر کا ایک نقاد - محمد حسین آزاد''	ادب لطیف - لاہور -
۲ - ''اقبال کا ایک ممدوح نظیری''	ماہ نو، کراچی -
۳ - ''داغ کا اشک غم''	خیال - لاہور -
۴ - ''اقبال و حافظ کے ذہنی فاصلے''	صحیفہ - لاہور -
۵ - ''۱۸۵۷ء کا ایک مرثیہ خواں ظہیر دھلوی''	ماہ نو، کراچی -
۶ - ''غدر سر سید کی نظر میں''	امروز، جنگ آزادی نمبر، لاہور -
۷ - ''ناسخ کی منسوخ شاعری''	نئی تحریریں - لاہور
۸ - ''کاغذی پیراھن''	نئی قدریں - حیدرآباد - سندھ

۹ - "میر کے کلام میں فکر و نظر کا عنصر"	علی گڑھ میگزین - علی گڑھ -
۱۰ - "میں اور میر"	سویرا - لاہور
۱۱ - اردو ادب کے گذشتہ دس سال	ہمایوں سالنامہ ۵۸ء
۱۲ - اردو تنقید سال ۵۸ء میں	ادب لطیف - سالنامہ ۵۸ء -
۱۳ - Oriental Studies in Pakistan	West Pakistan, Lahore.
۱۴ - Urdu Literature after Partition	West Pakistan, Lahore.

(ب) ڈاکٹر عبادت بریلوی

I - مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئیں :-

۱ - تنقیدی تجربے - شائع کردہ اردو دنیا - کراچی،

۲ - کلیات میر تقی میر - ترتیب و تدوین معہ مقدمہ، شائع کردہ اردو دنیا - کراچی -

۳ - مقدمات عبدالحق - ترتیب و تدوین - شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان - کراچی -

II - مندرجہ ذیل کتابوں پر مقدمات لکھے :-

۱ - رگ سنگ - ناولٹ از انور سجاد - شائع کردہ گوشہ ادب - لاہور -

۲ - خشت خوں - (مجموعہ کلام امامی بنگلوری) شائع کردہ انجمن ترقی اردو - میسور - بنگلور -

۳ - وادیٔ خیال - (مجموعہ کلام جوہر دہلوی)

III - مندرجہ ذیل مقالات شائع ہوئے :-

۱ - جوش ملیح آبادی - لیل و نہار - لاہور ۱۹۵۷ء

۲ - نواب مرزا شوق لکھنوی اور ان کی مثنویاں - لیل و نہار، لاہور، جون ۱۹۵۷ء جلد ۷، نمبر ۲۵ -

۳ - ہماری داستانیں - لیل و نہار، لاہور فروری ۱۹۵۷ء

۴ - میر کا تغزّل - افکار، کراچی - ستمبر ۱۹۵۷ء

۵ - میر کا تفکّر - دستور، لاہور جلد ۶ - نمبر ۷ - ستمبر ۱۹۵۷ء

۶ - غالب کے تغزّل میں شوخی کا پہلو - سویرا - لاہور، نمبر ۲۲ - ۱۹۵۷ء

۷ - جنگ آزادی (۱۸۵۷ء) کا ادب - خیال، لاہور، نمبر ۱ - ۲، ۱۹۵۷ء

۸ - لکھنئو اور جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء - خیال لاہور، نمبر ۱-۲، ۱۹۵۷ء

۹ - حضرت محل - امروز، آزادی نمبر ۱۹۵۷ء

۱۰ - اردو شاعری اور تذکرہ دہلیٔ مرحوم - آزاد کشمیر - راولپنڈی - آزادی نمبر ۱۹۵۷ء

۱۱ - اردو ادب ۱۹۵۶-۵۷ میں، امروز، کراچی و لاہور (پانچ قسطوں میں مسلسل شائع ہوا -) اگست و ستمبر ۱۹۵۷ء

۱۲ - جدید ادب اور داخلیت پسندی - نئی قدریں، حیدر آباد سندھ - خاص نمبر -

۱۳ - پاکستان کے ادبی مسائل - لیل و نہار - لاہور، یوم استقلال نمبر، اگست ۱۹۵۷ء

۱۴ - جدید اردو تنقید کے بعض مسائل، افکار کراچی دسمبر ۱۹۵۷ء

۱۵ - ادبی تحقیق کے بنیادی اصول، افکار - کراچی - جنوری ۱۹۵۸ء

۱۶ - غالب کی عظمت - افکار - کراچی - فروری ۱۹۵۸ء

۱۷ - مومن کا تغزل - اردو، کراچی - اکتوبر ۱۹۵۷ء

۱۸ - حسرت موہانی - ہمایوں، لاہور سالگرہ نمبر ۱۹۵۸ء

۱۹ - جدید اردو ادب اور اس کا مطالعہ - لیل و نہار، ۹ فروری ۱۹۵۸ء

۲۰ - غالب کے تغزل کا سماجی پہلو - آجکل - دہلی - فروری ۱۹۵۸ء

(ج) - سید وقار عظیم

I - مطبوعات :-

مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئیں :-

۱ - نیا افسانہ -

۲ - اندر سبھا و شرح اندر سبھا -

II - مندرجہ ذیل مقالات شائع ہوئے :-

۱ - اردو ناول کا ارتقاء، سویرا، لاہور، مارچ ۱۹۵۷ء

۲ - سرشار کی الف لیلہ - لیل و نہار، - لاہور، مارچ ۱۹۵۷ء

۳ - سرشار کا ایک کردار، امروز، لاہور، اپریل و مئی ۱۹۵۷ء

۴ - داستان غدر اور بہادر شاہ، امروز، لاہور، مئی ۱۹۵۷ء

۵ - داستان غدر - خیال - لاہور، مئی ۱۹۵۷ء

۶ - قصہ اگر و گل ، استقلال - لاہور، ۱۹۵۷ء

۷ - کہانی اور آزادی کا حق - استقلال - لاہور، اگست ۱۹۵۷ء

۸ - تقسیم کے بعد افسانہ - امروز، لاہور، اگست ۱۹۵۷ء

۹ - تقسیم کے بعد ناول - لیل و نہار، لاہور، اگست ۱۹۵۷ء

۱۰ - بہادر شاہ - آزاد کشمیر - راولپنڈی - اگست ۱۹۵۷ء

۱۱ - آزاد ایک روایت - استقلال - جنوری ۱۹۵۸ء

۱۲ - شگوفہ محبت (سرور) لیل و نہار، جنوری ۱۹۵۸ء

۱۳ - ہماری قصہ گوئی کے دس سال - امروز، لاہور، مارچ ۱۹۵۸ء

XII - اساتذہ شعبہ اردو نے مرکزی حکومت کی سکیم "ضخیم اردو قاموس،، کی ترتیب میں حصہ لیا - پروفیسر سید وقار عظیم صاحب نے کالج یونین کے صدر کی حیثیت سے کام کیا -

ضمیمہ ج (متفرق)

اورینٹل کالج میگزین

مقام مسرت ہے کہ اورینٹل کالج کا تحقیقی مجلہ اورینٹل کالج میگزین جو ڈاکٹر سید عبداللہ، پرنسپل، اورینٹل کالج کی زیر ادارت نکل رہا ہے تمام مشکلات کو طے کرکے اپنے اصل مقام پر پہنچ گیا ہے - سال زیر تبصرہ میں اورینٹل کالج میگزین میں شائع ہونے والے مضامین میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا گیا ہے - مندرجہ ذیل حضرات کے ۳۰ گرانقدر مضامین اورینٹل کالج میگزین میں چھپے -

ڈاکٹر سید عبداللہ، کلب علیخان، ڈاکٹر نذیر احمد - ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر فضل محمود، ذکی ولیدی توغان،

ڈاکٹر فواد سیزگن۔ ڈاکٹر محمد سلیم، مسٹر ولی اللہ خان، علامہ عبدالرحمن چغتائی، ا۔ د۔ نسیم، شیخ اصغر علی، مولینا عبدالصمد صارم۔ وغیرہ وغیرہ ۔

علاوہ ازیں پاکستان کے دیگر ادباء نے بھی اس رسالہ میں اپنے گراں قدر مضامین شائع کرائے ۔ یہ رسالہ دنیا کے علمی مرکز میں پہنچتا ھے ۔ بہت سے غیر ملکی حضرات اس رسالے کے خریدار اور اعزازی ممبر ھیں ۔

اوریئنٹل کالج یونین

موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ۲۲ اکتوبر کو یونین کے انتخابات عمل میں آئے اور مندرجہ ذیل عہدہ‌دار چنے گئے :-

نائب صدر	خواجہ عبدالجبار بانڈے
معتمد عمومی	حفیظ‌الرحمن خان
نائب معتمد	محمد اکرام خان
معتمد طالبات	مسز عذرا حیدر

۲۹ ۔ اکتوبر کو کالج یونین کا پہلا اجلاس ھوا جس میں کالج میں ھونے والی تقریبات کا فیصلہ کیا گیا اور اس پروگرام کے مطابق مندرجہ ذیل تقریبات ھوئیں :-

۱ - پہلی ادبی نشست مشاعرہ - ۱۱ نومبر ۱۹۵۷ء بوقت ۴ بجے شام زیر صدارت عالی جناب سید وزیرالحسن عابدی اسٹاف روم میں منعقد ھوئی ۔ جس میں لاھور کے معزز شعراء کرام جناب احسان دانش اور طفیل ھوشیار پوری نے طلبا و طالبات کو اپنے کلام سے

محظوظ فرمایا ۔ محفل مشاعرہ کے اختتام پر جملہ مہانوں کو چائے دی گئی ۔

۲ ۔ دوسرا فرشی مشاعرہ نسبتاً بڑے پیمانے پر زیر صدارت عالیجناب خواجہ دل محمد صاحب اسٹاف روم میں بتاریخ ۱۸ ۔ دسمبر بوقت چار بجے شام منعقد ہوا ۔ شعراء کرام میں جناب ایف ۔ ڈی گوہر، شکیب جلالی، سیف زلفی اور شفیق کوٹی صاحب کی غزلیں سامعین نے خصوصیت کے ساتھ پسند کیں ۔ یہ مشاعرہ تقریباً ۴ گھنٹے جاری رہنے کے بعد جناب صدر صاحب کے دوھوں پر ختم ھوا ۔ اختتام پر جناب صدر نے سامعین کا شکریہ ادا کیا ۔

۳ ۔ ڈاکٹر مہدی علاّم صاحب نے Theory of Quran in reference to forgiveness. کے موضوع پر بڑی فاضلانہ تقریر فرمائی ۔ علامہ اپنی عربی تقریر کا ترجمہ خود ھی انگریزی میں کرتے جاتے تھے ۔ اس فاضلانہ اور تحقیقی مقالے سے حاضرین بے حد متاثر ھوئے ۔

۴ ۔ کل پاکستان انٹرکالجیٹ اردو مباحثہ بتاریخ ۲۳ ۔ جنوری ۵۸ء بوقت ۴ بجے شام مینارڈ ھال میں منعقد ھوا ۔ موضوع بحث تھا :

"مستقبل میں انسان کی فلاح و بہبود مذھب میں مضمر ھے"

مسٹر عابد علی بٹر نے قائد ایوان اور مسٹر نثار احمد ریاض نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے قرارداد کی حمایت و مخالفت کی ۔ منصفین کے فرائض عالی جناب ڈاکٹر محمد صادق پروفیسر دیال سنگھ کالج، لاھور ۔ اختر اقبال کمالی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاھور اور

وقار عظیم صاحب پروفیسر اوریئنٹل کالج لاهور نے انجام دیئے ۔ اس مباحثه میں انعامات حاصل کرنے والے اصحاب مندرجه ذیل هیں :-

پہلا انعام	مسٹر ارشاد کاظمی ۔ لا کالج۔لاهور
دوسرا انعام	مسٹر محمد تقی. سندھ مسلم آرٹ کالج ۔ کراچی
تیسرا انعام	مسٹر ریاض اختر ۔ لا کالج۔لاهور
انعام طالبات	مس سلیم اختر ضیاء اسلامیه کالج فارویمن
سپیشل انعام (کمسن مقرر)	مسٹر درار رضوی ۔ دیال سنگھ کالج ۔ لاهور

۵ - ۱۳ مارچ ۹ بجے صبح مضمون نویسی کا مقابله هوا جس میں طلبه و طالبات نے حصه لیا ۔ مسٹر محمد طارق اول اور ظهیر احمددوم رهے۔

۶ - کالج کی طرف سے مقامی کالجوں کے مباحثوں میں مسٹر نثار احمد ریاض نمائندگی کرتے رهے۔ چنانچه انهوں نے اسلامیه کالج لاهور اور انجینیرنگ کالج لاهور میں منعقد هونے والے مباحثوں میں بالترتیب انعام دلجمعی اور اول انعام حاصل کیا ۔ مسٹر نثار احمد ریاض نے یونیورسٹی یونین کی بھی نمائندگی کی اور ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج لاهور میں منعقد هونے والے مباحثه میں یونین کے لئے ٹرافی جیتی ۔

۷ - مسٹر عابد علی بٹر نے گورنمنٹ کالج لاهور میں ینگ سپیکرز یونین کے زیر اهتمام هونیوالے انگریزی مباحثه میں دوم انعام حاصل کیا ۔

۸ - ان تقریبات کے علاوه کالج کی وه تقریبات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر هیں جن میں بعض ملکی اور غیر ملکی اکابر علم و ادب کو

مدعو کیا گیا ۔ اور طلبه و طالبات نے ان کے خیالات سے استفادہ کیا ۔ جو معزز مہمان علیحدہ علیحدہ ان تقاریب میں تشریف لائے ان کے اسمائے گرامی یه هیں :-

۱ - پروفیسر رگھو پتی سہائے فراق
۲ ـ ڈاکٹر الگیزنڈر بوسانی (اٹلی)
۳ ـ ڈاکٹر خلیفه عبدالحکیم
۴ ـ ڈاکٹر مہدی علام (مصر)
۵ ـ ڈاکٹر فروزانفر (ایران)
۶ ـ سر هملٹن گب (جرمنی)

سپورٹس

اورینٹل کالج ایک خالص علمی درسگاہ ھے ۔ اسمیں داخل ہونے والے طلبه عموماً عمر کے ساتھ علم کے بھی پخته مراحل میں داخل هو چکے ہوتے هیں، کالج کی دو ساله زندگی میں ان کی علمی مصروفیت اس قدر غالب اور ان کا علمی انہاک اس قدر شدید ہوتا ھے که وہ کھیلوں اور اسی نوع کی دوسری تفریحات کے لئے بہت کم وقت نکال سکتے هیں ، لیکن با ایں همه مقام مسرت ھے که وہ زندگی کے ان خوشگوار اور دلچسپ پہلوؤں سے یکسر غافل اور بے خبر بھی نہیں هیں ـ علمی مصروفیات انہیں جسقدر اجازت دیتی هیں اتنا هی وہ ان مشاغل میں شوق کا اظہار کرتے رهتے هیں۔ چنانچه انہوں نے کالج میں والی بال، بیڈمنٹن اور کشتی رانی کے مختلف کلب قائم کر رکھے هیں جنمیں وقتاً فوقتاً حصه لیتے رهتے هیں، کشتی رانی کے لئے دریائے راوی میں کالج کی اپنی پانچ کشتیاں موجود هیں، والی بال

اور بیڈمنٹن کے لئے کالج کے سامنے کا لان موجود ھے، طالبات نے اپنا الگ بیڈمنٹن کلب قائم کر رکھا ھے جس کے تحت وہ کالج کے مغربی لان میں با پردہ کھیل سکتی ھیں، ھر سال کے اختتام پر یونیورسٹی گراؤنڈ میں کالج کے طلبہ کے مجموعی مقابلے ھوتے ھیں چنانچہ اب کے برس بھی تمام طلبہ اور اساتذہ یونیورسٹی گراؤنڈ میں جمع ھوئے اور طلبہ نے پورے ذوق و شوق اور گرمجوشی سے مختلف مقابلوں میں حصہ لیا، کشتی رانی کے مقابلوں کے موقعہ پر کافی چہل پہل اور رونق رھی، کالج کے اکثر اساتذہ بھی اس موقعہ پر موجود تھے اور اپنی شرکت سے کافی حد تک طلبہ کی حوصلہ افزائی کی، یہاں غالباً اس بات کا ذکر و اظہار بھی غیر مناسب نہ ھوگا کہ یہ تمام تفریحات ان طلبہ کے اپنے شوق کا نتیجہ ھیں ورنہ کھیلوں کے نگران اور ان کے مشق کرانے کیلئے بد قسمتی سے کالج کے پاس کوئی فزیکل انسٹرکٹر موجود نہیں ھے۔

کالج ھوسٹل

اوریئنٹل کالج کا دارالاقامہ جو ولنر ھوسٹل کہلاتا ھے کالج کے تقریباً متصل جانب شرق واقع ھے اسمیں چالیس طلبہ کے قیام و طعام کے علاوہ اور بھی ھر طرح کی سہولتیں اور آسائشیں انہیں میسر ھیں، دارالاقامہ میں صفائی کی حالت گذشتہ تمام برسوں کی نسبت اب کے زیادہ بہتر ھے، سامنے کے مختصر سے تکونی لان میں ایک خوبصورت پھلواری لگا دی گئی ھے جسکی وجہ سے منظر نہایت خوش نما اور دل کش ھو گیا ھے۔

دارالاقامہ کو محض ایک سرائے کی حیثیت سے نہیں دیکھا جاتا جسمیں ھر ماہ کچھ فیس لیکر ان کی رھائش اور دوسری رعایات کا

انتظام کر دیا جاتا ہو بلکہ اس کے بر عکس اسے ایک عمدہ تربیت گاہ کے نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے جہاں طلبہ کے اخلاق اور کردار کی پوری پوری نگرانی کی جاتی ہے اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادات کی پابندی پر خاص زور دیا جاتا ہے، مقام شکر ہے کہ طلبہ اپنے طور پر بھی ان فرائض کو بخوبی سمجھتے اور ان کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ قدم قدم پر سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ کامل تعاون کرتے اور باہم نہایت اخوت اور بھائی چارے سے رہتے ہیں -

دارالاقامہ میں ایک کامن روم بھی موجود ہے جس میں طلبہ فرصت اور تفریح کے اوقات میں ٹیبل ٹینس، کیرم بورڈ اور اس قسم کی دوسری ہلکی ہلکی کھیلوں سے جہاں اپنا جی بہلاتے ہیں وہاں کچھ دیر تک آپسمیں مل بیٹھ کر ایک طرح کی یک جہتی، اتحاد اور یگانگت کا از خود سبق بھی لیتے ہیں، سال کے آخر میں ان کھیلوں کے باہم مقابلے ہوتے ہیں جن میں اچھے کھیلنے والوں کو انعامات دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے -

کالج لائبریری

لائبریری کے لئے جو جگہ بنائی گئی ہے وہ روز بروز تنگ ہوتی جا رہی ہے کیونکہ کتب اور فرنیچر میں اضافہ ہو رہا ہے - اس لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ لائبریری کو وسیع کیا جائے - اس سال بھی لائبریری میں بطور پیش کش کچھ کتب موصول ہوئیں- اس وقت کالج لائبریری میں ۴۲۹۶ کتب موجود ہیں -

تعداد طلبہ

(جو سال ۱۹۵۷-۵۸ء میں داخل ہوئے)

باقاعدہ

۱ - ایم - اے عربی سال پنجم	8
۲ - ایم - اے - عربی سال ششم	15
۳ - ایم - اے - فارسی سال پنجم	27
۴ - ایم - اے - فارسی سال ششم	39
۵ - ایم - اے - اردو سال پنجم	24
۶ - ایم - اے - اردو سال ششم	25
۷ - ایم - اے - اسلامک سٹڈیز سال پنجم	17
۸ - ایم - اے - اسلامک سٹڈیز سال ششم	35
کل تعداد	190
۹ - منشی فاضل	13
۱۰ - ادیب فاضل	26
۱۱ - مولوی فاضل	6
۱۲ - عربی شام کی کلاس	21
۱۳ - سپوکن ایرانین کلاس	8
کل تعداد	74

یونیورسٹی ریسرچ سکالر

عربی -	خالی ہے
فارسی -	ایضاً
اردو -	مسٹر غلام حسین ذوالفقار

تفصیل اھم تصنیفی کام جو مستقل طور پر کالج کے اساتذہ کے پیش نظر ھے :-

ڈاکٹر سید عبداللہ

۱ - تفصیل میر (ایک مبسوط کتاب زیر ترتیب ھے) -
۲ - مسائل اقبال (ایک مستقل کتاب زیر ترتیب ھے) -
۳ - تنقید قدیم و جدید - (ایک مستقل کتاب زیر ترتیب ھے)

ڈاکٹر محمد باقر

اس وقت ڈاکٹر محمد باقر کے پیش نظر مندرجہ ذیل کام ھیں جن کو وہ انجام دے رھے ھیں :-

۱ - چند اساتذہ کی مدد سے ''قاموس فارسی'' مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ھے جس کے لئے پاکستان کے تمام فارسی کے اساتذہ کو دعوت دی گئی ھے کہ وہ اس کام میں شرکت کریں - اب تک ۱۶ اصحاب نے اس کام کو کرنے کے لئے ذمہ داری قبول کی ھے اور انہیں کام تفویض کر دیا گیا ھے -

۲ - شیخ اللہ داد فیضی سرھندی نے فارسی کا ایک لغت ۱۰۰۱ ھجری قمری میں ترتیب دیا تھا - اس کے کل نو نسخے دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ھیں - یہ تمام نسخے یا ان کے مائیکرو فلم اور روٹوگراف فراھم کر لئے گئے ھیں اور ان کے تقابل سے 'مدارالافاضل' کو تصحیح اور

حواشی کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے ۔ خیال ہے کہ یہ کتاب، ایکہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہوگی ۔

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ

معمولی درس و تدریس اور دیگر قسم کی ریسرچ کے علاوہ شعبہ عربی نے ایک جامع مگر مختصر ''دائرۃ المعارف عربیہ،، یعنی عربی سائیکلوپیڈیا کا منصوبہ تیار کیا ہے ۔ جو ایک جلد میں مکمل ہوگا ۔ اس کی ضخامت قریب ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہوگی ۔ جسکا دائرہ صرف عربی زبان اور عربی ادبیات تک محدود ہوگا ۔ اس میں صرف عربی زبان کے ادیبوں شاعروں اور مصنفوں سے امتاع کیا جائیگا ۔ اس سائیکلوپیڈیا کی ترتیب و تالیف سے مقصود یہ ہے کہ عربی کے طلبہ اور اساتذہ کے لئے ایک کم قیمت اور مختصر Book of Reference تیار کر دی جائے جسکی طرف وہ آسانی سے رجوع کر سکیں ۔ اور بوقت ضرورت یہ دریافت کر سکیں کہ فلاں مصنف کس زمانے اور کس ملک کا آدمی تھا ۔ اس کا خاص دائرہ عمل کیا تھا ۔ اس کا اپنے فن میں کیا مرتبہ ہے اور اسکی مشہور اور متداول کتابیں کون کون سی ہیں ۔ اسکے بارے میں مزید معلومات کہاں سے مل سکتی ہے ۔

چند رفقائے کار کی معیت میں اس اہم کام کی ابتدا کر دی گئی ہے امید ہے کہ انشاءاللہ دو سال کے اندر اندر یہ کام اتمام کو پہنچ جائے گا ۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی

۱ ۔ بعض ادیبوں کے ساتھ مل کر اردو کی ایک مفصل تاریخ ادب ترتیب دی جا رہی ہے یہ تاریخ تین جلدوں میں شائع ہوگی ۔ (ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجر کتب کشمیری بازار لاہور ۔)

۳ - اردو ادب کا نیا دور کے موضوع پر ڈاکٹر عبادت بریلوی تین سال سے کام کر رہے ہیں - اس موضوع پر خاصا کام ہو چکا ہے۔ یہ کتاب ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک کے ادب کا ایک مکمل تحقیقی و تنقیدی جائزہ ہے - اس میں اصناف ادب پر مفصل بحث ہے -

۴ - مندرجہ ذیل کام زیر ترتیب ہیں :-

۱ - کلیات حالی - (ترتیب و تدوین مع ایک مفصل خلاصہ)
۲ - معراج العاشقین (,,)
۳ - اردو کے اسالیب نثر
۴ - مومن (ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)
۵ - ولی (ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)
۶ - نظیر (,,)
۷ - اردو تذکروں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ انشاءاللہ جون تک چھپ جائے گا -

۸ - ڈاکٹر عبادت صاحب کی مندرجہ ذیل کتابوں کے ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں - ان کی دوبارہ اشاعت کے لئے وہ ان پر نظر ثانی کر رہے ہیں :

۱ - تنقیدی زاویے (مکتبہ اردو)
۲ - اردو تنقید کا ارتقا (انجمن ترقی اردو پاکستان)

سید وقار عظیم

۱ - سید وقار عظیم بعض ادیبوں اور نقادوں کے اشتراک میں ایک مبسوط تاریخ ادب اردو لکھنے کے کام میں مصروف ہیں -

۳ - بعض پرانی کتابوں کی از سر نو ترتیب و تدوین کا ایک پروگرام پیش نظر ھے - اس پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل کتابوں کی ترتیب عمل میں آ چکی ھے - ان کی کتابت ھو رھی ھے -

۱ - نو طرز مرصع - زرس -
۲ - فسانہ عجائب - رجب علی بیگ سرور -
۳ - بیتال پچیسی -
۴ - رانی کیتکی کی کہانی -

۴ - مندرجہ ذیل تصانیف کے نئے ایڈیشن مرتب کئے جا رھے ھیں :-

۱ - فن افسانہ نگاری -
۲ - ھمارے افسانے -

سید وزیرالحسن عابدی

عابدی صاحب حسب ذیل موضوعات پر ۱۹۵۲ء سے تحقیقی کام کر رھے ھیں :-

۱ - ایرانی صوتیات (مسلمان عالموں کی صوتیاتی تحقیق اور جدید علم صوتیات کی روشنی میں) -

۲ - دور جدید کا ایرانی محاورہ (ایرانی محاورے کے دور بدور تحول کے پس منظر کے ساتھ) -

ان دونو موضوعات پر زیر تدوین کتابوں کے ابتدائی صفحات چھپ بھی چکے ھیں -

خطبۂ صدارت

جلسہ

تقسیم انعامات یونیورسٹی اوریئنٹل کالج، لاہور

منعقدہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۸ء

از

ڈاکٹر عبدالوحید

سابق رکن سنڈیکیٹ

پنجاب یونیورسٹی

لاہور

★

خواتین و حضرات !

جب مجھے میرے محترم جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کا دعوت نامہ بلکہ "تہدید نامہ" موصول ہوا کہ اس جلسے کی صدارت مجھے ہی کرنا ہوگی تو سب سے پہلا رد عمل جو میرے دل و دماغ میں پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ :

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

آخر کیا وجہ ہے کہ شہر کے لائق تر اور اس اعزاز کے مستحق تر صدر نشینوں سے قطع نظر کرکے مجھے یہ ذمہ داری سونپی جا رہی ہے۔ لیکن جب میں نے معاملے کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی تو اس کی حکمت بہت جلد میری سمجھ میں آ گئی یہ در اصل محترم سید صاحب کو ان کی سرکاری حیثیت اور عہدے کے ادب آداب اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ کھل کر اپنے ما فی الضمیر کا اظہار نہ کریں ۔ اور دل میں جو بات ہے اسے دل تک ہی محدود رہنے دیں ۔ ادھر انہیں میری جرأت رندانہ اور اس جبلی عادت کا بھی پورا علم ہے کہ خدا لگتی کہنے سے کبھی نہیں چوکتا ۔ کیونکہ میرا شیوہ ہی یہ رہا ہے کہ : ع

فاش می گویم و از گفتہ خود دل شادم

کیونکہ ع

آنچہ بر دل گزرد وقف زباں دارد شمع

اس کے علاوہ علوم شرقیہ کے سلسلے میں میرے عقائد اور ان علوم سے میری محبت بھی ان کے علم میں تھی۔ غالباً یہی وہ داعیہ تھا جس نے سید صاحب

کو اکسایا کہ وہ مجھے اس جلسے کی صدارت پر مجبور فرمائیں ۔ مجھے بھی مروت اور وضع داری کی وجہ سے مجال انکار نہ رہی اور باوجودیکہ میں اس کرسی پر بیٹھنے کا پورا استحقاق نہیں رکھتا پھر بھی خدمت علوم اور پھر سید صاحب کے حکم سے مجبور ہوکر از راہ امتثال امر یہاں حاضر ہوگیا ہوں اور اس کو اپنے لئے موجب عزت تصور کرتے ہوئے نہایت مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں ۔

حضرات مجھے کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں کہنی ۔ بلکہ محترم سید صاحب اور حاضرین جلسہ ھی کے ان خیالات کی ھمنوائی و تائید مقصود ہے جو وہ اپنی قومی زبان و دیگر علوم شرقیہ کے باب میں رکھتے ھیں ۔ گویا :

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ھائے گل پکار ، میں چلاؤں ھائے دل

لب و لہجہ قدرے تند ہے لیکن اس سے مفر نہیں ۔ کیونکہ جلے دل سے دھؤاں ھی اٹھتا ہے ۔ شیریں و سرد پانی کے سوتے نہیں پھوٹتے ۔

کسی قوم کا علمی ، ادبی اور ثقافتی سرمایہ اس کی زندگی اور عظمت کا آئینہ دار ھوتا ہے ۔ اس سرمایہ سے اس کے ذھنی رجحانات اور فکری ارتقاء کی عکاسی ھوتی ہے ۔ ماضی کی عکاسی ھوتی ہے ۔ ماضی کی شوکت رفتہ ، حال کے گوناگوں مسائل و تحریکات اور مستقبل کے ولولہ انگیز عزائم ، سب قومی ادب میں جلوہ نما ھوتے ھیں ۔ جن سے اس قوم کی تہذیب و تمدن اور اخلاق اقدار کی نشاندھی ھوتی ہے ۔

قیام پاکستان کے تہذیبی نتائج کو (جن میں ادب و آرٹ محض ضمنی مظاھر ھیں) ھمارے ارباب اقتدار نے دور غلامی میں پرورش پائے ہوئے

اذہان کے مغربی تصورات کی بھینٹ چڑھا کر اس فکر و نظر کا منہ چڑایا ہے جس کی اساس پر قوم کی متنوع صلاحیتوں اور قوتوں کی عمارت کو کھڑا کرنا تھا ۔ پاکستان جس نظریہ اور مقصد کے تحت وجود میں آیا ، اس کا تقاضا تھا کہ ادب اور آرٹ بلکہ خود سائنس ، مشرقی و مغربی علوم کی تفریق سے بالا تر ہو کر اس نظریہ کی ہمہ گیری سے متاثر ہوتے ۔ مگر افسوس ہے کہ یہ اہم مسئلہ ارباب حل و عقد کی فکری ژولیدگی ، ذہنی انتشار اور متذبذب حکمت عملی کا شکار ہو گیا ۔ قومی زبان اُردو سے بالخصوص اور دیگر السنۂ شرقیہ سے بالعموم بے اعتنائی ہمارے قومی رہنماؤں کی ذہنی پستی اور تنگ نظری کی دلیل ہے اور ہمارے قومی نظریات کے قطعی منافی ۔

متضاد مقاصد اور دور غلامی کے غیر صحت مند تصورات کی وجہ سے ہم قیام پاکستان کے حقیقی مقصد کو اپنی نگاہوں سے اوجھل کر چکے ہیں ۔ زبان کا مسئلہ قومی اہمیت کا نازک ترین مسئلہ ہے ۔ صرف ملک و ملت کے عمومی مفادات کے حامل نقطہ ہائے نگاہ کی بنا پر ہی اس سے عہدہ برائی ممکن ہے ۔ ہمیں اپنے دل و دماغ کو غلامی کی قیود سے آزاد کر کے اپنی قومی زبان اور دیگر علوم شرقیہ کے احیاء و تحفظ کے لئے مسلسل جد و جہد جاری رکھنی پڑے گی تا آنکہ وہ اپنا جائز و صحیح مقام حاصل کر لیں ۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ ہماری صلاحیتیں اس وقت تک معراج کمال پر نہیں پہنچ سکتیں جب تک کہ غیر ملکی زبان اظہار خیال کا ذریعہ ہے ۔ اگر ہمارے ملک کے بہترین دماغ دور غلامی کی طرح آج بھی غیر ملکی زبان کو ترجیح دیں اور اپنی قومی زبان کو ثانوی درجہ پر رکھیں تو لا بدی طور پر ہمارا ادبی اور ثقافتی سرمایہ ان بنیادی خصوصیات سے عاری اور کورا رہے گا جن کے بغیر جذبات میں گہرائی ، تصورات میں رفعت اور

احساسات میں شگفتگی پیدا نہیں ہو سکتی - اگر قومی اور ملی احساس آج تیزی سے مائل بہ تنزل ہے اور معاشرے کی اصلاح دشوار سے دشوار تر ہوتی جارہی ہے تو اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے قومی ادبی سرمایہ نے ابھی اس نصب العین کی حدود کو چھوا تک بھی نہیں جس کے تصور سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا -

علوم شرقیہ کی ترویج اور قومی زبان کی نشو و نما کے لئے اورینٹل کالج کی حیثیت مسلم اور مستند ہے - اس ادارے کی گزشتہ پوری صدی کی نمایاں خدمات اور شان دار روایات کے پیش نظر اسے اتنا استحقاق ضرور تھا کہ جب یونیورسٹی کے دیگر شعبوں کی وسعت و ترقی کے لئے دولت کی گنگا بہہ رہی ہے تو اس کالج کی بھی دل کھول کر سرپرستی کی جاتی - تاکہ اس درسگاہ کو امن و سکون اور فارغ البالی کی ایسی فضا میسر آتی کہ وہ مشرقی علوم و فنون میں لت نئی تحقیقات کی قابل رشک روایات قائم کرتی - مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بجائے اس کے کہ انہی لاکھوں روپے کی امداد سے یونیورسٹی کے اس مہتم بالشان دانش کدہ کو، کہ جس کا فیضان علم برصغیر و پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک پر بھی حاوی ہے - علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جاتا، ارباب اقتدار نے شاید کسی سوچے سمجھے ہوئے منصوبے کے ماتحت اس بات کا پورا اہتمام کیا ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے جس سے اورینٹل کالج کو کسی طرح کی ترقی نصیب ہو - مختلف علمی ادبی ثقافتی کاموں کے لئے ڈیڑھ اینٹ کی الگ الگ مسجد بنانے کی پالیسی پر عمل کرنے کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ اس مرکزی

تنظیم کو کمزور کر دیا جائے - یہی وجہ ہے کہ ان کاوشوں میں نہ جوش ہے نہ جذبہ ، نہ توانائی ہے نہ کارکردگی ، نہ وسعت ہے اور نہ ہمہ گیری -

یقین جانیے کہ ارباب بست و کشاد کے یہ رجحانات ملی تعمیری کاموں کے لئے سخت مہلک ہیں۔ ملت پاکستان کی علمی، ادبی، تہذیبی اور ثقافتی توقعات آپ کے اس عظیم و قدیم ادارے سے وابستہ ہیں اور ہر صحیح الخیال بہی خواہ ملت اس قومی ادارے کی توسیع اور اس کے دائرہ عمل کو وسیع تر بنانے کا متمنی ہے - قیام پاکستان کے بعد غلامانہ دور کی بساط الٹ چکی ہے - اور بلاشبہ اب نئی طرز کی صحت مند اخلاق اقدار کو جنم لینا چاہئے - مگر ان میں پائنداری اس طرح پیدا ہو سکتی ہے کہ آزادی سے پیدا شدہ جذبہ نے افکار و اذہان میں جو بیداری و انقلاب کا سیل بے کراں پیدا کیا ہے وہ دیگر شعبہ ہائے زندگی کے علاوہ ادب و ثقافت پر بھی محیط ہوجائے۔ ادب و ثقافت اپنی حرارت و بلند آہنگی سے خلوص و جوش کے ذریعہ ملی زندگی کے اس عہد آفریں دور میں ایک نئی لہر دوڑادے جس سے قوم عظمت و وقار سے ہمکنار ہو - اساسی عقائد کی صحیح الخیالی ہی ایسی ادبی و ثقافتی زندگی کی ترقی کی ضامن ہو سکتی ہے -

مگر افسوس ہے کہ ہمارے ادب و ثقافت پر اجنبی تسلط کے مضر اثرات نہ صرف اب تک موجود ہیں بلکہ صاحب اثر حلقوں کی انفرادی مخاصمتوں اور گروہی رقابتوں نے ملی نصب العین کے حصول کی تمام شعوری کوششوں کو بے اثر کر رکھا ہے - مگر فکر کی بیداری، خیال کی آزادی اور نظریہ قیام پاکستان کی معجز نما تخلیقی قوت ضرور اس محدود علم بردار حلقے کی مساعی کو بار آور کرے گی - جو قومی زبان اور ادب و ثقافت کو ان کا صحیح مقام دلانے میں پیہم مصروف عمل ہے -

حضرات—قومی زبان کا سوال، عربی زبان کی ترویج عام اور علوم مشرقیہ کے تحفظ کی ضرورت کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کی اہمیت طویل استدلال کی محتاج ہو۔ یہ سب امور قوم کی بنیادی ضرورت کا درجہ رکھتے ھیں۔ اس لئے آج سوال یہ نہیں کہ ان امور کے تحفظ کی ضرورت ہے یا نہیں بلکہ بڑا سوال یہ ہے کہ ان کے تحفظ کے لئے کیا اقدام کیا جائے۔

میں دیکھتا ھوں کہ کئی برس سے ان مسائل کی بحث جاری ہے اور اس پلیٹ فارم سے داد رسی کی آواز مسلسل اٹھ رھی ہے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا! میری پختہ رائے ہے کہ اب جد و جہد کی عملی صورت کو بدلنا پڑے گا۔ اور حکومت اور یونیورسٹی سے اپنا مطالبہ منوانے کے لئے رائے عامہ کو کسی اور انداز سے منظم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ محض ریزولیشن یا محض خطبے کوئی کام نہیں کر سکتے۔

میں کالج کے بہی خواھوں سے درخواست کرتا ھوں کہ وہ اپنے آپ کو منظم کریں اور کوئی ایسا پروگرام بنائیں جس سے ارباب اقتدار متأثر ھو سکیں۔ یہ مسائل ذاتی یا نجی مسائل نہیں—قومی مسائل ھیں۔ میری تجویز ہے کہ مذکورہ بالا جملہ مطالبات کے سلسلے میں حکومت کو معین عرصے کی مہلت دی جائے۔ اس کے بعد کوئی منظم تحریک پیدا کی جائے تاکہ یہ مطالبات تسلیم کر لئے جائیں۔ میں سمجھتا ھوں کہ جس دن عوام کو یہ معلوم ھو گیا کہ ان مسائل کے نظر انداز کرنے میں پاکستان کے مقدس دستور اساسی کی خلاف ورزی ھو رھی ہے تو یہ مسئلہ ھمارا آپ کا نہیں رہے گا۔ عوام کا ھو جائے گا۔ کیا اچھا ھو کہ ایسی صورت پیدا ھونے سے پہلے ھی یہ بنیادی قومی مطالبات تسلیم کر لئے جائیں۔ بس اس موضوع پر میں اس وقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاھتا۔

حضرات ! میں خطبے کو طویل نہیں بنانا چاھتا - میں تو صرف عملی بات کرنا جانتا ہوں - میں آپ کی اجازت سے سیکنڈری بورڈ ، پنجاب یونیورسٹی اور حکومت سے مودبانہ مگر پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ اختیار میں علوم مشرقیہ کے جملہ مطالبات پر ہمدردانہ غور کریں تاکہ بار بار کی یہ بحث و تکرار ختم ہو جائے - علوم مشرقیہ کے اہم مطالبات سب کو معلوم ہیں - میں ان کا اعادہ نہیں کرتا - صرف ہمدردانہ غور کا مطالبہ کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ ہماری یہ دھیمی سی آواز ارباب اقتدار کے کانوں تک پہنچ سکے گی -

حضرات ! مجھے احساس ہے کہ کہیں کہیں میرے لہجے میں تلخی و تندی پیدا ہو گئی ہے مگر در اصل میں اس میں معذور ہوں - اورئینٹل کالج ، اردو اور علوم مشرقیہ سے جو نا انصافیاں ہو رہی ہیں ان کے احساس نے مجھی کو نہیں قوم کے وسیع طبقوں کو غم زدہ کر رکھا ہے - پس اگر یہ جذبات غم قدرے تلخی آمیز ہو جائیں تو کسی کو چنداں شکایت نہ ہونی چاھیئے -

آخر میں ان تمام کامیاب طلبہ کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں جنھیں آج انعامات ملے ہیں - اس کے ساتھ ہی جناب پرنسپل صاحب اور اساتذہ کرام کی خدمت میں بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہی با کمال ہستیوں کی مساعی کی بدولت اورئینٹل کالج امسال بھی اپنی دیرینہ روایات برقرار رکھنے میں کامیاب رہا ہے - در اصل یہی وہ مأخذ و منبع ہیں جن سے علم و فضل کے سوتے پھوٹتے ہیں - اور جن کے بارے میں شاعر نے سچ کہا ہے :

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور رخصت ہوتا ہوں -

تلخیص

مجمع الآداب فی معجم الاسماء علی معجم الالقاب للعلامة
کمال الدین عبد الرزاق بن احمد الشیبانی
المعروف لابن الفوطی

(سلسلے کے لئے دیکھیں ضمیمہ اوریئنٹل کالج میگزین، شمارہ، اگست ۱۹۵۶ء)

ذكره كمال الدين المبارك ابن الشعار فى كتاب عقود الجمان فى شعراء الزمان، و قال : كان يكتب الإنشاء للملكة ألغ خاتون بنت ركن الدين اقطاى صاحبة مراغة و كان أكتب أهل زمانه بالعربية والفارسية مع حسن خط و سهولة عبارة ؛ قال : و أنشدنى لنفسه باربل :-

ألم‌تر للكفار فوزا و نصرة كأن زمان المسلمين قد انتهى
وغابت نجوم‌الدين وهى طوالع وأهدمن من إسلامنا المجد و البها
تولى عن الآفاق دين محمد سلام‌على‌الاسلام‌حين(؟حيث)توجها

و توفى فى شهر رمضان سنة تسع عشرة و ستمائة،

(٢٧٣) عزالدين أبو محمد عبدالعزيز بن إبراهيم بن على بن محمد بن حمدان السامرى

[13 a / 21 b] (٢٧٤) عزالدين عبدالعزيز بن شيخ الإسلام جمال الدين إبراهيم بن محمد بن سعدى‌الطيبى....*....

..*...كيش و تملاق (؟) قدم مدينة السلام فى غرة صفر سنة إحدى و سبعمائة و خرج الصدور والنواب لتقبله و قد ورد من واسط فى أبهة جليلة و هيئة جميلة و هو الآن حاكم شيراز و بلاد فارس، و إليه توجه مولانا صفى الدين أبو عبدالله بن طباطبا الحسنى المعروف بابن‌الطقطقى، و هو عنده مقيم و قد صنف بخزانة كتبه كتابا فى التأريخ

(٢٧٥) عزالدين أبو محمد عبدالعزيز بن أحمد بن السابق الإربلى المقرئى

قرأت بخطه :-

قال الله تعالى : ولَقَدْ ضربنا للناس فى هذا القرآن من كل مثل ؛ و قال عبدالله بن المقفع : إذا جعل الكلام مثلا كان أوضح للمنطق و أبين فى القياس و أوثق للسمع ؛ و قال بعض البلغاء : يجتمع

في المثل إيجاز اللفظ و إصابة المعنى و حسن التشبيه وجودة الكناية ؛

(٢٧٦) عزالدين عبدالعزيز بن كمال الدين احمد بن يوسف السلماسي نزيل العراق من أعيان الأماثل، أقام بسيواس......

(٢٧٧) عزالدين ابوالمظفر عبدالعزيز[١] بن جعفر بن الحسين النيسابوري، نزيل العراق، الملك صاحب البصرة

له نسب في آل الاشتر النخعي، ذكره لي شيخنا جمال الدين أبوالفضل ابن المهنا الحسيني و كتب لي بخطه، قال : ولد المذكور سنة ست و عشرين و ستمائة، و سافر حين عدّ من الرجال ....* متعلق ببيت الأمير شادي بن.. .* سيف الدين بتيكجي، و لما فتحت لجأ إلى الصاحب علاء الدين و شمس الدين و رتب شحنة بواسط و كان كثير الإحسان إلى العلويين، فوضت إليه البصرة و نواحيها، و صنف له شيخنا كتاب المدائح العزيزية والمنائح الغريزية، و قدم علينا مراغة و رأيته، و توفي في ذي القعدة سنة اثنتين و سبعين و ستمائة، و لنجم الدين عبد السلام فيه مدائح كثيرة لما استقر ملكه بالبصرة، : و من شعره يمدح الصاحب علاء الدين عطا [ملك]:—

عطا ملك [عطاءك] ملك مصر [و بعض عبيد دولتك العزيز]
يجازي كل ذي ذنب بعفو و مثلك من يجازي [أو يجيز،]

ورثاه شيخنا نجم الدين عبدالسلام بقصيدته الغراء التي أولها:—

[لم أبك حتى بكى[١] لك الكرم و السيف يوم القراع و القلم]

---

(١) له ترجمة مختصرة في الحوادث الجامعة (ص ٣٧٧—٣٨٠) نقلها العزاوي في تاريخ العراق (١:٢٧٨) ورثاه و النصير الطوسي بهاء الدين ابن الفخر الإربلي، راجع لأبياته تاريخ العراق (ص ٢٨٠)-

(٢٧٨) عزالدين أبوالفضل[١] عبدالعزيز بن جمعة بن زيد بن عزيزالقواس الموصلي- نزيل بغداد - النحوى بالمستنصرية،

قدم بغداد و استوطنها وكان يعمل صنعة القسى، اشتغل و حصل على كبر سنه و تأدب و قرأ النحو على شيخنا جمال الدين أبى محمد[٢] حسين ابن أياز، و لما قدم مولنا السعيد نصيرالدين بغداد التزمه و اشتغل عليه الى أن توفى سنة أثنتين و سبعين و انتقل الى مذهب مالك و رتب معيدا لطائفة المالكية بالمستنصرية و شرح كتاب الدرة الالفية و كتاب الانموذج فى النحو، و مدح مولانا أصيل الدين أبا محمد الحسن بن نصيرالدين، و كان كريم الصحبة، و تردد إلى مولانا صفى الدين أبى عبدالله محمد ابن الطقطقى، و كانت وفاته فى....* سنة ست و تسعين و ستمائة، و مولده بموصل فى ثانى عشر شو [ال] سنة خمس و ثلاثين و ستمائة، ورثاه النقيب صفى الدين بقوله

لما قضى عبدالعزيز و قد قضى....حق ....*
و شهدت يوم وفاته فنظرت كذ....ف الطود*..........*
و رأيت حامل نعشه للمجدوال...علياء .... *..........*

(٢٧٩) عزالدين أبو طالب عبدالعزيز بن حسان بن على بن الحسن البابلى الأديب

---

(١) ذكره السيوطى فى بغية الوعاة (ص ٣٠٧) فقال: عبدالعزيز بن زيد بن جمعة (كذا بقلب علمى الأب و الجد) الموصلى النحوى، قال ابن رافع: شرح الألفية والأنموذج قرأ عليه أبوالحسن بن السباك؛ قلت هوالمشهور بابن القواس شرح ألفية ابن معط و كافية ابن الحاجب؛ و فى مكتبة أسكوريال نسخة خطية من شرح الألفية و أخرى من شرح الكافية (بروكلمن ١ : ٣٠٣ والذيل ١ : ٥٣٠) -

(٢) هوالحسين بن بدر بن إياز أبو محمد العلامة جمال الدين ولى مشيخة النحو بالمستنصرية و كان أوحد زمانه فى النحو والتصريف شرح الضرورى لابن مالك و فصول ابن معط و توفى سنه ٦٨١هـ، راجع بغية الوعاة (ص ٢٣٢-٢٣٣) توجد نسخ خطية من شرحه للفصول بمكتبة القاهرة و غيرها من المكاتب (راجع ذيل بروكلمن ١ : ٥٣١) -

كان من الأدباء البلغاء، والأفاضل العلماء، و قرأت بخطه :—

مولى بسيئى تقصيرى أعامله طول الزمان و يجزينى بالإحسان
متى اقتضيت عليه حاجة قضيت و إن تركت تقاضيها تقاضانى

(٢٨٠) عزالدين أبو محمد عبدالعزيز بن الحسن بن على بن محمد ابن يحيى القرشى الدمشقى القاضى

من أفاضل قضاة الشام، و هو عبدالعزيز بن الحسن بن على بن محمد ابن على (؟ يحيى) بن عبدالعزيز بن محمد بن عبدالرحمن بن الوليد بن القاسم ابن الوليد بن عبدالرحمن بن أبان بن عثمان بن عفان بن أبى العاصى بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف القرشى الدمشقى،

(٢٨١) عزالدين أبو طالب عبدالعزيز بن سعدالله بن يحيى الهمذانى الفقيه

كان فقيها عالماً عارفاً بالأصول والفروع والمنقول والمسموع و كان غنى النفس، روى عن النبى صلى الله عليه و سلم : استغنوا عن الناس و لو بشوص السواك، و قوله صلى الله عليه و سلم : لا تحل الصدقة لغنى و لا لذى مرة سوى، و شوص السواك إذا استاك الرجل و تبقى فى أسنانه شظية من السواك، فلا ينتفع بها فى الدنيا بشيىء،

(٢٨٢) عزالدين أبو العرب عبدالعزيز(١) بن شداد بن تميم الحميرى القيروانى المؤرخ

حدث عن الحافظ أبى القاسم على بن الحسن ابن عساكر و أخذ إجازته بدمشق سنة سبع و ستين و خمسمائة، و صنف كتاب الجمع

---

(١) ذكره بروكلمن (الذيل ١ : ٥٨٥) و ذكر اسم كتابه "كتاب الجمع و البيان فى اخبار القيروان فى من فيها و فى سائر بلاد المغرب من الملوك و الأعيان" و قد كناه بروكلمن ابا الغريب.

و البيان فى أخبار القيروان، ذكر فيه أنباء جميع المغرب من القيروان و أفريقية و الأندلس و صقلية، وانتخب التواريخ التى تقدمته من تأليف عطية بن مخلد بن رباح المغربى و ابن‌البيع (؟) الأندلسى، و أبى إسحاق إبراهيم بن القاسم‌المعروف بالرقيق صاحب كتاب المعرب عن أخبار المغرب، و كان موجوداً فى سنة ستمائة،

(٢٨٣) عزالدين عبدالعزيز بن أبى طالب بن عبدالغفار التغلبى الصوفى

سمع ببغداد كتاب عوارف المعارف على مصنفه شيخ الشيوخ شهاب‌الدين عمر بن محمد البكرى‌السهروردى فى رمضان سنة ثلاثين و ستمائة،

(٢٨٤) عزالدين أبوالمعالى عبدالعزيز بن عبدالله بن يونس الباوشنائى[١] الفقيه

قرأت بخطه: —

....جلى لكـالسبلا

انظر ثلاث خصال قد جمعن له هل سَب من أحد أو سُب أو بخلا

(٢٨٥) عز الدين ابو الفضائل عبد العزيز بن أبى البركات عبدالرحمن بن عبدالله بن ابى عصرون التميمى الموصلى الحديثى الحلبى القاضى

ذكره المبارك ابن‌الشعار فى كتاب عقودالجمان، و قال: سمع‌الحديث على والده و على قاضى‌القضاة أبى‌المحاسن[٢] يوسف بن رافع بن تميم‌الأسدى

---

(١) باوشنا يا قرية كبيرة من قرى الموصل قرب بلد من اعمال البقعا؛ مراصد الاطلاع -

(٢) هوالقاضى بهاء الدين ابن شدادالمتوفى سنه ٦٣٢هـ شيخ القاضى ابن خلكان و صاحب سيرةالسلطان صلاح‌الدين -

و درس الفقه بحلب و سافر إلى دمشق ثم إلى الملك الصالح نجم الدين أيوب بمصر، و بعثه رسولا إلى بغداد، و مدح الخليفة بقصيدة و شرب منه شربة الفتوة، و لما توفى المستنصر بالله و استخلف ولده المستعصم بالله أنفذ رسولاً إلى مد [ينة) السلام] * و لما أدى رسالة و عاد إلى بلاده توفى ببيت المقدس في شوال سنة ثلاث و أربعين و ستمائة، و كان مولده بحماه سنه سبع و تسعين خمسمائة،

(٢٨٦) عزالدين أبو ابراهيم عبدالعزيز بن شيخنا شمس الدين عبدالرزاق بن أسعد بن مكى بن فرج البغدادى المحدث،

سمع على والده شيخنا شمس الدين أبى بكر جزء البانياسى فى جماعة بقراءة الحافظ جمال الدين أبى بكر أحمد بن على القلانسى فى يوم الجمعة الحادى والعشرين من المحرم سنة إحدى و ثمانين و ستمائة،

[22a 14b] (٢٨٧) عزالدين ابو محمد عبدالعزيز[1] بن عبدالسلام بن عبدالله ابن تيمية الحرانى الفقيه المحدث من بيت العلم و الفقه و الحديث و التفسير و الأدب، و كان عزيز الدين فصيح اللسان جميل الأخلاق قد سمع الأحاديث النبوية و اشتغل بالفضائل الأدبية،

(*)..

(٢٨٨) عزالدين عبدالعزيز بن عبدالمنعم بن على بن نصر بن منصور......الأصل البغدادى......

١ - بيت ابن تيمية بيت شهير ذكر المصنف عدة من علمائه فى مواضع متفرقة من الكتاب أما عبدالعزيز ابن تيمية هذا فلم أظفر بمن ذكره و لكن الاشبه انه عم لشيخ الاسلام احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام ابن تيمية ، قد ذكر المصنف أباه الشيخ مجدالدين عبدالسلام المتوفى سنة ٦٥٢هـ فى كتاب الميم (ص ١٦٢) .

* و من العجائب أن قد فات المصنف ذكر الشيخ عزالدين عبدالعزيز بن عبدالسلام السلمى الشافعى المتوفى سنة ٦٦٠هـ و قد ادرجنا الترجمه خلال المتن للتنبيه على هذا .

(٢٨٩) عزالدين عبدالعزيز بن عثمان بن أبى الحسن بن ثابت الساوى اصلاً الموصلى مولداً كان من الأفاضل......

(٢٩٠) عزالدين أبو محمد عبدالعزيز بن عثمان بن أبى طاهر منصور بن أبى الفوارس الفزارى الإربلى الأديب ذكره كمال الدين المبارك بن أبى بكر بن حمدان ابن الشعار فى كتاب عقود الجمان و قال خرج من إربل و لحق بملوك الشام أبناء أيوب فامتدحهم و أخذ صلاتهم و جوائزهم، و حسنت حاله ثم توجه نحو إربل فوصل نصيبين فى أوائل صفر سنة ست و عشرين و ستمائة، و كان معه غلامان فتعاملا على قتله و أخذا الموجود من ماله و متاعه و هربا، و من شعره ى مدح شرف الدين أبى بكر محمد بن على بن حامد الإربلى:—

حيِّ الفتى الشرف ابن حامد انه غيث بطول حياته لا أقنع

و هى أبيات طويلة،

(٢٩١) عزالدين أبو المجد عبد العزيز بن على بن أبى الهيجا الإربلى الجلالى الكاتب

كان كاتباً حسن الكتابة، و من كلامه :—والله يقرب غربته بالحفظ والكلاءة، و يصحبه فى سفره و حضره بالحراسة و الرعاية، فبذلك صلاح لمسلمين و عمود قيام الدين، وله من رسالة :— والله يتمم مسراته و يكملها يقرب عليه أمد الغايات التى يؤملها، و استجاب من الداعين صالح لأدعية التى اتخذت مواطن الإجابة دارإقامة على كثرة تردادها، وعدت ى الأدعية بخصوصها واحدة على تعدادها، سمع معنا الجزء القادرى[١] لى شيخنا تاج الدين عبدالمنعم بن عرندا بسماعه من الشيخ على بن دريس بسماعه على الشيخ محى الدين أبى محمد عبد القادر الجيلى سنة لات و ثمانين و ستمائة،

---

١ - لم أجد اسم هذا الكتاب فيمانسب الى الشيخ عبد القادر من الكتب -

(٢٩٢) عز الدين أبو الفتح عبد العزيز بن عمر بن مقبل، يعرف بابن الماوردی و یعرف بابن الفقاعی، الموصلی الفقيه كان من أهل الموصل وله معرفة بالأخبار و الأحاديث، سمع من مشائخها المتأخرين،

روی لنا عنه ولده الفقيه شمس الدين محمد المعروف بيوبو، قدم علينا بغداد و روی لنا عن والده و عن غيره،

(٢٩٣) عز الدين أبو محمد عبد العزيز بن غالب بن على الخوزستانی[١] الصوفی

سافر الكثير، وكان قد تأدب و كتب مليحاً، و له جماعة من الأصحاب قرأت بخطه لابن نباتة السعدی :—

إن العراق و لا أغشك ثلةٌ قد نام راعيها فأين الذيب
بنيانها نهب الخراب و أهلها سوط العذاب عليهم مصبوب
مُلِكُوا و سامهم الدنية معشر لا العقل راضهم ولا التأديب
كل الفضائل عندهم مهجورة و الحر فيهم كالسماح غريب

(٢٩٤) عز الدين [عبدالعزيز بن أبی] الغنائم بن أبی الفضائل الكاشی[٢]

كتب مليحاً و نظم شعراً فصيحاً، و من شعره :—

يا نفس ان خانتك دنياك صبراً لعل الجر ......
فلا الذی أغناك ذوفاقة ولا[الذی] أنشاك ينساك

---

١ - خوزستان بلاد الخوز و ربما سمتهم العرب الاحواز (جمع الحوز) و الخوز والحوز هم اهل هذه البلاد ثم سميت العاصمة الأهواز لأن الفرس لا تنطق بالحاء و كانت فی الأصل سبع كور بين البصرة و فارس لكل كورة منها اسم (راجع مراصد الاطلاع مادة الأهواز و خوزستان) -

٢ - النسبة (ظنا) إلى كاشان مدينة كبيرة فی أول بلاد تركستان -

(٢٩٥) عز الدين عبدالعزيز بن محمد بن عبدالحق الشافعي
روى عن تقي الدين علي بن المبارك ابن ماسويه[١] الواسطي،

(٢٩٦) عز الدين عبدالعزيز بن محمد بن عثمان بن محمد بن مقلد بن......

* ......المعروفين

(٢٩٧) عز الدين أبوالفضل عبدالعزيز بن محمد بن أبي الفتح البغدادي الناسخ

كان حسن الخط يكتب على طريقة ابن البواب[٢]، و هو سبط الشيخ جمال الدين محمد بن دُلف بن خشرم (؟خشرم) الواعظ، و عليه كتب شيخنا نجم الدين أحمد بن علي[٣] ابن البواب، قال و لما عرض النسخ الذي كان يكتبه على الخليفة سنة خمسين و ستماية استحسنه و تقدم باحضاره، فلما حضر أعجبه (كذا) هيئته و سمته و أمره بملازمة الدار و رسم له ما يكتب(؟)، و كان يتصوف و ينقطع بزاوية الشيخ عبدالكريم الأثري بالحارثية[٤]، و لما وصل إلى الجاه و ملازمة دار الخليفة كان كثيرا ما يتحسر على الانقطاع و الخمول، و استشهد في الوقعة سنة ست و خمسين و ستماية،

(٢٩٨) عز الدين [عبدالعزيز[٥] بن محمد بن] هبة الله ابن أبي جرادة القاضي بحماه

---

١ - هو علي بن المبارك بن الحسن ابن ماسويه (او ابن باشوية) المتوفى سنة ٦٣٢هـ (الشذرات ٥ : ١٤٩) -

٢ - أبو الحسن علي بن هلال المتوفى سنة ٤٢٣هـ من أشهر الخطاطين،

٣ - كان يعرف بالنقاش و كان نزيل مراغة (راجع تاريخ العراق ١ : ٢٥٠)

٤ - الحارثية قرية في كورة نهر عيسى على بعد ميلين من بغداد، راجع معجم البلدان "مادة ديرالثعالب" -

٥ - من بيت معروف خرج منه رجال العلم و التاريخ اشهر هم كمال الدين عمر بن احمد بن هبة الله بن أبي جرادة، راجع كتاب الكاف من مجمع الأداب (ص ٢٣٤ والحواشي المتعلقة بها) -

..........بن شيخ الشيوخ سعد الدين الحموى الجوينى

(ا-٢٩٨) عزالدين أبو على عبدالعزيز بن محمد بن يحى ، يعرف بابن الصيرفى ، المقدسى المحدث

و لما وردت الإجازة الدمشقية إلى بغداد سنة ثمان و تسعين و ستمائة كان فيها ذكر محمد بن عزالدين المذكور و ابن عمه محمد بن أبى الفتح، و كُتبتُ فيها، ينفع الله بها،

(٢٩٩) عزالدين أبو المعالى عبدالعزيز بن محمد النِزارى الكاتب أنشد لابن أبى الصقر الواسطى :—

من قال لى جاه ولى حشمة ولى قبول عند مولانا
و لم يعدُ ذاك بنفع علىّ صديقه لا كان من كانا

و أنشد :—

ان أودع الطِرس ما أنشاه خاطره أبدى لعينيك أزهاراً و أشجاراً
و ان تهدد فيه أو يعِد كرماً بث البرية اجالا و أعماراً

(٣٠٠) عزالدين أبو الكرم عبدالعزيز بن محمود بن إبراهيم التكريتى الصوفى ،

كان من خيار الصوفية عارفاً بأحوالهم و تواريخهم ، أنشد لابن الرومى :—

اذا دام للمرء السواد و أخلقت محاسنه ظن السواد خضابا
فكيف يظن الشيخ أن خضابه يُظن خضاباً أو يخال شبابا

و أنشد ، و قد كان خياطاً فى مبدأ أمره :—

إن الخياطة صنعة هى و البطالة واحده
لا فرق بينهما سوى حركات أيد زائده

(٣٠١) عزالدين أبو الحسن عبدالعزيز بن محمود البعقوبی الفقيه ،
أنشد لأبی الريان زاهر بن ابراهيم العُمانی مايكتب علی كأس فضة :—

ان فضلی علی الزجاجة أنی لا أذيع الأسرار و هو مذيع
ذهب سائل حواه لُجين جامد إن ذا لشيئی بديع

[15 a & b] (٣٠٢) عز الدين عبدالعزيز بن مكارم بن أبی العباس الغرافی[١] المعدل ،

ذكره شيخنا العدل ظهير الدين علی بن محمد بن الكازرونی فی تاريخه ، و قال : كان من معدلی قاضی القضاة سراج الدين[٢] الهنائسی و توفی سنة سبع و سبعين و ستمائة ،

(٣٠٣) عزالدين أبوالعز عبدالعزيز[٣] بن محی الدين يوسف بن عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی الفقيه .

كان شاباً فاضلاً ، سمع الحديث من أبيه و جده ، وكتب خطاً مليحاً ، و حفظ القرآن‌الكريم ، وجوّده و كان جميل الصورة ، مات شاباً فی سنة سبع و ستين و ستمائة ، قرأت بخطه فی تذكرة بعض الأصحاب و الشعر لابن الرومی :—

قد قلت اذ مدحوا الحياة و أكثروا للموت ألف فضيلة لاتعرف
فيه أمان لقائه بلقائه و فراق كل معاشرٍ لاينصف

---

١ - الغراف نهر كبير تحت واسط عليه كورة فيها قری كثيرة .
٢ - هو محمد بن ابی فراس سراج‌الدين الهنائسی الشافعی قاضی‌القضاة المتوفی سنة ٦٧٠هـ و لم نعرف بعد حقيقة هذه النسبة .
٣ - حفيد ابن الجوزی العلامة الشهير جمال الدين المتوفی سنة ٥٩٧هـ و استشهد أبوه محی‌الدين فی كارثة بغداد ترجم له المصنف فی كتاب الميم (ص ٣٣٥) .

(٣٠٤) عزالدين أبو محمد عبد القاهر بن عثمان بن أبى النجيب السهروردى الصوفى،

كان من محاسن الصوفية له هجرة و سفر إلى العراق و الشام و مصر و الحجاز و اليمن ، أنشدنى :—

انما نحن كطير فى قفص من مضى منا كمن يبقى قفص[١]
كلما أخرج واحد منا صفق الا اخر منه و رقص

(٣٠٥) عزالدين أبو الفضل عبد المطلب بن الحسين بن محمد ابن محمد بن على بن محمد بن محمد بن زيد بن أحمد بن محمد بن محمد الاشتر بن عبيدالله بن على بن عبيدالله بن على بن عبيدالله الأعرج بن الحسين الأصغر بن على زين العابدين ابن الحسين بن على بن أبى طالب الحسينى الأشترى النقيب نقيب نصيبين،

قدم بغداد و سمع منه شيخنا شمس الدين أبو المناقب محمد بن أحمد الهاشمى الحارثى الكوفى بمنزله بالجانب الغربى بقصر عيسى فى ليلة الجمعة عاشر جمادى الأخرة سنة اثنتين و سبعين و ستمائة عن شرف الدين اسماعيل بن أبى سعد على بن المنصور بن محمد بن الحسين الأمدى عن على بن عبدالله بن سلامة الشافعى ، يعرف بابن الحميرى عن الحافظ أبى طاهر السلفى ،

(٣٠٦) عزالدين أبو محمد عبد الملك بن أبى جعفر بن بكرى البصرى الكاتب ،

قرأت بخطه على كتاب :—

أ يا اللب لاتعجل بعيب مصنف و لم تتيقن زلة منه تُعرف
فكم أفسد الراوى حديثاً بنقله و كم حرف المنقول قوم وصحفوا
و كم ناسخ أضحى لمعنى مغيراً و جاء بشيىء لم يرده المصنف

---

١ - واعظ و شاعر توفى سنة ٦٧٥هـ؛ تاريخ العراق ١: ٢٨٥ - ٢٨٦ -

(٣٠٧) عزالدين عبدالملک بن رستم بن أبی الحمد القصری
هو ابن عم عزالدين جلال المستوفی ،

(٣٠٨) عزالدين عبدالمومن بن شمس‌الدين محمد ، يعرف بشيخ اللبن، ابن الشيخ عمر ،

أصله من خفتيان ، حدثنی أن الخاتون توتاکج بنت هولاکو تقدمت بعمارة مدرسة و رباط بخفتيان،[١] و هذا موضع لم يعهد بعمارة مدرسة فيه و ذلک فی سنة سبعمائة ،

(٣٠٩) عزالدين عبدالواحد بن عبداللطيف الدرکزينی‌المستوفی[٢]،
کان من‌الکتاب الأفاضل‌العارفين بالحساب و فنون‌الرسائل، أنشد :ـــ

لی همة فوق أعلی النجم منزلها و فکرة حار فيها من يدانيها
ان کان يسعدنی دهری بخدمتها فسوف أوضح شيئاً من معانيها

(٣١٠) عزالدين[٣] أبو محمد عبدالوهاب بن ابراهيم بن محمد الخرجی (؟الخزرجی) الزنجانی ، نزيل تبريز ، الأديب الفاضل،

---

١ - خفتيان قلعتان عظيمتان من أعمال إربل احداهما علی طريق مراغة يقال لها خفتيان الزرزاری والأخری خفتيان سرخاب فی طريق شهر زور وهی اعظم من تلک وانخم و يکتب فی الکتب خفتيذ کان و هوالصحيح فی اسم القلعتين؛ مراصد الاطلاع (ويوشک أن تکون الإشارة هنا إلی الأولی منهما)؛

٢ - ” مدينة بينی زنجان و همدان عامرة منزهة عن المنکرات “ (مراصد الاطلاع) -

٣ - هو صاحب الرسالة الشهيرة فی الصرف المعروفة بتصريف العزی ترجمله السيوطی ترجمة مختصرة فی بغية الوعاة (ص ٣١٨) وذکر فی نسبه ” عبدالوهاب بن ابراهيم بن عبدالوهاب بن المعالی الخزرجی“ وأغرب صاحب المنجد فی الأدب والعلوم (فردينان توتل) فقال إن الزنجانی صاحب التصريف اسمه عبدالحميد توفی فی بغداد سنة ١٢٥٧م و قد ذکره بروکلمن فی تاريخ أداب العربية (١ : ٢٨٣) باسم عبدالوهاب و فی ذيله (١ :٤٩٧م) باسم ابراهيم بن عبدالوهاب و ذکر ثمانية من تصانيفه (وهناک اخطاء مطبعية لا حاجة إلی الإشارة إليها) -

كان فاضلاً عالماً أديباً حكيماً عارفاً بالمنقول والمعقول، استوطن تبريز و كان قد أقام بالموصل و استملى من الشيخ شمس‌الدين ابن‌الخباز تصنيفه ، و كان عالماً بالنحو و اللغة و التصريف و علم المعانى و البيان ، و له تصانيف فى ذلک مفيدة ، و كان قد سافر الى خراسان ، و عبرالنهر إلى بخارا و رجع إلى تبريز ، و لما دخل مولانا السعيد نصيرالدين تبريز التمس منه أن يصنف له شيئاً فى علم الهيئة فصنف له كتاب‌التذكرة، و من تصانيف عزالدين كتاب التذكرة المجدية و غيره ، و توفى سنة ستين و ستمائة ،

(٣١١) عزالدين عبيد الله بن عبدالله ابن المختار العلوى الفقيه ،

قرأت بخطه على تقويم له :—

ان تغترر بأخ يخُنک و ان تشم برقاً يضنّ و ان تقل لم يقبل

فاقنع برزقک و اطرح هذا العدى، فلعل حظک ليلة أن ينجلى

(٣١٢) عزالدين أبو أحمد عبيد الله بن محمد بن عبد الله ابن عبّاد الاصفهانى الفقيه الخطيب ،

قدم بغداد و كان من فقهاء المستنصرية و كتب الكثير بخطه من الكتب الفقهية الأدبية وغيرها ، و لما فتحت بغداد سنة ست و خمسين و استقر أمر البلد كان أول من خطب بالجامع بعد الوقعة ، و كانت وفاته سنة اثنتين و ستين و ستمائة ،

(٣١٣) عزالدين عثمان بن[١] عبد العزيز الزنجارى المصرى الأمير -

---

١ - لم يذكر المصنف اسم صاحب اليمن ولا أشار الى قرنه و الأخبار المتعلقة به فلم نتمكن من مراجعة المصادر فأما الزنجارى فنسبة الى زنجار و هو كما يقول الفيروز آبادى بلد ، و لم يوضحه هو و لاشارحه الزبيدى بأكثر من هذا و كذا لم يذكره ياقوت فى المعجم -

هذا الأمير كان قد توجه الى اليمن و جرى له مع صاحبها ما قد شرحناه فى ترجمته ، و كان مع ذلك أميراً عاقلاً كافياً ،

(٣١٤) عز الدين عثمان بن عبد الله المعروف بابن الزنجيلى٢ المصرى الأمير ،

ذكره عماد الدين الإصفهانى الكاتب فى كتابه و قال : كان من جملة الأمراء الذين توجهوا إلى خدمة شمس الدولة تورانشاه بن أيوب لأخذ اليمن و كان شجاعاً مقداماً ، و ولاه شمس الدولة بلاد عدن فلما توفى شمس الدولة جرى بينه و بين سيف الدولة المبارك بن منقذ ، و كتب عز الدين عثمان الى الملك الناصر كتاباً يذكر فيه اضطراب بلاد اليمن فأبعد أخاه سيف الإسلام طغتكين و استولى على اليمن و قتل سيف الدولة، و لما سمع عز الدين بذلك خاف سنه و سيّر أمواله فى البحر، فصادفهم مراكب فيها أصحاب سيف الإسلام فاستولوا على الجميع ، و ذلك سنة سبع و تسعين و خمسمائة ،

(٣١٥) عز الدين أبو نزار عدنان بن أبى الفضائل عبد الله

---

٢ - قال فى القاموس : الزئجيل بالهمز و بالنون الضعيف ، و لانعرف حقيقة هذه النسبة و قد ذكر الزنجيلى (أو الزنجبيلى) هذا أبو الفداء (٣ : ٦٣) و ابن خلدون (٥ : ٢٩٥) و ابن الأثير (١١ : ٢١٦) و لفظ أبى الفداء : و فى هذه السنة (٥٧٨هـ) سير السلطان أخاه سيف الإسلام إلى بلاد اليمن ....و كان بها حطان بن منقذ الكنانى و عز الدين عثمان الزنجيلى و قد عادا إلى ولايتهما.... فعاد بين حطان و عثمان الفتن قائمة فوصل سيف الأسلام إلى زبيد فتحصن حطان....و أما عثمان الزنجيلى فانه....سير أمواله فى البحر فصادفهم مراكب فيها أصحاب سيف الإسلام فأخذوا كل ما لعثمان الزنجيلى و صفت بلاد اليمن لسيف الاسلام ، و هذه العبارة سيرشد القارئ إلى شيئين (١) أن الوقعة لم تكن ستة سبع و تسعين (٢) أن سيف الإسلام انما قبض على حطان (و هو نسيب سيف الدولة المبارك بن منقذ كان قد ولى اليمن ثم عاد إلى بلاده و خلفه حطان) -

ابن المختار بن أبي عبدالله المعمر بن عدنان المختار العلوى الكوفى النقيب،

ذكره شيخنا تاج الدين ابن أنجب[١] فى تاريخه ، و قال : رتب عزالدين نقيب مشهد موسى بن جعفر و عزل في شهر ربيع الأول سنة ست و ستمائة و كان سيداً جليلاً عالماً ، و مولده سنة سبعين و خمسمائة ، و توفى فى يوم السبت رابع شعبان من سنة خمس و عشرين و ستمائة و دفن فى داره بالقرب من باب المراتب على شاطئ دجلة ،

[16 a & b] (٣١٦) عزالدين أبو محمد عرب شاه بن قطب الدين المرتضى ابن قوام الدين المجتبى الحسينى الابرقوهى النقيب بأبرقوه

(هو) عربشاه بن قطب الدين مرتضى (كذا) بن قوام الدين مجتبى بن قطب الدين هادى بن شمس الدين الرضا و هو الذى أُنْفِذَ فى الرسالة من بغداد فاستوطن أبرقوه[٢] و أولد بها بنت المهدى بن محمد بن إسماعيل ابن المهدى بن إسحاق بن موسى بن إسحاق بن إبراهيم بن موسى بن إبراهيم ابن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسن بن على بن أبى طالب الحسينى الأبرقوهى ، رأيته و اجتمعت بخدمته فى حضرة شيخنا فخر الدين[٣] أبى على الفالى بمراغة ، و أملى على نسبه ، و ذكر أنهم

١ - فى الجامع المختصر ص ٢٨٥ حوادث سنة ٦٠٦هـ) ''و فى يوم الخميس حادى عشريه (ربيع الاول) عزل عز الدين عدنان بن المعمر ابن المختار الكوفى عن نقابة مشهد موسى بن جعفر'' -

٢ - تعريب '' بركوه'' و هو بالفارسية ''فوق الجبل''- بلد مشهور بارض فارس قرب يزد ، مراصد الاطلاع -

٣ - ذكره المصنف فى كتاب الفاء فقال: فخرالدين أبو على أحمد بن أبى غسان بن محمود الفالى العلامة العالم شيخنا الإمام الكامل الأديب العالم العامل ذوالفضائل قس البيان و علامة علماء الزمان قدم تبريز إلى حضرة الصاحب الأعظم شمس الدين محمد بن محمد الجوينى و مدحه بالقصيدة الغراء الزائية و عدلها ١٥٠ بيتا و اجازه عليها بالف دينار -

انتقلوا من أران إلى بغداد فى الدولة البويهية و انتقلوا إلى فارس فى الدولة السلجوقيه ،

- (٣١٧) عز الدين أبو على عزيز بن إسحاق بن عبد العزيز اليزدى الكاتب،

قرأت فى بعض المجاميع بتبريز : أنشدنا عزيز بن إسحاق بن عبد العزيز اليزدى :ـــ

اذا ما انقضى مجلس للوزير شهدنا بأن لا نرى مثله
فان عاد أبدع فى فعله بدائع تنسى الذى قبله

(٣١٨) عز الدين أبو عبد الله عزيز بن محمد بن عبد الله الشلمكى الأديب،

ذكره عماد الدين الإصفهانى فى كتاب خريدة القصر ، و قال : كان عز الدين عزيز من أعيان أصفهان و عيونها متبحرا فى البلاغة و فنونها ، كبر سنه حتى انحنى ظهره، و أنشد له :ـــ

اذا جسمى صفا كالروح لطفا
و بائن جوهرى صافى صفاته
فلايشمت بموت لى عدوى
فموتى ليس يقصر (؟) فى حياته

و أنشد له :ـــ

أندى قواماً قد حنى قدى ضنى بعناقه عاودت ريعان الصبا
و كأننى و كأنه فى شكله ألف و لام بالعناق تركبا

(٣١٩) عز الدين أبو الحسن على بن إبراهيم بن مبادر الأسدى السندى[1] الرئيس ـ

---

١ - و قد مر منا فى الهامش على ترجمة عز الدين أحمد بن على بن محمد السندوانى أنهم قالوا فى النسبة إلى السندية سندوانى فرقا بينها و بين النسبة الى السند ، هكذا ذكره ياقوت فى معجم البلدان إلا أن ما أثبته المصنف هنا يدل على ان السندى و السندوانى كليهما جائزان فى النسبة إلى السندية ـ

كان شيخ السندية وهى قرية جليلة على نهر عيسى ذا ثروة وافرة و نعمة فائضة ، بلغنى أنه نزلت به سرية من العرب فى بعض الليالى فعلق على خيولهم ألفاً و أربع مائة عليقة و أضافهم تلك الليلة ، و قد اشتهر عنه أنه قام بضيافة الناصر و من كان معه من الأجناد و خلع عليهم على مقاديرهم و أن الناصر خرج من بيته و بال فى الصحرا فتقدم عز الدين أن يبنى على ذلك الموضع قبة عالية و عمارة ، و الآن تعرف بمشهد البولة ، و توفى بقريته سادس المحرم سنة ثمان و عشرين و ستمائة ،

(٣٢٠) عزالدين ابو الحسن على بن أبى طالب أحمد الهادى بن أحمد البكا (ء) الأفطسى الحسينى الزاهد ،

كان من الزهاد الافراد و العباد الأمجاد ، و له كتاب قد جمعه لنفسه كان يروض خاطره به و يجتمع اليه طلاب الآخرة و يستفيدون عنه و من فوائده ، رأيته و علقت منه قوله :—

إن مع اليوم فاعلمن غدا ما أقرب اليوم من مجيئ غد
ما ارتد طرف امرء بلحظته إلا و شيئ يموت من جسد

و منه :—

للخير أهل لا تزال وجوههم تدعو إليه
طوبى لمن جرت الأمور الصالحات على يديه

(٣٢١) عزالدين أبوالقاسم على بن كمال الدين احمد[١] بن محمد بن الأعز البكرى السهروردى ، نزيل بغداد ، شيخ رباط سعادة

قد تقدم نسبه إلى أبى بكر الصديق ، شيخ عالم جميل الأخلاق من أولاد المشائخ و الصوفية ، و هو شيخ رباط سعادة بشرط الواقف له ، سمع سيف الدين أبا النجيب عبد القاهر بن المظفر بن البغدادى

---

١ - ذكره المصنف فى كتاب الكاف (ص ١٣٠) ولم يذكر سنة وفاته .

مجد الدين عبدالله بن محمود بن بلدجی ، و وعظ فی صباه و
ر مجلسه أئمة مدينة السلام، و لما قدم مولنا نصيرالدين مدينة السلام
قد سكن الرباط جماعة ، فلما أحضر شرط الواقف أخرج من كان به
لم الرباط و وقفه إليه ، و لم يزل جميل الأمر حسن السيرة إلى أن
نوا فی الثقيل (؟التثقيل) عليه فاستدان ديناً كثيراً و تصدع لأجله
لک سنة عشر و سبعمائة ، و هو كريم النفس قل من دخل رباطه
م يأكل وظيفته و له هيئة شريفة ،

(٣٢٢) عزالدين أبو المكارم علی بن أحمد بن هبة الله ابن الكزاية١ـ
ری الخطيب ،

قدم علينا مدينة السلام سنة تسع و سبعمائة ، و هو من بيت العلم
قضاء و العدالة و الرياسة ببلده ، حضر عندی مع القاضی السيد
الدين قاضی الجزيرة ، و كتب لی من أشعاره و هو رجل
ن الأخلاق إليه الخطابة ببلد الجزيرة٢، و اكثر ما يخطب مما ينشئه
صنفه و ينقحه و يؤلفه ،

(٣٢٣) عزالدين أبوالخير علی بن عماد الدين إسماعيل٣ بن علی
أحمد ابن الطبال البغداذی الفقيه الفاضل ،

سمع أباه و هو رجل فاضل له شعر ، رأيته و اجتمعت به ، سمع أباه
برد عن الأهل و الولد رأيته و عنده طيور من الحمام و غيرها و هو
ی بذلک، و له أصحاب معتنون به ، و له نظم حسن و قد مدح جماعة
لأعيان ، سألته عن مولده فذكر أنه ولد سنة سبع و عشرين و ستمائة ،

---

١ - يقال كزی فلان إذا أفضل علی معتقيه ـ

٢ - يريد جزيرة ابن عمر و هی بلدة فوق الموصل علی مسافة ثلثة أيام
ـ

٣ - هو عماد الدين أبوالبركات إسماعيل بن الشيخ الزاهد أبی الحسن علی
لطبال الأزجي شيخ المستنصرية المتوفی سنة ٧٠٨هـ تاريخ العراق (١:٣١٣م)-

(٣٢٣) عزالدين أبو الحسن على بن عماد الدين إسماعيل بن عز الدين[1] على بن أبي‌الفتح محمد بن أبى جعفر أحمد بن زيد العلوى المقرى،

رأيت بخطه أبياتاً كتبها و انتخبها من ديوان ابن نباتة السعدى من ذلک :ــ

بلاد أنفس الأحرار فيها ضباب القاع تروى بالنسيم
يجوز بها و ينفق كل شيئ سوى الأداب طراً و العلوم

(٣٢٥) عزالدين أبو محمد على بن ايلبا بن عبد الله الأطروش البغدادى الصوفى ،

كان شيخاً أديباً فاضلاً كثير المحفوظ و كان يسأل الوعاظ المسائل المفيدة، و له أشعار حسنة ، و سافر إلى شيراز و كأنه توفى بها سنة ست و ستين و ستمائة، و من شعره :ــ

حتام تعرض عن من أنت مقصده و كلما رام قرباً منک تبعده
و إن شکى ما يعانى من صبابته إليک لاتتعطف بل تهدده.

(٣٢٦)عز الدين أبو الحسن على بن أيوب بن عبد المجيد الهاشمى الكاتب،

كان كاتباً سديداً و عالماً فاضلاً مجيداً ، أنشد لأبى[2] العتاهية :ــ

أيا رب إن الناس لا ينصفوننى فكيف و إن أنصفتهم ظلمونى
و إن كان لى شى تصدوا لأخذه و إن جئت أبغى شيئهم منعونى
و إن نالهم بذلى فلا شكر عندهم و إن أنا لم أبذل لهم شتمونى

---

١ ـ سياتى ذكره ـ

٢ ـ عندنا مختصر من ديوان أبى العتاهية (طبع لاهور و اسمه الأنوار الزاهية فى ديوان أبى العتاهية لم نجد هذه‌القطعة فيها ـ

و إن طرقتنى همة فكهوا بها و إن صحبتنى نعمة حسدونى
فما ....*....*.... تحن إليهم و أحجب عنهم إن أطقت جفونى

[17 a & b] (٣٢٧) عزالدين أبو الحسن على بن الحسن بن الحسين بن أبى البدر البغدادى المعدل ،

من بيت العلم و العدالة و الفضل، ذكره شيخنا تاج الدين على ابن انجب فى كتاب بغية القاصدين[1] فى معرفة القضاة و المعدلين ، قال : شهد عند قاضى القضاة عبد الله[2] بن الحسين الدا (مغانى) فى صفر سنة احدى عشرة و ستمائة ، و زكاه أبو نصر أحمد بن هبير و أبو القاسم عبد الواحد ابن الصباغ، قال : و سألته عن مولده فقال : ولدت فى يوم الأربعاء رابع عشرى المحرم سنة ستين و خمسمائة ، و استنابه القاضى شهاب الدين محمود[3] الزنجانى فى عقود الانكحة ، و عزل عن الشهادة ، و روى لنا عن أبى طاهر إبراهيم بن محمد بن أحمد بن حمدويه ، و كانت وفاته فى جمادى الأولى سنة عشرين و ستمائة و دفن بمقبرة الزرادين ،

---

١ - قد جمع الأستاذ مصطفى جواد أسماء مؤلفات ابن الساعى فى مقدمة الجزء الذى نشره من تأريخ ابن الساعى و ليس فيها مؤلف بهذا الاسم ولكن هناك كتابين (إخبار قضاة بغداد و تأريخ الشهود و الحكام ببغداد) يوشك أن يكون المذكور هنا واحداً منهما -

٢ - هو أبوالقاسم الدامغانى قاضى القضاة عبد الله بن الحسين بن أحمد بن ابن على بن قاضى القضاة أبى عبد الله الدامغانى الفقيه الحنفى العلامة عماد الدين ولى القضاء بالعراق سنة ٦٠٣ھ و عزل سنة ٦١١ھ وتوفى سنة ٦١٥ھ؛ الشذرات ٥ : ٦٣٦-

٣ - هو أبو المناقب محمود بن احمد الزنجانى استشهد سنة ٦٥٦ھ فى كائنة بغداد و كان قد تولى القضاء سنة ٦١١ھ عند عزل عمادالدين ابن الدامغانى ولكن لا نعلم كم مكث فى القضاء فلقد نراه سنة ٦٢٦ھ عزل عن تدريس النظامية راجع الجامع المختصر (ص ٢٠٧) و طبقات الشافعية (٥ : ١٥٤) والحوادث الجامعة (ص ٢ - ٣)-

(٣٢٨) عزالدين أبو محمد علی بن الحسن بن شرف شاه بن منصور العباسی الأصفهانی المتصوف ،

من السادات المعروفين بخدمة الصوفية و المتسمين بهم ، و هوالذی كان يتولى عمارة رباط الشونيزية فی أيام ضياء الدين الجاجرمی ، و كان له السعی المشكور فی تلک الأمور ، حدثنی عنه السيد شرف الدين أبوالعباس أحمد بن أبی نفشه الحسنی و قال : كان يواسی الفقراء بماله ، و له أخلاق جميلة و معرفة و أدب و خدمة و كانت وفاته سنة ثمان و ستين و ستمائة و دفن بالشونيزية ،

(٣٢٩) عزالدين أبو القاسم علی بن الحسن بن محمد بن إسماعيل ابن أبی العز القيلوی الأديب الصدر[١]

كان أديباً فاضلاً، و صدراً كاملاً، خرج عن بغداد، و صنف لأجل الملک الناصر يوسف[٢] بن العزيز . بن الظاهر بن الناصر صلاح الدين يوسف بن أيوب كتاب الروض البديع فی زهر الربيع ، قال ابن الشعار: رأيته [بدمشق] سنة اثنتـ ن و خمسين و ستمائة، قال: و سأ [لته] عن مولده فذ كرلی أنه ولد ببغد [اد] فی المحرم سنة تسع و تسعين و خمسمائة، و أنشدنی لنفسه:—

ختمت كتابی بالدعاء لما [لكی] * و سلطان أرض الله *
هوالناصر ا لسلطان يوسف * عطاياه فافت كثر *
صنائعه فی كل شرق * مسير الشمس فی الشرق والغ[رب]
و ايامه تزهو سروراً * ....*..........*
فدام دوام الشمس نفعک * و سيراً و من شاء....*

(١) نسبة إلى قيلوة قرية بنهرالملک من نواحی بغداد؛ و لعل المترجم له ابن عزالدين الحسن بن محمد بن إسماعيل المقدم ذكره (ص ٣٨) .

(٢) قتلته المغول سنة ٦٥٩هـ و عمره ٣٢ سنة و كان آخر ملوک بنی أيوب بالشام ولتراجع ترجمته فی تاريخ ابی الغداء (٣: ٢١١-٢١٢) .

(٣٣٠) عزالدين ابو الحسن علی بن الحسن بن ابی القاسم هبة الله، يعرف بابن أبی أسامة البغدادی المتصرف،

[هو] علی بن الحسن بن هبة الله بن أبی الفتوح شكر بن الحسن بن أحمد بن علی بن محمد بن عمر بن يحيی بن الحسين ذی العبرة ابن زيد الشهيد بن علی بن علی زين العابدين بن الحسين بن أبی طالب العلوی الحسينی الزيدی، ذكره شيخنا تاج الدين علی بن أنجب فی تاريخه و قال: كان أحد التمصرفين فی الأعمال حضرة و سواداً، و كان يقول الأشعار فی الفنون، أورد له فی كتاب المدائح الوزيرية و المناقب المويدية قوله[١] :-

لقد وجبت علی الناس النذور و حلت حيث أنت لهم وزير
و حل الدست منك وزير ملك به دست الوزارة يستنير

و هی طويلة، توفی سنة أربع و خمسين و ستمائة، و دفن بمقبرة درب*

(٣٣١) عزالدين علی بن الخضر بن علی الشاهوی الفقيه[٢]

(٣٣٢) عزالدين أبو حامد علی بن ذو ادالحصينی[٣] الرئيس

كان مشكور الطريقة من التناء أصحاب الأموال و الأحوال، و له تقدم و رياسة فی الدواوين و له خيرات دارة علی الفقراء و المساكين، و

---

(١) لم يأت ذكر هذا الكتاب أيضاً فی مقدمة الجامع المختصر و الأشبه أنه مجموعة قصائد و أشعار قيلت فی الوزير مويد الدين محمد بن العلقمی بطل كارثة بغداد الذی مات عقبها بشهرين-

(٢) الشاهوی نسبة إلی شاهويه اسم رجل كما فی لب اللباب أو هو نسبة، إلی شاهی موضع قرب القادسيه؛ مراصدالاطلاع -

(٣) لعل النسبه إلی الحصين بليدة علی شط الخابور؛ (مراصدالاطلاع) -

كان ممدوحاً كريماً، أحالنى الصاحب[1] جمال الدين على بن محمد بن منصور الدستجردانى عليه فأنعم و زاد و بلغ المراد، و كتبت إليه أبياتاً أنفذتها إليه،

(٣٣٣) عزالدين[2] أبو محمد على بن ضياء الدين أبى عبد الله زيد ابن كمال الشرف محمد بن أبى الحسين محمد بن زيد العلوى العبيدلى النسابة،

ذكر فى كتاب صنفه فى الأنساب عند ذكر الإختلاف فيما بعد معد بن عدنان فقال : ابن أد بن أدد بن الهميسع[3] بن يشجب بن نبت ابن سلامان بن حمل بن قيذار بن إسماعيل بن إبراهيم بن ازر بن ناحور ابن سروغ بن أرغو بن فالغ بن عابر بن شالخ—قال: وهو هود عليه السلام— ابن أرفخشذ بن سام بن نوح عليه السلام،

(٣٣٤) عزالدين على بن سُليمان بن....*

(٣٣٥) عزالدين أبو حامد على بن عبد الله بن أبى القاسم البغدادى الصوفى،

---

(١) لعل الدستجردانى نسبة إلى دستجرد و هى اسم لعدة قرى لا نتمكن من تعيين واحدة منها هنا و قد ذكر الأستاذ العزاوى الصاحب جمال الدين الدستجردانى هذا فى مواضع عدة من تأريخه، نقلاً من الحوادث الجامعة لابن الفوطى و مفاد ما ذكره أنه كان صدر الوقوف فعزل عنها سنه ٦٨٣هـ ثم جعل نائباً لفخرالدولة فى ولاية العراق سنة ٦٨٨ ثم ولى بغداد سنة ٦٩٣هـ و ولاه السلطان بايدوالعراق سنة ٦٩٣هـ، ثم رتبه السلطان غازان صاحب ديوان الممالك سنة ٦٩٥هـ فلم يمض عليه شهر ان حتى قتل بامر لسلطان (راجع تاريخ العراق المجلد الأول، على الدستجردى و جمال الدين الدستجردى بحسب الفهرس) .

(٢) هو حفيد كمال الشرف محمد الذى ذكره فى كتاب الكاف (ص ٢٧٣) و لم يذكر شيئا من ترجمته، و يأتى ذكر حفيده على بن عبيد الله بن على .

(٣) و عند أبى الفداء : اليسع بن الهميسع بن سلامان بن نبت بن حمل: والإختلاف فى هذه الأنساب التى كذب فيها النسابون كثير .

كان من أعيان الصوفية، سافرالكثير و سمع الأخبار و كان ظريفاً ظريفاً، كتب إلى بعض من قصده فلم ير منه ما يعتمده :ـ

قصدتك أرتجيك لدفع خطب إذا ما نابنى و بذلت و سعى
و قلت ''تكون لى عوناً'' فجدت عقارب منک فی *
فوا أسفا على أيام عزى و تضييعى لها فى غير نفع

(٣٣٦) عزالدين أبو الحسن على بن عبد الله بن محمد العلوى الحسينى الأشترى

كان من أكابر السادات،

(٣٣٧) عزالدين[1] على بن صفى الدين عبد المؤمن بن يوسف بن أبى المفاخر الأرموى ثم البغدادى

كان كاتباً مجيداً، و كان قد توجه لعمل القانون بطريق خراسان، مات فى زاوية ابن* فى صفر سنه احدى و سبع....*

(٣٣٨) عزالدين أبو الحسن على بن عبد الوهاب بن على بن أحمد بن أبى الطيب الدودى[2] المحدث،

ذكره الحافظ محب الدين أبو عبد الله ابن النجار فى تاريخه و قال: سمع بعد علو سنه من الكاتبة شهدة،[3] كتبت عنه، و كان شيخاً حسناً لا بأس به، قال: و كتبت عنه فى المذاكرة :ـ

موقف للرقيب لا أنساه أشتهى قربه و لا آباه
مرحباً بالرقيب من غير وعد جاء يجلو على من أهواه

---

(١) لم نجد له ذكرا و لأبيه صفى الدين الأرموى المتوفى سنة ٦٩٣هـ ترجمة مفصلة فى تاريخ العراق (١: ٣٦١-٣٦٢).

(٢) شكله المصنف بضمة على الدال و فتح على الواو و لانعرف حقيقة النسبة.

(٣) فخرالنساء و مسندة العراق شهدة بنت أبى نصر أحمد الدينورى توفيت سنة ٥٧٤هـ عن نيف و تسعين سنة.

أمتع العين بالحبيب و إن لم يعط قلبى من الحبيب مناه
ما أحب الرقيب إلا لأنى لا أرى من أحب حتى أراه

و كانت وفاته فى شوال سنة ...ت و ثلاثين و ستماية،

(٣٣٩) عزالدين أبوالحسن على بن عبدالوهاب بن أبى القاسم بن حارث بن ما أراد الله البغدادى، يعرف بسبط المعمار و ينبز بالسل

كان من ظرفاء العراق المجمع على سلامة خاطرهم و دماثة * الاطلاق ، معروف بحدة النادرة* المحاضرة و بحسن * المذاكرة، كتبت عنه فى كتاب نظم الدرر الناصعة فى شعراء أهل المائة السابعة، و [مما] أنشدنى لنفسه سنة ثمانين و ستمائة ،

شهر الصيام سئمت من * من ذا الذى يرضيه فى حركاته
فى المفردات يلذلى بحر* و تطيب لى الخمات عند *

و جاءنى نعيه و أنا فى السلطانية سنة سبع و سبعمائة، [و مما أنشدنى] لنفسه :—

شعرى إذا ما نظمته * فى فم الناس كلهم دارا
و شعر غيرى بغيرأجنحة لا يتعدى عن دارهم دارا

(٣٤٠) عزالدين[١] أبو محمد على بن فخر الدين عبيد الله بن عزالدين على بن ضياء الدين زيد الحسينى الموصلى النقيب

من سادات النقباء بالموصل و أعمالها، قرأت بخطه ما كتب إلى بعض الأكابر فى رسالة —

اذا هزنى شوقى إليكم و لم أجد سبيلا سوى حمل الرسائل والكتب
مررت على أبياتكم متلفتاً كما انتفت الظامى إلى البارد العذب

(٣٤١) عزالدين[١] أبو الحسن على بن على بن الحسن العلوى المقرى

---

١ - لعله حفيد عزالدين على بن زيد بن محمد المتقدم -

كان عالماً بالقراءت و استنباط المعانى منه (كذا)، أنشد :—

حسبک من فخر و ان کنت فی نهاية الخسة و السخف
انک من جنس الذی ذکره فی سورة الأعراف و الکهف

فی الأعراف قوله تعالى كمثل الكلب الاية ـ و فى الكهف ذكر كلب أصحاب الكهف،

(٣٣٢) عزالدين ابو الحسن على بن فضل الله بن على بن عبيد الله الحسنى الراوندى الكاتب

من سلالة السادات النجباء و أولاد النقباء ، رأيت له مجموعة قد كتبها بخطه الرائق من شعره الفائق، كتب إلى بعض إخوانه :—

بأى لسان أم بأى بيان يبين بنانى ما تجن جنانى
لعمرى بقلبى أنتم، غيرأنكم جفوتم و قلبى عبدكم فجفانى

[18 a & b] (٣٣٣) عزالدين أبو الحسن[1] على بن مالک بن سالم العقيلى الأمير

[هو] على بن مالک بن سالم بن مالک ، صاحب قلعة جعبر ، بن بدران بن المقلد بن المسيب بن رافع بن المقلد بن جعفر بن عمرو بن المهيا بن يزيد بن عبد الله بن زيد بن قيس بن جوثة بن طهفة بن ربيعة بن حرز بن عبادة بن عقيل بن كعب بن ربيعة بن عامر بن صعصعة بن معاوية ابن بكر بن هوازن بن منصور بن عكرمة بن خصفة بن قيس عيلان بن مضر العقيلى،

---

١ ـ هو صاحب قلعة جعبر وهى قلعة على الفرات بين رقة و بالس بقرب صفين كانت تسمى قديما دوسر فملكها رجل من بنى قشير يقال له جعبر بن مالک فنسبت اليه ثم أخذها السلطان جلال الدين ملک شاه بن أرسلان من بنى جعبر و أعطاها سالم بن مالک عوضاً عن حلب فبقيت عند بنيه حتى جاء عماد الدين زنگى و حاصر علياً هذا و ضيق عليه و لكن علياً لم يتسلم له و بقى الحصار إياماً حتى وثب على عمادالدين غلمانه فقتلوه و هو محاصر سنة ٥٤١هـ، ولما ملک نورالدين صرف عنانه عن جعبر و توفى على و خلفه ابنه فلما كان سنة ٥٦٤هـ أخذها نورالدين من ابنه شهاب الدين مالک بن على بن مالک و عوضه منها مالا كثيراً، راجع معجم‌البلدان مادة جعبر و تاريخ أبى الفداء (٣: ١٨، ٣٣)-

(٣٤٤) عزالدين أبوالحسن علي[١] بن أبي الفتح محمد بن أبي جعفر أحمد ، نقيب الموصل ، ابن زيد العلوي الموصلي [النقيب]

ذكره شيخنا جمال الدين أبو الفضل أحمد بن محمد ابن المهنا الحسيني في كتاب المشجر و أثنى عليه، و أنشدنا عنه :—

لهفي على عمري الذي ضيعته   في كل ما أرضي و يسخط مالكي
و يلي إذا عنت الوجوه لربها   و دعيت مغلولاً بوجه حالك
و رقيب أعمالي ينادي شامتاً   يا عبد سوء أنت أول هالك
لم يبق من بعد الغواية منزل   إلا الجحيم و سوء صحبة مالك

(٣٤٥) عزالدولة أبو الحسين علي بن محمد بن الحسن ابن رئيس الرؤساء البغدادي أستاذ الدار

ذكره النقيب يمين الدين قثم بن طلحة الزينبي في تاريخه، و قال : و في ثامن المحرم سنة ثلاثين و خمسمائة رتب الصدر عزالدولة علي بن محمد بن الحسن ابن رئيس الرؤساء في استاذية دارالخليفة عوضاً من ناصح الدولة الحسين بن محمد بن جهير و عزل عن ذلك في شهر ربيع الآخر من السنة و أعيد ناصح الدولة إلى شغله،

(٣٤٦) عزالدين أبوالقاسم علي بن محمد بن زيد الحسيني النقيب قرأت بخطه :—

اني حلفت و لست بالحلاف   بالذاريات و سورة الأحقاف
أن الضيافة سنة ماثورة   عن سيد السادات و الأشراف
فاذا أقام الضيف فوق ثلاثة   فاحبس قراه وبُل على الأضياف

(٣٤٧) عزالدين أبو القاسم علي بن شرف الدين محمد بن عزالدين علي بن شرف الدين محمد بن المرتضى المطهر بن علي بن محمد

---

١ - هو جد علي بن اسماعيل بن علي المقدم ذكره -

ابن على الرئيس النقيب بقم بن محمد النقيب الرئيس بقم بن حمزة الرئيس بن أحمد المعروف بالدج [بن] محمد أبى .... الغريق بن إسماعيل بن محمد الأرقط ابن عبد الله الباهر ،

نقلته من خط مولانا نصيرالدين أبى جعفر محمد بن محمد بن الحسن الطوسى [طيب] الله ثراه.

(٣٤٨) عزالدين أبو محمد على بن محمد بن عمر النوشاباذى[١] الكاتب الفقيه ،

سمع على شيخنا العدل رشيد الدين محمد بن أبى القاسم المقرى سنة إحدى و سبعمائة بالمدرسة المستنصرية ، و كان شابا فاضلاً كيسا عاقلاً ،

(٣٤٩) عزالدين [٢] أبو الحسن على بن محمد بن محمد ابن الأثير الشيبانى الجزرى ثم الموصلى المحدث المؤرخ ،

ذكره شيخنا مجد الدين أبو الفضل ابن بلدجى فى مشيخته ، و قال : كان عالما بالسير و فنون الآداب والتواريخ ، صحبته كثيراً سفراً و حضراً و أجاز لى مراراً ، و له مصنفات كثيرة منها كتاب الكامل فى التاريخ نحو عشرين مجلدة و كتاب معرفة الصحابة و كتاب اللباب فى تهذيب الأنساب، قال : و قرأت عليه الأجزاء السراحيات بروايته عن الخطيب أبى الفضل الطوسى ، قال : و سألته عن مولده فذكر أنه ولد بالجزيرة فى جمادى الأولى سنة خمس و خمسين و خمسمائة ، و توفى بالموصل فى شعبان سنة ثلاثين و ستمائة ،

---

(١) لم اظفر بعد بمن ذكر نوشا باذ و قريب منه نوزا باذ قرية ببخارا ذكرها ياقوت والسيوطى.

(٢) راجع لترجمة عزالدين ابن الأثير وفيات الأعيان (١ : ٣٤٧-٣٤٨) و تاريخ الآداب العربية لبروكلمن الطبعة الثانية (١: ٣٠٢ و ٣٢٢-٣٢٣) والذيل له (١ : ٥٨٧) والمصادر التى ذكرها و قد طبع كتاباه الكامل و أسد الغابة و توجد نتف من كتابه اللباب فى مكاتب مختلفة والجزرى نسبة إلى جزيرة ابن عمر و هى بلدة (فوق الموصل كما ذكرنا من قبل) بناها عبد العزيز بن عمر رجل من أهل برقعيد ذكر ذلك ابن خلكان فى كتابه.

(٣٥٠) عزالدين[١] أبوالحسن على بن محمد بن المطهر العلوى الحسينى النقيب -

[المطهر هو] ابن على بن محمد بن أبى القاسم على بن أبى جعفر محمد رئيس قم ابن أبى يعلى حمزة الطبرى ابن أحمد الدج بن محمد بن إسماعيل الديباج ابن الأرقط محمد بن الباهر عبدالله ابن زين العابدين على ابن الحسين بن على بن أبى طالب، ذكره شيخنا جمال الدين أبوالفضل أحمد ابن مهنا العبيدلى ، و قال : كان سيداً جليلاً جمع بين الشرف والعلم -

(٣٥١) عزالدين أبو محمد على بن محمد بن أبى البدر منصور ابن عفيجة البغدادى الكاتب أمين الدولتين -

ن بيت معروف بالصحة والأمانة والكفاية والرعاية و الرياسة والكتابة ، سمع جميع مسند عبد بن حميد الكشى ، و لما قدمت بغداد ترددت إلى خدمته و كتب لى الاجازة و أمرنى أن أكتب عنه فى إجازات طلاب العلم سنة ثمانين و ستمائة و قد ولى الأعمال الجليلة فى كتابة الديوان ، و خدم بعد الواقعة ناظراً فى أوقاف الحرم الشريف و إشراف البلاد . . * . . ، و حسنت سيرته فى جميع أعماله ، و أحب الأنقطاع فاستعفى من الخدمة ، و كانت[٢] وفاته يوم السبت رابع عشرى شهر ربيع الآخر سنة ثمان و ثمانين و ستمائة . . * . . شاطئى دجلة *

(٣٥٢) عزالدين أبوالحسن على بن محمد بن يحيى بن الطراح البغدادى الوكيل -

ذكره شيخنا تاج الدين أبو طالب فى تاريخه ، [و قال :] و فى المحرم سنة أربع و أربعين و ستمائة صرف العدل مجد الدين[٣] عبد الله

---

(١) جد على بن محمد بن على المقدم ذكره -

(٢) ذكره الأستاذ عباس العزاوى فى من توفى سنة ٦٨٨ھ و قال : دفن عند إقدام سلمان الفارسى (تأريخ العراق ١ : ٣٤٢) -

(٣) لم يذكر المصنف مجد الدين عبدالله هذا فى قافية الميم -

ابن عبد السلام بن اللمغانى عن وكالة الأمير أبى القاسم[١] عبد العزيز بن المستنصر بالله ، و رتب عوضه عز الدين على بن محمد [بن يحيي] بن الطراح ، قال : ثم ولى إشراف الخالص[٢] فى شعبان سنة ثمان و أربعين و ستمائة ،

(٣٥٣) عز الدين أبوالحسن على بن محمد بن يوسف الجيلى الفقيه ،

كان فقيهاً عالماً أديباً ، كتب مجموعاً له يشتمل على الحكايات و النوادر وغيرها، رأيته و نقلت منه : أهدى المعلى إلى المعتز[٣] بالله مرآة ، فقال له : كيف وقعت على مرآة؟ قال : كما رأيت وجهك فيها ذكرتني ، فأمر له بمال ، قيل للمسيح عليه السلام : لو دعوت الله تعالى أن يرزقك حماراً يوقيك [كذا] و يحمل عنك رحلك ، قال : أنا أكرم على الله أن يجعلنى خادم حمار ،

[19 a & b] (٣٥٤) عزالدين أبو الحسن على بن محمد المعروف بالخليلى- يعرف بالمستوفى ، الفينى[٤] الشيخ العارف ،

هذا الشيخ عز الدين هو الذى لبس سلطان الوقت غياث الدين[٥]

(١) خلف المستنصر ثلاثة من الأولاد : أبو أحمد عبد الله المستعصم الخليفة من بعده و أبوالقاسم عبد العزيز و هما لأم واحدة و كريمة من أم أخرى (الحوادث الجامعة ص ١٥٦) -

(٢) الخالص كورة عظيمة شرقي بغداد الى سورها ، مراصد الاطلاع -

(٣) المتوفى سنة ٢٥٥ﻫ بعد الخلافة ٤ سنوات و عمره ٣٣ سنة ذكره المصنف فى كتاب الميم (٦١٣ - ٦١٤) و لانعرف هذا المعلى الذى أهدى اليه المرآة -

(٤) النسبة الى فين قرية بقاشان ، كما ذكره السيوطى فى اللب و لم أظفر بمن ترجم للفينى هذا -

(٥) هو ثامن الملوك الإيلخانية تولى الملك بعد اخيه غازان فى شوال سنة ٧٠٣ﻫ و استمر فى الحكم إلى أن توفى سنة ٧١٦ﻫ و عمره ٣٦ سنة ، ذكره الأستاذ عباس فى تأريخ العراق (١ : ٤٠٠-٤٣٦) والمصنف فى كتاب الغين و لكنه لم يذكر سنة وفاته و معنى ذلك إن المصنف لم يتفرغ لأن يزيد فى هذه الترجمة ما حدث للسلطان بعد ما فرغ المصنف من تسويد الكتاب -

اولجايتو من يده الخرقة بأوجان سنة اربع و سبعمائة ،

(٣٥٥) عز الدين أبو الحسن على بن محمود بن أحمد البغدادى النحوى .

ذكره شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبدالله الرومى المعروف بالحموى فى كتاب معجم الأدباء[١] ، و قال : كان أديباً فاضلاً، صحب الشيخ تاج الدين زيد بن الحسين الكندى و قرأ عليه و تردد إليه إلى حين وفاته، قال : و أنشدنى لنفسه :—

لقد كان فى زيد أبى اليمن منحة   من الله زانت فضله فى حياته
و كان مثال النحو يضرب باسمه   فلا عجبا إن مات بعد مماته

(٣٥٦) عز الدين أبو حامد على بن محمود بن يوسف الأسترابادى[٢] الصوفى

أنشد :-

يا باهلى هربت يا ابن الزانيه   عنى غداة لقيت منى الداهيه
إنى جعلتك للبلاء درية   لما رأيتك لا تحب العافيه
أنسيت "سبح باسم ربك" جاهلاً   حتى أتاك بها "حديث الغاشيه"

يقول : لما نسيت التسبيح بهجاءى غشيك العذاب بشتمى لك ، و ما أحسن ما جمع من السورتين،

(٣٥٧) عزالدين أبوالحسن على[٣] بن المرتضى بن محمد . يعرف بالأمير السيد، العلوى الأصفهانى ثم البغدادى المدرس بجامع السلطان

ذكره عماد الدين الكاتب فى كتاب الخريدة، و قال : كان والده من أصفهان فى خدمة الخاتون جهة المقتفى، و تفقه ولده هذا على مذهب أبى

---

(١) - لم أجد ذكره فى النسخة المطبوعة من المعجم -

(٢) أستراباذ بفتح الهمزة و التاء بلدة مشهورة من أعمال طبرستان (والأشبه أن النسبة ههنا اليها) و كورة بالسواد و كورة نسا من نواحى خراسان،

(٣) ذكره ابن الأثير فى وفيات سنة ٥٨٨هـ -

حنيفة و وجد الكرامة الكلية من الخليفة، و أهل للرتب الشريفة والمناصب المنيفة ، فلم يمل إلا إلى العلم و نشره ولم يرغب إلا فى الفقه الموذن برفع قدره، و من شعره :-

صن حاضرالوقت عن تضييعه ثقة أن لا بقاء لمخلوق على الدوم
و هبك أنك باق بعده أبداً فلن يعود إلينا عين ذا اليوم

و درس بجامع السلطان مدة و توفى ليلة الجمعة ثانى عشر رجب سنة ثمان و ثمانين و خمسمائة و دفن بمقابر قريش،

(٣٥٨) عزالدين أبوالحسن على بن المرشد بن عبدالرحمن البصرى الفقيه الأديب

كان فقيهاً أديباً عالماً فاضلاً ، أنشد :-

يلومنى فى خضاب الشيب طائفة ظلماً و لو لاحذارالشيب لم أشب
الشيب و الموت مقرونان فى صفد و ليس يهواهما كهل فكيف صبى
دعنى أبا عده عن عينى و لو نفساً فشاهد الموت موقوف على الحرب
وأوهم النفس أنى من يدى زمن[1] ابتز برد شبابى اخذ سلبى

(٣٥٩) عزالدين أبو الحسن على[2] بن أبى سلامة مرشد ابن على ابن منقذ الشيزرى الأمير الأديب

ذكره الحافظ أبوالقاسم على بن الحسن ابن عساكر فى تاريخه ، و قال : كان أكبر إخوته ، بلغنى أنه ولد سنة سبع و ثمانين و أربعمائة

---

(١) فى الأصل : زمنى -

(٢) هو أخو أسامة بن مرشد بن منقذ صاحب كتاب الإعتبار (راجع له و لأبيه و جده الوفيات ١ : ٦٣ و ٢٦٧) و ليس كتاب الاعتبار بين يدى حتى أتمكن من معرفة ما يتعلق به ان كان قد ذكره أخوة كما هوالظن به ، و قد ذكر أبوالفداء إن أباهم مرشداً أحب السلامة و الزهد فسلم ولاية قلعة شيزر الى أخيه سلطان و مكث معه مدة على إخاء و وداد ثم ساءت العلاقات بينهما فخرج مرشد ببنيه من شيزر ولم تقع اى حرب كبيرة بعسقلان سنة ٥٣٥ھ و إنما تغلب الفرنج عليها سنة ٥٤٨ھ فالله أعلم كيف كانت وقعة شهادته -

بشيزر و سمع الحديث ببغداد من أبي بكر محمد بن عبد الباقي الأنصاري ، و كتب الحديث بخط حسن، و كان فهماً شاعراً ، قدم دمشق غير مرة، و حضر عندي في سماع كتاب دلائل النبوة[١] و كتاب الجهاد لابن المبارك، و قتل شهيداً بعسقلان في غرة شهر رمضان سنة خمس و أربعين و خمسمائة ،

(٣٦٠) عز الدولة[٢] أبو المكارم علي بن هبة الله بن محمد بن علي ابن المطلب البغدادي أستاذ الدار ،

ذكره النقيب يمين الدين قثم[٣] بن طلحة الزينبي في تأريخه، و قال: كان عز الدولة يعمل للوزارة و تسمو نفسه إليها ، فلما مات جلال الدين[٣] ابن صدقة وزير المسترشد و تعداه الأمر لم تطل حياته، و كان شابا لا يصلح سن مثله لها ، قال : و اتفق أن عز الدولة كان إلى جانب الوزير ابن صدقة فدخل شهاب الدين الحيص فأنشده قصيدة فيها :-

ظلت تعنفني شيبي فقلت لها   الشيب أجدر شيئي بالذي أسل

---

(١) دلائل النبوة لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي المتوفى سنة ٤٥٨ﻫ و كتاب الجهاد للامام عبدالله بن المبارك المتوفى سنة ١٨١ﻫ توجد نسخة منه في المكاتب (بروكلمن الذيل ١ : ١٥٦) -

(٢) ذكره ابن الجوزي في المنتظم (١٠ : ١٣ وفيات سنة ٥٢٣ﻫ) فقال : أبو المكارم ابن المطلب الملقب عز الدولة كان أستاذ دار الخليفة فتوفي يوم الجمعة تاسع (كذا) رجب هذه السنة -

(٣) المتوفى سنة ٦٠٤ﻫ ذكره ياقوت في معجم الأدباء (١٧ : ١١) و ذكر له أن له مجاميع بأيدي الناس -

(٣) قال ابن الجوزي (المنتظم ١٠ : ٨) : و في هذه السنة (سنة ٥٢٢) توفي (الحسن بن علي) ابن صدقة الوزير و ناب نقيب النقباء.... وتطاولت للوزارة جماعة منهم عز الدولة ابن المطلب و ابن الأنباري و ناصح الدولة ابن المسلمة و أحمد ابن النظام فمنعوا من الخطاب في ذلك و أجلس للنيابة في الديوان نقيب النقباء و في رمضان خلع على عز الدولة دراعة و عمامة بغير ذؤابة و فرس و مركب و جلس للهناء -

فالتفت الوزير إلى عز الدولة و قال : أتراه يروم الوزارة حتى قال هذا ، وكانت وفاته فی تاسع عشر رجب سنة ثلاث و عشرين و خمسمائة ،

(٣٦١) عز الدولة أبو الثنا على بن يلدرك بن أرسلان البغدادی۔ ترکی الأصل ، الكاتب ،

ذكره أبو الفضل محمد[١] بن ناصر السلامی ، و قال : كان شاعراً ذكياً أديباً فاضلاً أحد الظرفاء البغداديين والفضلاء المتأدبين، و قال: أنشدنی عز الدولة أبو الثنا لنفسه :۔

رقت حواشی الحب بعدک رقة　　غارت لها ببلادنا الصهباء
و جفت علينا بعد ذاک خشونة　　فكأنها التفريق و القرباء

قال: و توفی فی صفر سنة خمس عشرة و خمسمائة ،

(٣٦٢) عز الدين أبو الحسن على بن يوسف بن إبراهيم الجزری الفقيه

كتب إلى بعض أصحابه :۔

أقول و لم أملک عنان مدامعی　　و قد لج بی شوقی إلى قمرالقصر
لئن صاد قلبی أوحد العصر إننی　　لمعتصم عنه بآخر و العصر

(٣٦٣) عز الدين أبو الحمد على بن يوسف بن عبد الله الدمشقی الكاتب ،

حكى فی رسالة له : قال المنصور لعمرو[٢] بن عبيد : بلغنی أن كتاب

---

(١) هو محمد بن ناصر بن محمد البغدادی الحافظ الأديب المتوفی سنة ٥٥٠هـ و كان يكتب لنفسه السلامی (بفتح السين نسبة الى مدينة السلام بغداد) ذكره ابن خلكان (١ : ٣٨٨) ولم يذكر له اسم أی كتاب .

(٢) هو أبو عثمان عمرو بن عبيد المتكلم الزاهد شيخ المعتزلة فی وقته كان صاحب منصور و صديقه قبل خلافته وله معه مجالس و أخبار قبل الخلافة و بعده توفی سنة ١٤٤هـ ، الوفيات (١ : ٣٨٤) .

إبراهيم[١] بن عبد الله ورد عليك ، فقال : قد رأيت له كتاباً و ماقرأته ، و أنت تعلم رأيي في الخوارج ، فقال له : ثبت يقيني بحلفة ، فقال : إن كذبت تقية لأحلفن تقية،

[20 a](٣٦٤) عز الدين [٢] أبو محمد عمر بن أحمد بن محمد المدني المعدل،

(٣٦٥) عز الدين أبو القاسم عمر بن أبي بكر بن محمد بن أحمد الأسدي التستري الوزير بخوزستان،

(٣٦٦) عز الدين أبو الفضائل عمر بن عبد الخالق بن عبد السلام الزبيري الزنجاني الخطيب ،

(٣٦٧) عز الدين أبو حفص عمر[٣] بن علي بن دهجان البصري المحدث،

(٣٦٨) عز الدين أبو محمد عمر بن علي بن عمر الطياري التستري مدرس الثقتية[٤]،

(٣٦٩) عز الدين أبو العز عمر بن أبي القاسم بن محمد الأسدي الخوزستاني الكاتب،

---

١ - هو الإمام إبراهيم بن عبد الله بن الحسن بن الحسين بن علي بن أبي طالب أخو محمد النفس الزكية قتل شهيدا في ذي القعدة سنة ١٤٥هـ ، راجع ابا الفداء (٢ : ٣ - ٤) -

٢ - ضاعت ورقة (أو أوراق) من الكتاب ههنا فبقيت هذه الأسماء بلا تراجم كما إن التراجم التي تأتي بعدها بقيت بلا أسماء أصحابها و أكثر هذه التراجم و الأسماء مما لانتمكن من معرفتها -

٣ - من شيوخ ابن الفوطي ذكره غير مرة في خلال الكتاب (راجع كتاب الكاف ص ٦٣ و كتاب العين ص ٣٤) -

٤ - هذه المدرسة منسوبة الى ثقة الدولة ابن الأنباري علي بن محمد بن يحيى الدريني المتوفى سنة ٥٤٩هـ و هو زوج مسندة العراق الحافظة شهدة الكاتبة بنت ثقة الدولة هذه المدرسة للاصحاب الشافعيه فعرفت باسمه و بمدرسة الأصحاب (الوفيات ١ : ٣٢٠ والجامع المختصر ص ٦٤) -

(٣٧٠) عزالدين أبو الفضل عمر بن محمد بن عبد الرحمن ابن علوان الأسدى المحدث،

سمع صحيح البخارى على ابن روز به القلانسى و سنن ابن ماجة على عبد اللطيف بن يوسف،

(٣٧١) عزالدين أبومحمد عمر بن محمد العلوى المدنى المقرى،

(٣٧٢) عزالدين أبو العلا بن عمر بن أبى المعالى الهمدانى الفقيه،

(٣٧٣) عزالدين أبو عيسى عيد بن ديباج العلوى الحسينى ،

[20 b](٣٧٤) [عزالدين [1] ابو الفضائل بن عبد الحميد القزوينى] ،

كان من الفقهاء المبرزين و القضاة المتميزين ، و هوالذى قدم من قزوين و تقدم فى أيام السلطان جلال الدين أبى الفتح منكبرنى[2] بن محمد خوارزمشاه ، و استوطن تبريز و حصل له بها الجاه و المال و رزق فيها الأهل و الأطفال، و هو والد شيخنا محىالدين أبى الحسن بن أبى الفضائل، و كان عالماً بالفقه سمع بقزوين............قرأت بخط بعض الأفاضل أنشدنا القاضى عزالدين أبوالفضائل :—

و من لم يقدم رجله مطمئنة فيثبتهافى مستوى الأرض [يزلق]

و كان محترماً عند الملوك و السلاطين ، و توفى فى سنة ثمان و ثمانين و ستمائة،

(٣٧٥) ....

كان من الفقهاء العلماء والأدباء البلغاء ، أنشد عن أبى كرما يحيي

---

١ - أثبتنا اسم صاحب الترجمة من ترجمة ابنه محى الدين أبى الحسن على ابن أبى الفضائل التى ذكرها المصنف فى كتاب الميم (ص ٣٦٥ و ٣٩٢) و الظاهر أن المصنف لم يعرف اسمه فذكره بكنيته فقط -

٢ - البطل الشجاع آخر ملوك خوارزم توفى سنه ٦٢٨هـ و تجد ترجمته مبسوطة فى تأريخ العراق (١ : ١٢٢ بما بعدها) ،المكتوب بخط المصنف منكبرنى (بالنون قبل الياء) و هو الصحيح فى اسمه و ان ذكروا فيه التاء ايضاً-

ابن علی الیونینی الخطیب قال : أنشدنی ابن برهان[1] النحوی :—

وجدی بها وجد الذی ضل نضود بمکة یوماً و الرفاق حلول
رأی من رفیقیه جفا، و نقده إذا قام یبتاع القلاص قلیل
فقال احملا رحلی و رحلیکما معاً فقالا له کل السفاه تقول
فبیناه یشری رحله قال قائل لمن جمل رخو الملاط ذلول

(٣٧٦) ....

کان من العلماء الأعیان و الأدباء الأکابر ، ذکره شیخنا کمال الدین أحمد[2] بن العزیز المراغی قاضی سراة فی مشیخته ، و قال : لقیته بمراغة سنة خمس عشرة و ستمائة ، و کتب لنا الإجازة بجمیع مسموعاته،

(٣٧٧) ....

کان فقیهاً عالماً بالفقه و التفسیر و الأدب ، أسند عن نافع عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلی الله علیه و سلم : الإقتصاد فی النفقة نصف المعیشة و التودد للناس نصف العقل و حسن السوال نصف العلم ، و فی روایة أنس عن النبی صلی الله علیه و سلم أنه قال : الإقتصاد نصف العیش و حسن الخلق نصف الدین،

(٣٧٨) ....

من بیت معروف بالعلم و الخطابة و التدریس و التقدم بسنجار ، و عزالدین هو واسطة قلادتهم فضلاً و أدبا و حسن أخلاق و سخاء ، قدم علینا مراغة سنة سبعین و ستمائة علی قدم التحصیل والاشتغال فی خدمة مولنا السعید نصیرالدین أبی جعفر و قرأ علیه و کان یمیل إلیه ،

(٣٧٩) ....

[قرأت] له : جعلک الله ممن اعتصم بکفایته ولم یحزن علی ذاهب العیش و فائته ، و لا سلبک ما أضفته علیک الإمامة من ملابس مرضاتها

---

١ - هو أبو القاسم عبد الواحد بن علی الأسدی المعروف بابن برهان (بفتح الباء کما ضبطه المصنف) النحوی الحنفی المتوفی سنه ٤٥٦هـ -
٢ - راجع کتاب الکاف (ص ١٣٩) -

و قمت به من تأدية مفترضاتها ، و زادك فى الموالاة لها حسن بصيرة
و لازالت طوال رماحك تبشرالخالعين يوم لقائها بأعمار قصيرة ،

(٣٨٠) ....

كان من السادات الأفاضل ، ذكره لى شيخنا العلامة النسابة جمال الدين أبوالفضل أحمد بن المهنا الحسينى و قال : كان جليل القدر ، أنشد :-

تستبيح الدنيا و مالك إلا ما تزودت أو تبلغت منها
سيشيع الحديث بعدك فانظر أى أحدوثة تكون فكنها

و ذكره العماد الأصفهانى فى كتاب الفتح القدسى [و قال :] و كان أمرالمدينة صلوات الله على ساكنها فى موكبه (؟) و قد وفد سنة ثلاث و ثمانين و خمسمائة أوان عود الحاج و هو ذوشيبة تقد كالسراج فما تم فتح فى تلك السنين إلا بحضوره ولا أشرق مطلع †

(٣٨١) ....

رأيت له مجموعا بخزانة كتب الرصد سنة ثلاث و ستين و ستمائة وكتبت منه إلى كتاب درر الأصداف فى غرر الأوصاف ، وفيه فصل فى ذكر ما يكتب على المناديل، من ذالك :-

أنا محسودة على شرف القدر و العلى
فى يدى سبطة الأنا .... مل مرموقة الحلى

و منه :-

أنا منديل عاشق مغرم القلب وامق
صاغنى كف غادة فى الصناعات حاذق
إن جرى دمعه لبين حبيب مفارق
صنته عن وشاته و عيون الخلائق

(٣٨٢) ....

كان من الأمراء الشجعان ، وكانت له همم سامية و نفس شريفة، و له خيرات دارة على كل من ورد بلاده من العلماء و الفقهاء و الصوفية والفقراء ،

(٣٨٣) [عز الدين قراجه]..............

قال شيخنا تاج الدين فى تأريخه: كان عز الدين قراجه للامير جمال الدين أبى الفضل .. † الناصرى فتقرب به إلى الإمام المستنصربالله، قال: و فى سنة إحدى و أربعين و ستمائة استدعى إلى دار الوزير نصيرالدين و ألحق بالزعماء و خلع عليه و جعلت عدته خمسون فارساً و معيشة ألف دينار و نفذ إلى تستر ليكون مقامه بها، و جرى بينه و بين الأمير بدر الدين سنقرجه المتولى يومئذ بخوزستان ما أوجب مفارقته لتستر و رجع إلى بغداد فرتب شحنة بدجيل و كان جميل السيرة و توفى فى جمادى الأخرة سنة خمس و أربعين و ستمائة،

(٣٨٤)........................

كان أميراً جليل القدر [له] همة * .. ولاه الإمام الناصرلدين الله [تكريت] و كان محبا ..*.. وكانت وفاته .. * .. * ....

[21a](٣٨٥) عز الدين[1] قريش بن أحمد بن الخضر بن على الهيتى الأديب

(٣٨٦) عز الدين أبو بكر قزل بک بن محمد بن غازى الجزرى الأمير

(٣٨٧) عزالدين أبو الفتح[2] قليج أرسلان بن مسعود بن قليج أرسلان بن سليمان بن قتلمش بن سلجوق السلجوقى سلطان الروم

---

(١) هنا ضاعت ورقة (أو أوراق) أخرى من الكتاب فبقيت أسماء من غير تراجم و تراجم من غيرالاسماء -

(٢) قال ابن العماد: و فيها (سنة ٥٨٨ه توفى) قلج أرسلان بن مسعود بن قلج أرسلان بن سليمان بن قتلمش بن اسرائيل بن سلجوق بن دقاق التركى السلجوقى صاحب الروم و حمو الناصرلدين الله امتدت أيامه و شاخ و قويت عليه أولاده و تصرفوا فى ممالكه فى حياته و هى قونية و أقصر و سيواس و ملطية و عاش سلطانا أكثر من ثلاثين سنة و تملک بعده ابنه غياث الدين (الشذرات ٤ : ٢٩٥)-

(٣٨٨) عزالدين قيصر بن عبد الله التركى

سمع من الشيخ الشريف ....

(٣٨٩) عز الدين أبو اليمن[1] قيصر بن عبد الله الظاهرى الأمير

(٣٩٠) عز الدين أبو الغنائم كامل بن أبى عدى بن طاهر، يعرف بابن العريض - العطار الحموى الأديب،

(٣٩١) عز الدين أبو المظفر كر بن عبد الله الكردى الأمير،

(٣٩٢) عز الائمة أبو الكرم بن محمد بن عبد الله الغسال البغدادى الفقيه،

(٣٩٣) عز الدين أبو المظفر كوكجه بن عبد الله التركى الأمير

(٣٩٤) عزالدين[2]، الغالب، أبو المظفر كيكاووس بن كيخسرو ابن قليج أرسلان السلجوقى سلطان الروم

(٣٩٥) عز الدين أبو عيسى لب بن خلف بن سعيد المعافرى[3] الأندلسى الأديب -

---

(١) قال فى الحوادث الجامعة (ص ٩٢) و فيها (سنة ٦٣٤هـ) وصل الامير عز الدين قيصرالظاهرى مخبراً بوصول ابنة بدر الدين لؤ لؤ صاحب الموصل و كان قدنفذ لإحضارها لتزف على زوجها مجاهد الدين أيبك المستعصرى المعروف بالدويدار -

(٢) قال ابن العماد (الشذرات ٥ : ٦٤) : و فيها (سنة ٦١٥هـ) صاحب الروم الملك الغالب عزالدين كيكاوس بن كيخسرو بن قلج أرسلان السلجوقى سلطان قونية و أقسرا و ملطية و أخوا سلطان علاء الدين كيقباد كان ظلوما غشوما سفاكا للدماء قيل انه مات فجأة مخمورا فأخرجوا أخاه علاء الدين و ملكوه بعده و ذلك فى شوال قاله فى العبر و ذكرالمصنف فى كتاب الغين (ترجمة الغالب علاءالدين كيقباد أخيه) أن الامام الناصرلدين الله قد أنفذ لباس ألفتوة لكنكاووس هذا -

(٣) نسبة الى معافر و هي بطن من قحطان -

(٣٩٦) عزالدين أبو الفضل لقمان[١] بن كمال الدين سليمان ابن عبد الله الحتيتي الإسعردي الصيدلاني كان عارفاً بالحشائش ......

(٣٩٧) عزالدين أبو غالب لوى بن محمد بن عبد الله القرشي الشاعر ،

(٣٩٨) عزالدين أبو منصور مالك بن محمد بن أبي الطيب الشيرازي الصوفي،

(٣٩٩) عزالدين أبوالمظفر المبارك بن أعز بن سعدالله التوثي[٢] البزاز المقرئي،

[64 b](٣٠٠) ....

ذكره ابن الشعار في كتابه ، قال [كان يقول الشعر و يرويه ثم صار تاجرا] سمع الحديث على عمر[٣] بن طبرزد و حنبل[٤] الرصافي و كان حسن المذهب سافرالكثير و كانت وفاته .. * ..

(٣٠١) [عزالدين[٥] ابو بكر مجفوظ بن معتوق - يعرف بابن البزوري ، البغدادي]،

---

(١) بيت ابن الحتيتي بيت كبير ذكر منه المصنف أسماء عدة رجال كأبي المترجم له كمال الدين سليمان (كتاب الكاف ص ١٨١) و ابن عمه مجد الدين ابراهيم (كتاب الميم ص ٩١) و يرى أن المصنف أخطأ في كتاب الكاف حيث ذكر أباه باسم سليمان بن محمد -

(٢) توث اسم عدة قرى ببو شنج و اسفراين و مرو و توثة محلة ببغداد و الظاهر أن النسبة ههنا إلى هذه الأخيرة -

(٣) المتوفى سنة ٦٠٧هـ، الشذرات ٥ : ٢٦ -

(٤) المتوفى سنة ٦٠٤هـ الشذرات ٥ : ١٢ -

(٥) شغلنا هذا الفراغ من كتاب الكاف (ص ٢٧٢) ترجمة ابنه كمال الدين محمد ، و قد ذكر بن العماد في الشذرات (٥:٣٢٧) أنه توفي في صفر (سنة ٦٩٤هـ) عن ثلاث و ستين سنة و أنه وقف كتبه على تربته بسفح قاسيون و أنه جمع تاريخا ذيل به على المنتظم -

كان عز الدولة أحد الحجاب فاضلا، كتب التاريخ و لما أخذت بغداد أسر معهم و مشى إلى بلاد الترك و أقام عندهم مدة و خلص ، و اتفق أنه اجتمع بولده أيضاً نجم الدين بن معتوق بمكة شرفها الله و تعارفا بعرفات و نزل بدمشق و حصل الكتب النفيسة و ولد له كمال الدين بدمشق و وقف كتبه على تربة أنشأها بالصالحية و دفن هناك في ..[١]

(٣٠٢) ....

من بيت القضاة و العلماء ، ذكره المبارك بن الشعار في كتاب عقود الجمان، و أنشد له لما أبل الأشرف بن العلم دار من مرضه :-

سألت الفرات و قد أظهرت بشاشة وجه و كان ..*..

(٣٠٣) ....

كان كاتبا فاضلا ، و من كلامه في وصف النديم : شرط المنادمة قلة الخلاف و المعاملة بالإنصاف، و المسامحة في الشراب و التغافل عن الجواب، و إدمان الرضا و اطراح ما مضى ، و إسقاط التحيات و تجنب اقتراح [الأ] صوات ، و ستر العيب و حفظ الغيب ،

(٣٠٤) ....

من بيت التقدم و الرياسة و الفضل و الكتابة، سمع الكثير على مشائخ زمانه من الأحاديث و الأخبار و التواريخ و الأشعار، و من ذلك : سمع جميع ديوان أبي الطيب أحمد بن الحسين المتنبي على أبي الحسن بن المقير البغدادي بقراءة شرف الدين أبي[٢] عبد الله الحسين بن إبراهيم بن الحسين الإربلي في شعبان سنة اثنتين و ثلثين و ستمائة بدمشق،

(٣٠٥) [عز الشرف[٣] ابو المظفر محمد بن احمد بن علي ابن النويلي العباسي الهاشمي الحنبلي المعدل]

---

(١) بياض بالاصل -

(٢) توفي سنة ٦٥٥هـ (الشذرات ٥ : ٢٧٣) -

(٣) شغلنا الفراغ هنا من الترجمة و من الشذرات (٣ : ١٤٥) -

[هو] عز الشرف أبو المظفر محمد بن أحمد بن على بن الحسين بن الحسن بن محمد بن الحسن بن عبد العزيز بن عبد الله بن عبيد الله بن العباس ابن عبد المطلب ، ذكره الحافظ محب الدين محمد ابن النجار فى تأريخه، و قال : كان يتولى الخطابة بجامع المهدى و بجامع المنصور ، و شهد عند قاضى القضاة أبى القاسم[1] الزينبى فى المحرم سنة ثمان عشرة و خمسمائة و سمع الشريف أبا نصر محمد بن محمد الزينبى وغيره ، روى لنا عنه عبد العزيز بن الأخضر و له شعر ، و كان مولده للنصف من شعبان سنة سبعين و أربعمائة و توفى فى ذى القعدة سنة خمس و خمسين و خمسمائة ، و دفن عند معروف الكرخى،

(٣٠٦) .. * .... * .... * ..

من بيت التصوف و الفضل و الحديث سمع أباه ، و قرأ عليه أكثر مرو يا ته ، و رأيت سماعه على كتاب شرح السنة و أنه سمعه بخوارزم فى صفر سنة خمس عشرة و ستمائة فى جماعة ذكرت أكثرهم فى هذا المختصر،

(٣٠٧) [عز الشرف[2] أبو الحسين محمد بن أحمد بن عدنان الأشترى العبيدلى]

ذكره شيخنا جمال الدين أبو الفضل أحمد بن محمد بن المهنا الحسينى فى كتاب المشجر ، و قال : هو عز الشرف أبو الحسين محمد بن أحمد بن أبى الفضائل بن عدنان بن أبى الحسين الأشترى العبيدلى ،

(٣٠٨) [عز الدين .... * .... * .... الساوى]

رأيته و اجتمعت به سنة أربع و ستين و ستمائة بتبريز، و كان لطيف المحاورة جميل المحاضرة قد تأدب و اشتغل و دأب و حصل ، أنشدنى

---

(١) هو على بن الحسين أبو القاسم الأكمل المتوفى سنة ٥٤٣هـ ، المنتظم ٩ : ١٣٥-

(٢) شغلنا الفراغ عن نفس الترجمة -

من حفظه :-

ولما تفكرت في حسنه عهدت سنا وجهه كالنهار
تأملت تاريخ فقد الجمال على وجنتيه بخط العذار

حدثني بعض الأصحاب بمراغة قال : توفي عز الدين الساوي في ثلاث و سبعين و ستمائة و دفن [بجر نداب[1]]

(٣٠٩) .. * .. *

ذكره العدل زين الدين ابن القطيعي في تاريخه وقال : كان وكيلا بباب القضاة ، و كان والده يقرأ بين يدى الوعاظ و كان يقول الشعر في الفنون ، توفي في سنة إحدى و تسعين و خمسمائة ،

(٣١٠) ..*....*....*..

من بيت الفقه و القضاء والعدالة و التقدم و التصرف و الكتابة، و ولد عز الدين ببغداد و نشأبها على طريقة حميدة و اتصل إلى شهاب الدين داوود[2] ابن عبدوس و انتقل معه إلى الحلة و شهد عند قاضي القضاة عزالدين أحمد ابن الزنجاني سنة إحدى و ثمانين ، و ولى الأعمال الجليلة منها إشراف الوقوف و منها وكالة السلطان في سنة سبع و ثمانين، ثم إنه سافر إلى الشام على طريقة محمودة ، و لم يزل يتردد إلى الزيارات و مواطن العبادات إلى أن توفي بها في شعبان سنة ..*.. و سبعمائه،

(٣١١) ....

---

(١) چرنداب (بالجيم الفارسية) محلة بتبريز ، برهان قاطع (معجم اللغة الفارسية) -

(٢) كان وكيلاً لعلي بهادر شحنة بغداد المقتول سنة ٦٦١ﻫ ورد ذكرابن عبدوس استطراداً في ترجمة علي بهادر في الحوادث الجامعة (ص ٣٥٠) و تأريخ العراق (١ : ٢٣٦) -

قدم العراق و سكن الحلة السيفية، و كان جمال الدين قشتمر[١] يكرمه و يحسن إليه ، و قدم بغداد و رتب خازنا للكتب بالخلاطية و توفى سنة ثلاث و عشرين و ستمائة ،

(٣١٢) .... ؛

ذكره الحافظ محمد بن سعيد ابن الدبيثى فى تاريخه و قال : كان فقيها عالما أعاد بالمدرسة النظامية و سافر إلى الشام ، وصف كتابا فى اللعب بالبندق ..*.. الإمام الناصر، قال ابن النجار : وتوفى بدمشق فى النصف من شعبان سنة ثمان و ثمانين و خمسمائة ، قال : و بقى والده بعده حيا ، و كان شيخاً صالحاً دائم التلاوة ،

(٣١٣) ....

ذكره شيخنا تاج الدين فى تأريخه ، و قال : ولى النقابة بالمدائن فى شهر رمضان سنة أربع و خمسين و ستمائة قلده إياها النقيب الطاهر شمس الدين على بن المختار و كتب تقليده عز الدين أبوالفضل محمد ابن الوزير مؤيد الدين أبى طالب ابن العلقمى ، قال شيخنا : و من الاتفاق العجيب أن عز الدين ابن الوزير أنشأ تقليداً عن النقيب الطاهر تاج الدين أبى على الحسن[٢] بن المختار لنقيب المدائن جد عزالدين المذكور ثم لأخيه بعد وفاته و وفاة تاج الدين أبى على عن النقيب الطاهر علم الدين إسماعيل ثم لعز الدين المذكور عن النقيب الطاهر شمس الدين على ، فنقباء المدائن

---

(١) كان جمال الدين قشتمر أولاً مملوكا لقطب الدين سنجر الناصرى و انتقل الى الخليفة الناصرلدين الله وعلت حاله وتنقل فى مناصب عدة منها شحنكية واسط والحلة و كان مقدم العساكر إلى أن توفى سنة ٦٣٧ﻫ و عمره ٥٠٧ سنه (راجع الحوادث الجامعة ص ١٣١ - ١٣٣) و قد ذكرابن الفوطى ولده مظفر الدين محمد فى كتاب الميم (ص ٥٦٣) و ذكر أنه استشهد سنة ٦٥٦ﻫ -

(٢) أبو على و أبو إسماعيل الحسن بن مختار المتوفى سنة ٦٥٣ ﻫ عين نقيب الطالبيين و عين ولده إسماعيل نقيب مشهد أميرالمؤمنين سنة ٦٣٧ﻫ ، (الحوادث الجامعة ص ٢٢٣ و ٣١١) -

الثلثة كتب لهم التقاليد عن النقباء الثلاثة من بنى المختار ،

[65 a & b] (٣١٤) عز الدين أبوعبدالله محمد بن بختيار بن عبدالله ..*.. [المتأدب] ،

ذكره الحافظ محب الدين محمد بن النجار في تاريخه ، و قال هو أخو أبي على الحسن بن بختيار ، و قال : كان متأدبا و رتب شحنة بمناثر الخليفة و خزائن الحبوب ، و قد رأيته كثيرا ..*..

(٣١٥) عز الدين أبو عبد الله محمد بن بدر بن محمد الكردى الأمير

كان من أمراء إربل ، و قدم بغداد فى أيام الإمام المستنصر بالله سنة خمس و ثلاثين و ستمائة ، و كان شجاعا صاحب تجارب ،

(٣١٦) عز الدين أبوبكر[١] محمد بن تميم بن أحمد بن أحمد البندنيجى المحدث .

من بيت العلم و الرواية والفهم والدراية، سمع من أصحاب أبي القاسم[٢] هبة الله بن الحصين و أبي الوقت[٣] عبد الأول بن عيسى السجزى ، و روى لنا عنه شيخنا تاج الدين أبوطالب علي بن أنجب ابن الساعى المؤرخ و غيره،

(٣١٧) عز الدين أبو المعالى محمد بن جامع بن باقى بن عبد الله ابن على بن تميم التميمى الدمشقى المحدث الأديب،

ذكره كمال الدين المبارك ابن الشعار فى كتاب عقود الجمان ، و قال : سمع الكثير و كان فاضلاً و صنف كتاب الدر المكنون من طرائف الفنون و كانت وفاته في سنة عشرين و ستمائة ،

---

(١) كان ابوه ابوالقاسم تميم بن أحمد الحنبلى الأزجي المتوفى سنة ٥٩٧هـ من كبارالمحدثين ببغداد (الشذرات ٣ : ٣٢٩) .

(٢) هبة الله بن محمد بن عبدالواحد الشيباني البغدادى مسند العراق المتوفى سنة ٥٢٥ هـ (الشذرات ٣ : ٧٧) -

(٣) أبوالوقت عبد الأول بن عيسى السجزى ثم الهروى الصوفى الزاهد مسند الدنيا المتوفى سنة ٥٥٣ هـ (الشذرات ٣ : ١٦٦) -

(٣١٨) عزالدين أبو نصر محمد بن جعفر بن عبد الله الخراسانی الكاتب -

قرأت بخطه فی كتاب كتبه استشهد فيه بقول أمير المؤمنين علی بن أبی طالب عليه السلام : "مسألة الرجل السلطان كمسألة والده لاتنقصه و لاتشينه" ، و فی كتابه أيضا : مكتوب فی التوراة "يابن آدم لاتسأل الناس فان كنت لابد سائلا فسل معادن الخير ترجع مغبوطاً محسودا و لاتسأل معادن الشر فترجع مذموما محسورا ،

(٣١٩) عزالدين أبو عبد الله محمد بن حازم بن فرج بن حريز ابن عساكر الأطرابلسی ، يعرف بابن قاضی الراوندان(١) الأديب ،

ذكره ابن الشعار فی كتابه ، و قال : أنشدنی لنفسه فی حلب :—

و صفراء يحكی لونها لون عاشق لها ادمع منهلة حين توضع
تمج نهارا فی ظلام لسانها و يزداد فيها نورها حين تقطع
تجود علی جلاسها [بعظاتها] كحامل علم و هو بالفسق مولع

ولد سنة عشر و ستمائة ،

(٣٢٠) عز الدولة أبو الفضل محمد بن الحسن بن أحمد، الوكيل، البغدادی ناظر دجيل -

من بيت تقدم و رياسة و معرفة و كياسة ، ذكره شيخنا تاج الدين فی تأريخه ، و قال : خدم عزالدين صدرا بدجيل ثم رتب ناظرا فی دار الضرب ثم رتب خبريا بباب النوبی ثم ناب عن صهره علی أخته شرف الدين أبی الفتوح عبد اللطيف بن البخاری فی صدرية المخزن ، و توفی فی شعبان سنة ست و أربعين و ستمائة ،

(٣٢١) عزالدولة ابو عبدالله محمد بن الحسن بن الحسين الكلبی الصقلی صاحب صقلية -

---

(١) راوندان قلعة حصينة بكورة الجومة من نواحی حلب (معجم البلدان) -

ذكره ابن القطاع[1] فى كتاب الدرر الخطيرة من اشعار الجزيرة يعنى جزيرة صقلية ، و أثنى عليه و وصفه بالعلم والفضل والأدب و أنشد له[2]....

(٣٢٢) عز الدولة أبو الحارث محمد بن الحسن بن على العلوى الحسينى الفقيه .

كتب إلى شيخنا الفقيه العالم نجيب الدين أبو على يحيى بن أحمد بن يحيى بن سعيد الهذلى الحلى من الحلة السيفية فى شهر رجب سنة تسع و سبعين و ستمائة ، قال : أخبرنا السيد أبو حامد بن زهرة الحسينى الحلبى عن السيد أبى الحارث محمد بن الحسن بن على الحسينى الحلبى عن قطب الدين أبى الحسين عن السيد ابن الأغر النقيب عن القاضى أحمد بن على بن قدامة عن السيد المرتضى علم الهدى على بن الحسين الموسوى ،

(٣٢٣) عز الدين أبو بكر محمد بن الحسن بن على بن عبد الرحمن ابن الجوزى البغدادى الفقيه الكاتب ،

سمع الحديث...[3]، قرأت بخطه :

وجنة كانت ابالهب اصبحت حمالة الحطب
خشنت من بعد ما حسنت يا له من سوء منقلب

(٣٢٤) عز الدين أبو سعد محمد بن الحسن بن على الواسطى الأديب ،

كتب فى رسالة من إنشائه : كان خالد بن عبدالله القسرى يقول ارفعوا إلى حوائجكم فى رقاع فانى أكره أن أرى ذل المسألة فى

---

(١) هو أبوالقاسم على بن جعفر ابن القطاع السعدى الصقلى المتوفى سنة ٥١٣ ﻫ صاحب كتاب الأفعال (راجع لترجمته و لما يوجد من تصانيفه تاريخ الآداب العربية لبروكلمن ١ : ٣٠٨ و الذيل عليه ١ : ٥٣٠ ، و لترجمته لشذرات ٣ : ٣٥ و الوفيات ١ : ٣٣٩) .

(٢)(٣) بياض بالأصل .

وجوهكم ، و كان ينشد :—

يا أيها الراكب بزل الجمال و طالب الحاجات من ذى النوال
لاتحسبن الموت موت البلى فانما الموت سوال الرجال
كلاهما موت و لكن ذا أشد من ذاك بذل السوال

(۳۲۵) عزالدين - نجم الدولة - ابوالحسن محمد بن الحسن ابن الوزير أبى العلاء الأمير الصاحب -

سمع على كامل الدين[1] ابى محمد الحسن بن على بن محمد السوادى بقراءة الشريف ابى طالب عبد الرحمن بن ابى الفتح بن عبد السميع الهاشمى فى جمادى الآخرة سنة خمس و خمسين و خمسمائة ،

(۳۲٦) عزالدين أبو عبد الله محمد بن الحسين بن أحمد بن الوكيل البغدادى الكاتب

[قرأت بخطه] سئل بعض الكتاب عن حسن الخط فقال : اذا اعتدلت أقسامه و طالت ألفه ولامه، و تفتحت عيونه ولم تشنه راؤه و نونه، و أشرق قرطاسه و أظلمت أنقاسه و لم تختلف أجناسه ، و أسرع إلى العيون بصوره و إلى العقول بثمره ،

(۳۲۷) عزالدين أبو المعالى محمد بن الحسين بن عبد الله البادرائى ناظر الطبق

من بيت رياسة و تصرف ، و كان متصرفا عارفا بقوانين الكتابة و الحساب ، ذكره تاج الدين أبو طالب على بن أنجب فى تاريخه ، و قال: صرف مجد الدين[2] على بن أمسينا عن نظارة ديوان الطبق ، و رتب عوضه عزالدين محمد بن الحسين البادرائى و خلع عليه بدارالوزير مؤيد الدين

[66a &b] (۳۲۸) عزالدين محمد بن داوود بن على المنبجى الفقيه

---

(۱) ذكره المصنف فى كتاب الكاف (ص ۳۰) -

(۲) ذكرالمصنف فى كتاب الميم (ص ۱۹۷) أن ذلك كان سنة ٦۳۳هـ

كان فقيها فاضلا ، رأيت بخطه كراريس قد كتبها في شرح اليميني لمعتبي لم تحضرني في كتابة هذه التراجم -

(٣٢٩) عز الدين محمد بن سعدالله بن مروان الفارقي[1]

لم أعلم من حاله شيئا إلا أن اولاده عبد الرحمن و عمر و محمد ذكروا في الإجازة التي وردت من دمشق إلى بغداد سنة ست و تسعين ستمائة و كتبت فيها،

(٣٣٠) عز الدين [2] أبو الفضل محمد بن سعيد بن عبدين بن أبي الكتائب بن عبدين السلمي النائب

كان رئيسا جليلا جميل السيرة، ولي نيابة باب النوبي و أضيف اليه نيابة الجانب الغربي، و رتب في إشراف الخالص ، و قتل في الوقعة سنة ست و خمسين [و ستمائة]،

(٣٣١) عز الدين أبو عبد الرحمن محمد بن قاضي القضاة[3] معين الدين(؟) سليمان بن حمزه بن أحمد المقدسي

....*.. عز الدين شبابه أنشد ..*.. بعض الأصحاب *..*..

(٣٣٢) عز الدولة أبو المكارم محمد[4] بن صدقة بن منصور الأسدي الأمير

---

(١) النسبة الى ميافارقين بلد معروف بالجزيرة -

(٢) سيأتي ذكره، مكرراً في محمد بن عبدين -

(٣) هكذا قرأنا المخطوطة على شك منافي صحة القراءة و زاد هذا الشك أن المصنف لم يذكر سليمان هذا في من تلقب بمعين الدين -

(٤) قال ابن الجوزي في المنتظم ٩ : ١١٩ حوادث ٤٩٣هـ) عن أبي المكارم هذا : فتوفي و جلس الوزير عميد الدولة في داره للعزاء به ثلاثة أيام للصهر الذي كان بينهما ، و قتل أبوه سيف الدولة صدقة بن مزيد محارباً للسلطان محمد سنة ٥٠١هـ (المنتظم ٩:١٥٦) و قد ذكر ابن الجوزي لوفاة صدقة هذا قصة عجيبة للتراجع -

ذكره أبوالحسن محمد بن الحسن بن عبدالملك الهمذاني، و قال : و في شعبان سنة تسعين و أربعمائة خلع على عز الدولة أبي المكارم في دار الخلافة و عقد له عقد النكاح على بنت الوزير عميد الدولة محمد بن جهير[1] و تولى العقد عمها زعيم الرؤساء أبوالقاسم، و كان الخطيب الشريف أبوالكرم الهاشمي، و كتب الصداق تاج الرؤساء أبونصر[2] بن الموصلايا في ثوب ديبقي،

(٣٣م) عز الدين أبو الفضل محمد بن صدقة بن يحيى البغدادي مشرف ديوان العرض[3]

ذكره شيخنا تاج الدين أبو طالب في تاريخه، و قال : و في شهر رمضان سنة سبع و ثلاثين و ستمائة صرف عز الدين محمد بن صدقة عن إشراف ديوان العرض و رتب عوضه عميد الدين منصور بن عباس،

(٣٤م) عز الدين محمد بن طغرل بن تزمش الحلبي

سمع خطب عبدالرحيم بن محمد بن إسماعيل بن نباتة على الشيخ كمال الدين[4] أبي العباس أحمد بن أبي الفضائل بن أبي المجد الدخميسي

(١) استوزره المقتدي بالله مرتين و أقره المستظهر بالله حين تولى الخلافة ثم حبسه و أخرج من محبسه ميتا سنة ٤٩٣هـ (المنتظم ٩ : ١١٨ و المصنف في من تلقب بعميد الدولة) -

(٢) ذكره ابن خلكان في الوفيات (١: ٣٩١) في ترجمة خاله أبي سعد العلاء بن الحسين بن وهب ابن الموصلايا المتوفى سنة ٤٩٧هـ و ذكر أن أبا نصر هذا و اسمه هبة الله بن الحسن بن علي كان فاضلا له معرفة بالادب و البلاغة و الخط الحسن توفي سنة ٤٩٨هـ و كانا قد أسلما سنة ٤٨٣هـ و الموصلايا من أسماء النصارى -

(٣) ديوان عرض الجيش هو الذي يتولى شئون العساكر الخليفية ذكره الأستاذ مصطفى جواد في مقدمة الجامع المختصر لابن الساعي (ص ض) و قد ذكر صاحب الحوادث الجامعة (ص ٩٣ حوادث ٦٣٠هـ) أن محمد بن صدقة جعل مشرفا على جمال الدين ابن عسكر الأنباري العارض و خلع عليهما -

(٤) من شيوخ شيوخ ابن الفوطي ذكره في كتاب الكاف (ص ١٢٦ - ١٢٧) ولم يذكر سنة وفاته -

بسماعه من الحسين[1] بن هبة الله بن محفوظ بن صصری باجازته من أبی إسحاق إبراهيم بن محمد بن نبهان الغنوی بسنده ، و ذلک بظاهر شيراز فی رجب سنة تسع و خمسين و ستمائة بقراءة شيخنا عزالدين[2] أحمد بن إبراهيم الفاروثی،

(٣٣٥) عزالدين أبو بکر محمد بن طلحة بن عبد العزيز الإربلی الصوفی

قال له بعض أصحابه : أوصنی ! قال : اصحب أهل التقوی فانهم أيسر أهل الدنيا عليک مؤونة و أکثرهم لک معونة ،

(٣٣٦) عزالدين أبو عبد الله محمد بن أبی الطيب بن إبراهيم الشامی المحدث

روی باسناده عن خالد بن يزيد عن سعيد بن أبی هلال أن النبی صلی الله عليه و سلم قال : ليس عدوک الذی يقتلک فيدخلک الله به الجنة و إن قتلته کان لک نوراً ، و لکن أعدی الاعداء لک نفسک التی بين جنبيک، و أنشد :-

کيف احترامی من عدوی إذا کان عدوی بين أضلاعی

(٣٣٧) عزالدين أبو عبد الله محمد بن عاصم بن محمد الأصفهانی الرئيس

---

(١) توفی سنة ٦٢٦ﻫ عن بضع و تسعين سنة ذکره اليافعی فی مرآة الجنان (٣ : ٥٩) و ابن العماد فی الشذرات (٥ : ١١٨) و لکن النسخة المطبوعة من الشذرات نسخة مغلوطة فذکر فيها باسم الحسن و الحسن أخوه أبوالمواهب المتوفی سنه ٥٨٦ﻫ ذکره أيضا ابن العماد فی الشذرات (٣ : ٢٨٥) و الذهبی فی تذکرة الحفاظ (٣ : ١٣٧ - ١٣٩) و توفی أبوهما صائن الدين أبوالحسين بن هبة الله سنة ٥٦٣ﻫ کما فی الشذرات (٣ : ٢١٠) -

(٢) نسبة الی فاروث قرية کبيرة ذات سوق علی شاطئی دجلة تحت واسط توفی الشيخ عزالدين الفاروثی سنة ٦٩٣ ، ذکره الاستاذ عباس العزاوی فی تاريخ العراق (١ : ٣٧١)-

ذكره الصدر عماد الدين الكاتب فى كتاب خريدة القصر و جريدة أهل العصر ، و قال : هو من أعيان أصفهان و كبرائها و فضلائها و أدبائها ، و هو من بيت معروف بالكرم موصوف ، و أخر عهدى به عند خروجى من أصبهان سنة تسع و أربعين و خمسمائة ، و حج بعد ذلك بسنتين و عاد إلى بلده و من شعره :-

يدور بكأس ماؤها ذوب عسجد　　عليها حباب كالجمان المبدد
كبدر تمام بالهلال مؤزر　　يقبل و هنا خده ألف فرقد
و شمس ضحى تبدو مساير فضة　　على طرفيها و هى بالغيم ترتدى

(٣٣٨) عزالدين أبو الحسن محمد بن العباس بن محمود الشيرازى الصوفى

كان ظريفا عارفا ، و له كلام مطبوع و له تحصيل ، و سافر الكثير ، و من إيراده : الأروع هوالأورع ، منْ استشعر رهباً أمعن هرباً ، إياك و المجاهرة بالمهاجرة ، من اعتقد الصلاح اقتعد الفلاح ، خيرالكلام ما طاب درسه و خفت سرده ،

(٣٣٩) عز الشرف أبو تمام محمد بن العباس بن يحيى بن محمد ابن الحسين بن محمد الزينبى الزاهد

ذكره العدل جمال الدين محمد ابن الدبيثى ، و قال : كان شريفا زاهدا صالحا منقطعا إلى العبادة ، سمع ابا المعالى محمد بن محمد بن النحاس الحريمى ، كتبت عنه و توفى سنة إحدى عشرة و ستمائة ،

(٣٤٠) عزالدين أبو العز محمد[١] بن أبى جعفر عبد الله بن أبى السعود بن جعفر البصرى القاصى ،

---

(١) ذكره صاحب الحوادث الجامعة (ص ١٧٧) و تبعه الأستاذ عباس العزاوى فى تاريخ العراق (١ : ٢٧٣ - ٢٧٤) باسم محمد ابن جعفر.

كان فاضلا فصيح العبارة لطيف الإشارة ، عارفا بالمذهب و الأصول و الخلاف ، و كان متبحرا فى علم التفسير، و كان منذ توفى القاضى نجم الدين ١ البادرائى قدخلت النظاميه من مدرس ثم تعطلت المدارس و الربط و المساجد ، و استدعى أبو العز من البصرة و درس بها فى صفر سنة ثمان و خمسين و ستمائة ، و توفى فى شهر ربيع الأول سنة اثنتين و سبعين و ستمائة ، و دفن بالشونيزية إلى جانب نجم الدين البادرائى ،

(٣٣١) عزالدين محمد[٢] بن جلال الدين عبد الله بن رستم بن ابى الحمد بن ناصر بن الأوحد التسترى مستوفى الممالك ،

كان سعد الدولة لما ولى الوزارة للسلطان أرغون سنة ثمان و ثمانين و ستمائة و استولى على حساب جميع الممالك و كان *..* ..

(٣٣٢) عزالدين أبو المظفر محمد بن زعيم الدين أبى الفرج عبد الله بن محمد بن أحمد الأنبارى ،

قدم والده بغداد و استوطنها و تولى ديوان الزمام ، و ذكره ابن الدبيثى ، و قال : سمع الحديث من[٣] نصر الله بن عبد الرحمن بن زريق و..*.. أوان [الشباب] من صفر سنة......

(٣٣٣) عزالدين أبو المظفر محمد بن عبد الله بن محمد بن أحمد التسترى الكاتب ،

رأيت له رسالة قد كتبها فى ذم الزمان و هجو الإخوان مختصرة مفيدة ، نقلت منها إلى كتابى قوله :-

---

(١) أبو محمد عبدالله بن محمد البادرائى (النسبة الى بادرايا قرية من عمل واسط) توفى سنة ٦٥٥هـ و دفن فى دكة الجنيد (راجع كتاب الكاف من مجمع الأداب ص ١٩٩ و طبقات الشافعية ٥ : ١٥٩) -.

(٢) سيأتى ذكره مكرراً فى محمد بن عبيد الله -

(٣) هو نصرالله بن عبد الرحمن أبوالسعادات القزاز المتوفى سنة ٥٨٣هـ (الشذرات ٣ : ٢٧٦) و توفى أبوه عبد الرحمن ابن زريق سنة ٥٣٥هـ (المنتظم ٩ : ٩٠) -

ما ازددت من أدبى حرفا آسر به   إلا تزيدت حرفا تحته شوم
ان المقدم فى حذق بصنعته   أنى توجه فيها فهو محروم

(٣٣٣) عز الدين أبو الحسن محمد بن عبد الله بن محمد بن عبد الله بن الجلال البغدادى الوكيل -

ذكره الحافظ ابو عبدالله ابن الدبيثى فى تأريخه و قال: هو من أولاد المحدثين و كان وكيلا بباب القضاة و صار حاجبا من حجاب الديوان توفى سنة سبع و تسعين و خمسمائة ،

(٣٣٥) عز الدين ....*

سمع ثلاثيات..*..

(٣٣٦) عز الدين أبو الفضل محمد بن شمس الدين عبد الرحمن بن محمد الأهرى[١] المؤدب ،

قدم تقدم ذكره والده شمس الدين [أنه] انتقل من أهر و سكن تبريز، و كان له مكتب بها يؤدب أولاد الأكابر والرؤساء و كان مليح الخط، تأدب على والده و قرأ عليه القرآن المجيد ، رأيته بأهر فى خدمة شيخنا جلال الدين عبد الحق بن قطب الدين الأهرى ، ثم اجتمعت به فى تبريز بدار الخطيب شهاب الدين الحدادى سنة أربع و ستين وكتبت عنه وكتب لى [كراسة] من فوائده،

[67 a & b] (٣٣٧) عز الدين أبو الفرج محمد بن عبد الرحمن بن محمد الكرجى الفقيه -

كان من الفقهاء العارفين بالفقه و الأصول ، روى باسناده إلى أبى عبد الرحمن[٢] السلمى قال: قال أبو عبد الله المغربى: من ادعى العبودية

(١) أهر مدينة عامرة من نواحى أذربيجان بين أردبيل و تبريز و يقال لأميرها ابن پيشكين (معجم البلدان مادة أهر) -

(٢) هو أبو عبد الرحمن محمد بن الحسين بن موسى المتوفى سنة ٤١٢ ، (طبقات الشافعية ٣ : ٦٠ - ٦٢ و بروكلمن تأريخ الآداب العربية ١ : ٢٠٠) -

و له مراد باق فهو كاذب فى دعواه ، إنما تصح العبودية لمن أفنى مراداته و قام بمراد سيده ليكون اسمه ما سمى به إذا دعى باسم أجاب عن العبودية و لا يجيب إلا من يدعوه بالعبودية ، ثم أنشد :—

يا عمرو ثائرى عند أسماء [؟] يعرفه السامع و الرائى
لا تدعنى إلا بيا عبدها فانه أشرف أسمائى

(٣٤٨) عز الدين أبو الفتح محمد بن عبد الرحمن بن محمد الوارينى القزوينى الفقيه -

ذكره شيخنا عماد الدين زكريا بن محمد بن محمود الأنصارى[1] فى مشيخته ، و قال : أجاز لى جميع رواياته و منها سنن ابن ماجة يرويه عن الإمام فخر الاسلام العمركى عن محمد بن الحسين بن محمد بز الهيثم المقومى عن أبى طلحة بن أبى المنذر أحمد بن أبى منصور بن محمد الفقيه عن أبى الحسن على بن إبراهيم بن بحر القطان عن المصنف أبى عبد الله محمد ابن يزيد بن ماجة القزوينى ،

(٣٤٩) عز الدين أبو بكر محمد بن عبد الصمد بن عبد الصمد الدونى[2] الكاتب،

قرأت بخطه فى رسالة كتبها إلى بعض الرؤساء :—

أحسن الظن برب عودك كل إحسان و سوى أودك
إن ربما كان يكفيك الذى كان بالأمس سيكفيك غدك

(٣٥٠) عز الدين أبو الفتح محمد[3] بن عبد الغنى بن عبد الواحد ابن سرور المقدسى المحدث،

---

(١) توفى سنة ٦١٢ هـ ، ذكره المصنف فى الملقبين بعماد الدين -
(٢) النسبة اما الى دون قرية من أعمال دينور أو الى دونة قرية بهمذان و أخرى بنهاوند ، ذكرت كلها فى معجم البلدان -
(٣) ذكره الذهبى فى تذكرة الحفاظ (٣ : ١٨٦ - ١٨٧) و قال : مات فى شوال سنة ثلث عشرة و ستمائة والله أعلم -

من أولاد المحدثين والعلماء و أرباب الدين الأتقياء ، و هو دمشقي الدار مقدسي الأصل ، ذكره الحافظ جمال الدين أبو عبد الله محمد بن سعيد ابن الدبيثي في تأريخه ، و قال : قدم بغداد و سمع بها أبا الفتح عبيد الله بن عبد الله بن شاتيل و طبقته، و رحل إلى أصفهان فسمع بها من أصحاب أبي علي الحسن بن أحمد الحداد، و عاد[1] إلى دمشق و حدث عنهم ، و مولده بدمشق سنة ست و ستين و خمسمائة و توفي في شهر ربيع الأول سنة سبع عشرة و ستمائة ،

(٣٥١) عز الدين أبو المناقب محمد بن عبد الملك بن المحسن الحسني الفقيه ،

كان فقيها عالما ، أنشد في مجلس بعض الصدور :—

لا تبخلن إذا ما الدهر جاد وجد و لا تخافن من فقر و إفلاس
فليس ينفد مال المرء من كرم وإن فني المال يبقى الذكر في الناس

(٣٥٢) عز الدين أبو المعالي[2] محمد بن عبدين بن علي السلمي البغدادي الكاتب النائب ،

من بيت معروف بالتقدم و التصدر، ولي النيابة في أيام المستعصم بالله ، و كان شهما عارفا بأحوال الناس ، و ظهرت كفايته فصار نائب الجانبين ببغداد ، و كان عنده فطنة و كياسة و أدب ، و كان بينه و بين الوزير مؤيد الدين محمد ابن العلقمي . . * . .

و كتب اليه في رقعة له :—

و كم قلت ألقى في وزارتك المنى و أدرك وحدي ما ارتجي كل امل
و لم أدر أن الأرذلين يرون ما تمنوا و أني لست أحظى بطائل
فوقع إلى هذا الزمان فانه غلامك يجعلني كبعض الأراذل

---

(١) المتوفى سنة ٥٨١ هـ ، (الشذرات ٥ : ٢٧٢) -
(٢) كتب المصنف بالحاشية "تكرر و هو بهذا الموضع أليق" و انظر الترجمة ٣٠٣ -

فولاه..*..

(٣٥٣) عز الدين أبو عبد الله[1] محمد بن جلال [الدين] عبيد الله ابن رستم بن أبي الحمد بن ناصر بن الموحد التستري[2] كاتب الحضرة ،

كان من أفراد الكتاب المعروفين عارفا بالحساب و فنون الكتابة و الآداب ، و كان قد أقام في أيام سعد الدولة[3] مسعود وزير أرغون في الأردو ، و له مكارم أخلاق و معرفة بأيام الناس و القيام بأمورهم ، رأيته و اتفق لي الاجتماع به ، و قتل مع سعد الدولة في سنة تسعين و ستمائة ! قرأت بخطه :—

تقول سليمى حين ذمت معيشتي مقالة ذي ضغن على البين ساخط
ذريني أمت خلف الوساد مكرما و لم يرني حر على باب ساقط

(٣٥٤) عز الدين أبو المفاخر محمد بن علي بن أميركا العلوي النقيب ،

قرأت نسبه في مشجرة شيخنا جمال الدين أحمد بن المهنا الحسيني و قد أثنى عليه ،

(٣٥٥) عز الدين أبو الفضل محمد بن علي بن أوغلبك بن سلامش .

رأيت ذكره في كتاب بعض الأصحاب و قد وصفه بالفضل و الأدب و المعرفة و الذكاء و أورد قطعة في مدحه ،

---

(١) كتب المصنف فوقة بخط دقيق " تقدم ذكره في محمد بن عبدالله " (انظر الترجمة ٣٣١ السابقة) .

(٢) تستر أعظم مدينة بخراسان و هو تعريب ششتر و معناه بالفارسية التفضيل في الطيب و النزهة (ر : معجم البلدان) و قد ذكر لسترانج (Le strange) في كتابه " أراضي الخلافة الشرقيه " شرحا وافياً عن احوال تستر فليراجع .

(٣) كان يهوديا رتب صاحب ديوان الممالك سنة ٦٨٨ هـ فملأ الأرض ظلماً و فساداً و أضر بالمسلمين و بنفقات جوامعهم و أوقافهم حتى قتله أمراء السلطان سنة ٦٩٠ هـ ، راجع الحوادث الجامعة (ص ٤٥٤-٤٦٣) و تاريخ العراق ١ : ٣٣٣ ، ٣٣٩ ، ٣٥١ .

(٣٥٦) عز الدين أبو عبد الله محمد بن على بن أبى حنيفة ابن الفاعوس[١] البغدادى المعدل ،

من أرباب البيوتات القديمة و الرياسة و التقدم و الرواية ، ذكره شيخنا تاج الدين فى تأريخه ، و قال : كان من حجاب الديوان و شهد عند أقضى القضاة نظام الدين البندنيجى ، كتبت عنه فى صفر أوائل ما قدمت من مراغة سنة تسع و سبعين و ستمائة ، و كان جميل الأخلاق كريم الصحبة ممتع المحاضرة عالما بأمور الدولة العباسية و أنشدنى :ـــ

اسعد بمالك فى الحياة فانما   يبقى وراءك مصلح او مفسد
فاذا تركت لمفسد لم يبقه   ولذى الصلاح قليله يتزيد

(٣٥٧) عز الدين أبو على[٢] محمد بن على بن شهر اشوب المازندرانى فقيه الشيعة ،

هذا كان من أعيان الفقهاء الحافظين لمذهب الشيعة ،

[68 a & b] (٣٥٨) عز الدين أبو الفضل محمد بن على بن معية العلوى الحسنى الفقيه -

كان فقيها مجودا له تصانيف و تعاليق و جماعة من التلاميذ ، و كان كريم الكف كثير الأفضال على كل من قصده ، أنشد فى بعض تصانيفه :ـــ

ألا يا أيها المرء   لذى الهم به برح
إذا ضاق بك الأمر   ففكر فى ألم نشرح
فعسر بين يسرين   اذا أبصرته تفرح

---

(١) الفاعوس معناه الداهية و قد تسموا به و لعل المترجم له من سلالة أبى الحسن على بن المبارك ابن الفاعوس المقرئى الزاهد المتوفى سنة ٥٢١ هـ : المنتظم (١٠ : ٢) -

(٢) توفى سنة ٥٨٨ هـ ذكره بروكلمن فى ذيله لتأريخ الأداب العربية (١ : ٧١٠) و لقبه رشيد الدين و ذكر لترجمته مصادر عديدة منها بغية الوعاة للسيوطى (ص ٧٧) -

(٣٥٩) عزالدين أبو عبد الله محمد بن على بن على بن أبى البدر - يعرف بالفريريجة - العنسى البغدادى المعدل -

من بيت العدالة والرواية ، حدث عن أصحاب أبى الوقت ، و سمعت عليه أحاديث من مسند عبد بن حميد بسماعه على محمد[1] بن بهروز ، و كتبت عنه فوائد ، و كان حسن السيرة ، أنشدنى فى المذاكرة :-

كلما قلت خلا مجلسنا   بعث الله ثقيلا فجلس
كلما نقرأ ألم نشرح فان   جاء عدنا فأخذنا فى عبس

توفى شيخنا و قد صدر عن الحج بالكوفة فى شهر ربيع الأول سنة خمس و تسعين و ستمائة ،

(٣٦٠) عزالدين أبوعبد الله[2] محمد بن على بن غلبك بن سلامش العراقى المقرى -

كتب فى عيادة بعض أصحابه :-

لئن كان حمى الربع شفك غبها
فعقباك منها أن يطول لك العمر
فديناك لو نعطى الهوى فيك والمنى
لكان بنا الشكوى و كان لك الأجر

(٣٦١) عزالدين أبوالحسن[3] محمد بن مجد الدين أبى الحسن على بن عزالدين أبى الفضائل بن عبد الحميد القزوينى التبريزى القاضى -

من بيت القضاء والحكم و أصله من قزوين و هو تبريزى المولد توفى صغيراً فى أيام والده ،

---

(١) هو محمد بن مسعود بن بهروز المتوفى سنة ٦٣٥ ، الشذرات ٥ : ١٧٣ -
(٢) الظاهر أنه محمد بن على بن اوغلبك السابق ذكره (راجع الترجمة ٣٥٥) -
(٣) تقدم ذكر جده أبى الفضائل -

(٣٦٢) عزالدين أبو الفتوح[١] محمد بن أبى الحسن على بن محمد بن مانكديم بن زيد بن حمزة بن على بن عبد الله بن الحسن بن على بن محمد السيلقى [بن] الحسن بن جعفر بن الحسن المثنى..*..

(٣٦٣) عزالدين أبوالفضل محمد بن على بن محمد بن هبة الله - يعرف بابن الوكيل - البغدادى الكاتب -

من بيت معروف بالفضل والرياسة والكتابة والتقلب فى الأعمال والتنقل فى المراتب، كتب بين يدى الأمير العادل آذينة[٢] بن أحمد فى الإنشاء، و له خط حسن و ترسل مليح و تصرف جميل و ينظم الشعر الجيد فى المعانى و يجيد الضرب بالعود ،

(٣٦٤) عزالدين محمد بن على أبى الفتوح بن يحيى بن على ابن هبة الله الموسوى البغدادى -

(٣٦٥) عزالدين أبو عبدالله محمد بن على التتماجى[٣] التركمانى الصوفى

كان من صوفية التركمان دمث الأخلاق جميل المعاشرة ، حكى عنه جمال الدين جيجى قال : كان أوحد وقته فى ضرب الجغانه ، ثم إنه تاب و تزهد ، و كان له إلمام بصدور بغداد و يتردد إلى نواب الوقف ، و كان فخرالدين أبوالقاسم أحمد ابن مولانا نصيرالدين قد و ظف له فى الوقف

---

(١) كتب فوقه بخط دقيق كلمة قرأناها "سبزوار" و لاندرى ما أراد به -

(٢) قال صاحب الحوادث الجامعة : فيها (سنة ٦٩٧هـ) عزل الأمير تاولدار شحنة بغداد.... و رتب عوضه الأمير أذينا فمهد العراق بحسن سيرته و عظم سطوته و شدة وزعته لاتأخذه فى المفسدين لومة لائم (الحوادث ص ٤٩٦) و توفى الأمير أذينه (أو أدينه) فى أوائل سنة ٧٠٩ هـ ، تاريخ العراق ١ : ٤١٦ و الدرر الكامنة ١ : ٣٤٧ -

(٣) كلمة التتماج محتاجة الى النقب عنها بعد -

وظيفة يتناولها ، و كان دائما يصنع التتماج للنواب والكتاب و الأصحاب، و قد عرف بذلك واشتهر و حصل له من هذه الحركة الحميدة الفتوحات والمعرفة بالأكابر توفى سنة أربع و سبعمائة ،

(٣٦٦) عزالدين أبوالفتح محمد بن مجدالدين[1] أبى الفتح عمر بن أبى الفتح محمد الأشترى الحسينى الكوفى الأديب[2]

ذكره شيخنا جمال‌الدين أبوالفضل أحمد بن محمد بن المهنا فى كتاب المشجر ، و أورد له و الشعر للنقيب علم الدين الحسن[2] بن الآقساسى:-

وكنت إذا كا فحت خصما كببته على‌الوجه حتى خاصمتنى الدراهم
فلما تنازعنا الخصومة حكمت على و قالت قم فانك ظالم

(٣٦٧) عزالدين محمد بن أبى الفتح بن أبى الفضل التغلبى

قرأت بخطه : قيل للحسن بن سهل ''لم قيل : قال الأول و قال الحكيم الأول ؟ '' فقال ''لأنه مر على الأسماع قبلنا فلو كان زللاً لما تأدى إلينا مستحسناً ''

(٣٦٨) عزالدين أبوالفرج محمد بن الفرج بن يزداد البرو جردى الفقيه

كان من الفقهاء الأفراد الذين اشتغلوا ببغداد و كانت له همة قوية فى الحفظ، يقال إنه كان يحفظ القرآن العزيز و التنبيه و الوجيز، ويكرر على درسه فى كل جمعة وله تعليقة لم تتم

---

(١) و قد ذكره المصنف فى كتاب الميم (ص ٢٠٥) فقال : مجدالشرف أبو محمد عمر بن أبى الفتح ، و لم يذكر سنة وفاته -

(٢) هو علم الدين أبو محمد الحسن بن أبى الحسن على الأقساسى نقيب الكوفة ذكره المصنف فى الملقبين بعلم الدين و لم يذكر سنة و فاته -

(٣٦٩) عزالدين أبوالفضائل محمد بن الفضل بن يحيى بن عبدالله - يعرف بابن حاجب‌البواب - العلوى الأديب

كان أديبا فاضلا ، و كان ابن حاجب الباب ، و هو شاب فاضل جميل السيرة حسن الشارة فصيح العبارة سليح الخط ، رأيت بخطه :-

أستودع الله أحبابا لنا سلفوا أفناهم حادثات الدهر و اد بد
نمد هم كل يوم من بقيتنا ولا يؤوب إلينا منهم أحد

و كانت و فاته في يوم الثلاثاء تاسع عشر شوال سنة خمس عشرة وستمائة ، و قد روى لنا عنه ......

(٣٧٠) عزالدين ابو جعفر محمد بن أبى القاسم بن الحسين ابن محمد بن العود الحلى الفقيه

من بيت الفقه و ....

(٣٧٠ الف) عزالدين محمد بن ماسكب .. * ..

(٣٧١) عزالدين أبوالفضل[1] محمد بن الوزير مؤيد الدين محمد ابن أحمد بن العلقمي الأسدى الوزير

من بيت السود د و الفضل و التقدم فى جليل المناصب و التوغل فى رفيع المراتب ، كان كاتباً كاملاً فصيح الإنشاء كثيرالمحفوظ ، ولما قدم شيخنا رضى الدين[2] أبو الفضائل الصغانى من الرسالة الهند ية أيام‌المستنصر بالله ، و كان والده مؤيد الدين يومئذ أستاد دار الخلافة نقربه و اختصه لتعليم ولده عزالدين فلازمه و قرأ عليه أكثر دواوين العرب و قرأ عليه

---

(١) توزر بعد وفاة أبيه الوزير مؤيد الدين ابن العلقمي سنة ٦٥٦ هـ ولم تطل أيامه فتو فى سنة ٦٥٧ هـ ، راجع تأريخ العراق (١ : ٢٣٣) -

(٢) هو رضى الدين أبو الفضائل الحسن بن محمد الصغانى الهندى الحنفى المتوفى سنة ٦٥٠ هـ صاحب مشارق الأنوار والعباب و درالسحابة أنظر ترجمته فى معجم الأدباء (٩ : ١٨٩) والجواهر المضيئة (١ : ٢٠١) والحوادث الجامعة (ص ٢٦٢ - ٢٦٣) وبروكلمن (١ : ٣٦٠ والذيل ١ : ٦١٣)

تصانيفه في شرح الأخبار المولوية و الآثار المرضية و النكت الأدبية، و لم يزل مواظبا على التحصيل و الاشتغال ، وجدت سماعه على كتاب مشارق الأنوار و على كتاب در السحابة في وفيات الصحابة و غير ذلك، و اشتغل بالفقه على الشيخ نجيب الدين محمد بن نما الحلي ، و لما كملت أدواته وتولى والده الوزارة و ارتفع شانه و عز سلطانه رتب صدرا بالمخزن و لما زالت .. * ......

[69a &b] (٢٧٢) عز الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن داوود البغدادي الأديب

كان من الأدباء البلغاء الألباء ، رأيت سماعه على كتاب الجمع بين الصحيحين لأبي عبد الله[1] الحميدي و رأيت بخطه صحيح مسلم بن الحجاج، و كان أد[يباً .. * ..]

(٢٧٣) عز الدين أبو الفضل محمد بن جلال الدين محمد بن فخر الدين عبد الله بن مجد الدين[2] نقيب النقباء هبة الله ابن المنصوري الهاشمي البغدادي المعدل ناظرالمدرسة المستنصرية

من البيت المعروف بالعدالة و الرياسة و الجلالة، و قد ذكرت جماعة من آبائه و أعمامه و أولادهم على مقتضى ترتيب هذا الكتاب، و عزالدين المذكور هو واسطة قلادتهم ، ولي الأعمال و شكرت طريقته و جمدت سيرته ، وتوكل للامير حسام الدين قتلغ بوقا ، و ولي في نيابته أمر المدرسة النظامية فأعادها إلى أحسن نظام ، و قدتولى في هذا التاريخ أمر المدرسة المستنصرية سنة اثنتي عشرة و سبعمائة و شكر في ولايته ، و كان قد قطعني من تقدمه محقرا من مشاهرة إثه [راف .. * ..] .... فأنعم ...

---

(١) محمد بن أبي نصر فتوح الحافظ المتوفى سنة ٤٨٨ (الوفيات لابن خلكان ١ : ٤٨٥) .

(٢) ذكر المصنف في كتاب الميم (ص ٤٦٢) مجد الدين هذا و سرد نسبه الى أبي جعفرالمنصور و ذكر أنه توفي سنة ٦٣٥ هـ .

(٣٧٤) عزالدين أبو العز محمد بن محمد بن على بن دهجان[1] البصرى الفقيه الأديب،

كان فقيها عالما أديبا شاعرا فصيحا ، و هو من بيت الطب و الأدب، ولما دخلت بغداد كان كثيرالأنس بى و تردد إلى بمشهد البرمة ، و كتب لى من نظمه كراسة بخطه، و كان بديع الاستعارة ؛ و شعره موجود ، مدح الأكابر و الكتاب و الرؤساء، و كان قد عزم على تدوين شعره، و حصل له مما قاله ما يقارب عشرة آلاف بيت فى الفنون المختلفة ، و مما أنشدنى لنفسه :-

غلام جرت عين الحياة بثغره ... فحل عليها الخضر فى زى شارب

ويرمى قلوب الناس عن قوس حاجب ... عيان عليه فى الهوى قوس حاجب

و خطت على خديه لف ابن مقلة ... رموز المعانى من فنون العجائب

و قالوا اتصبر والمصائب ..*.. ... ..*..................

(٣٧٥) عزالدين محمد بن محمد بن محمد النيسابورى -

سكن بغداد و بنى بالمقبة المسجد الذى..*..الأمير ابن قراطاى.. و أضاف إليه..*.. سنة سبعمائة ،

(٣٧٦) عزالدين أبو المنصور محمد بن محمد بن منصور القوهذى الرازى الصاحب المرشح للوزارة،

من أماثل صدور هذا العهد ، كان أولا من رجال السيد فخرالدين الحسن بن ملك الرى ثم صار فى جماعة الصاحب سعد الدين[2] محمد بن على، و لما كنت بالمعسكر صحبة النقيب الطاهر سنة أربع و سبعمائة ، كان قد انفذ من الحضرة إلى فارس و نواحيها ، فهذب أمور شيراز ، و اجتمعت

---

(١) يوشك أن تكون الكلمة معربة من دهگان بالكاف الفارسى و هو بمعنى الدهقان -

(٢) هو الخواجه سعد الدين المقتول سنة ٧١٠هـ (تاريخ العراق ١ : ٣١٧ - ٣١٩) -

بخدمته سول جغان (كذا) من أران سنة خمس و سبعمائة فرأيت صدرا جميلا له هيئة و هيبة و معرفة بأمور المملكة و قوانين الرياسة و السياسة ، و كان يومئذ فى خدمته صديقنا الفقيه الفاضل ضياء الدين هود بن نجم الدين الأسترأباذى فربانى عنده ، و قدم بغداد فى حضرة الوزير الأعظم تاج الدين[1] على شاه فى ذى الحجة سنة اثنى عشرة و سبعمائة ، و هو محمود السيرة و حضرته و لم أذكر له شيئا من حالى -

(٦٧٧) عز الدين أبو نصر محمد بن محمد بن نصر ، يعرف بابن البغدادى الفارقى الاديب ،

ذكره لى شيخنا الأديب بهاء الدين على بن إسحاق الخرتبرتى بقرية خوشمير من أعمال مراغة سنة إحدى و سبعين و ستمائة ، قال : كان عزالدين ابن البغدادى فاضلا جميل الصورة حسن الهيئة ، و قال : أنشدنى لنفسه من قصيدة

فى رياض بها النسيم عليل   إنما البرء فى اعتلال النسيم

و أنشدنى له من قصيدة أولها :—

يا من إذا ماخاننى زمن وفى   جردت منك على الحوادث مرهفا

قال: و توفى بميافارقين بحصن[2] زياد ، و هى خرتبرت ، سنة خمسين و ستمائة ،

(٦٧٨) عز الدين أبو عبد الله محمد بن محمود بن أبى البركات البندنيجى الفقيه -

سمع شيخنا الصاحب محى الدين يوسف[3] بن الحافظ جمال الدين أبى الفرج ابن الجوزى بقراءة رضى الدين أبى محمد عبد المحسن بن مزروع

---

(١) المتوفى سنة ٧٢٣هـ ، (تاريخ العراق ١ : ٤٨٣) -

(٢) خرتبرت بفتح الخاء و كسر التاء حصن بديار بكر يعرف بحصن زياد كما ذكره المصنف ، راجع معجم البلدان -

(٣) كان أستاد دار الخليفة المستعصم بالله و استشهد هو و ثلاثة من أولاده مع الخليفة المستعصم سنة ٦٥٦هـ ، (الشذرات ٥ : ٢٨٦) -

البصرى فى شهر ربيع الأول سنة ثلاث و خمسين و ستمائة ، و بقراءته سمع الجماعة على شيخنا جمال الدين[1] ابى محمد يحيى بن يوسف بن يحيى ابن منصور الأنصارى الصرصرى كتاب رياض السمع و البصر فى مدائح سيد البشر من نظمه فيه صلى الله عليه و سلم فى شهر رجب سنة خمسين و ستمائة ،

(٣٧٩) عز الدين محمد بن محمود بن أبى بكر القرميسينى الأديب[2] -

قرأت بخطه ، قال : دخل رجل الديوان شديد الصفرة مشوش الصورة فقال بعضهم : تدل صورته على حماريته و صفرته على حماريته ، و أنشد :-

رفقاً بقلبى فالأحباب قدبانوا و العين هاطلة و الدمع هتان
و النفس قدذهبت عندالوداع و قد فقدت حسى و إنى الآن [حيران]

(٣٨٠) عز الدين أبو عبد الله محمد بن محمود بن عبد الله الخوى[3] القاضى ،

ذكره الحافظ محمد ابن الدبيثى فى تاريخه ، و قال : قدم بغداد و اشتغل على شرف الدين يوسف بن بندار الدمشقى، و تولى قضاء البصرة بعد سنة ستين و خمسمائة، و كان رجلا فاضلا توفى فى المحرم سنة....*

(٣٨١) عزالدين محمد بن محمود البقلى الفقيه ،

---

(١) ذكره ابن العماد فى الشذرات (٥ : ٢٨٥ - ٢٨٦) و قال : لما دخل التتار بغداد سنة ٦٥٦ هـ كان بها فلما دخلوا عليه قاتلهم و قتل منهم بعكازه نحو ١٢ نفسا ثم قتلوه شهيدا و حمل الى صرصرفدفن بها و صرصر قرية على فرسخين من بغداد و انظر لديوانه و منظوماته بروكلمن (١ : ٢٥٠ و الذيل ١ : ٣٣٣) و قدكنياه أبا زكريا -

(٢) القرميسنى منسوب الى قرميسين بكسرالقاف والميم والسين و هى معربة كرمان شاهان بلد معروف قرب الدينور بين همذان و حلوان و بها قصر شيرين ، معجم البلدان -

(٣) خوى (بالتصغير) بلد مشهور من أذربيجان كثيرالخير-

قرأت بخطه فى بعض المجاميع :—

أسكان نعمان الإراك تعطفوا على مذنف قد مسه منكم الضر
أسير هواكم عز فيكم عزاؤه فلا بكم يحظى و لا عنكم صبر
أحن إليكم طول ليلى إننى على حبكم حتى يضمنى القبر
فمنوا على مشتاقكم بوصالكم فقد بان ما يخفيه و....*..

(٣٨٢) عز الدين محمد بن محيا بن هاشم العباسى -

كان ممن سمع كتاب المنتقى[١] من الأحكام عن خير الأنام عليه الصلوة و السلام على شيخنا رشيد[٢] الدين محمد بن أبى القاسم المقرى فى المحرم سنة إحدى و سبع مائة بالمستنصرية ،

(٣٨٣) عز الدين أبو الفضل محمد بن المفرج بن محمد البروجردى الكاتب ،

كان كاتبا فاضلا له رسائل مدونة ، قرأت له من رسالة كتبها إلى بعض أصحابه :—

أما و الذى لو شاء لم يخلق النوى لئن غبت عن عينى لما غبت عن قلبى
يوهمينك الشوق حتى كأننى أناجيک من قرب و إن لم تكن قربى

(٣٨٤) عز الدين أبو عبدالله محمد بن مفضل بن محمد بن حمدان القضاعى الأخبارى -

كان أخباريا و له كتاب فيه أحاديث و أخبار غير معنعنة الإسناد ، من ذلک : ”ذکر أن الحطيئة و اسمه جرول بن مالک هم أن يتوجه

---

(١) المنتقى فى الأحكام الشرعية من كلام خير البرية لمجد الدين أبى البركات عبدالسلام بن عبد الله ابن تيميه المتوفى سنة ٦٥٢ هـ (برو كلمن ١ : ٣٩٩) -

(٢) هو أبو عبدالله محمد بن عبدالله البغدادى الحنبلى المتوفى سنة ٧٠٤ هـ (راجع الدرر الكامنة سنة ٣ : ١٥٠) -

وجهاً إلى سفره فأسرج و تحمل ثم قبض على كف زوجته ليودعها فقال لها:—

عدى السنين إذا رحلت لرجعتى و ذرى الشهور فانهن قصار

فقالت مجيبة له :—

اذكر صبابتنا إليك و شوقنا و ارحم بناتك إنهن صغار

فقال الحطيئة لغلامه . والله لاأرحل ، حط يا غلام ويحك ،

(٣٨٥) عزالدين محمد بن مودود التبريزى الفقيه ،

كان الفقيه محمد بن داوود [كذا] من الفقهاء المعتبرين وله شعر حسن ، و كتب حسنة ، و كلامه مقبول و قوله معسول ، سافرالكثير فى بلاد العرب و العجم،

• (٣٨٦) عز الدين محمد بن الوزير عون الدين[١] يحيى بن محمد بن هبيرة الشيبانى البغدادى الفقيه نائب الوزارة

ذكره الحافظ محب الدين محمد ابن النجار فى تاريخه ، و قال ناب عن والده مدة وزارته ، و كان شابا ظريفاً عبط بالرياسة فاضلا ل معرفة بالادب و له أشعار ، و سمع صحيح البخارى من أبى الوقت و حبس عند موت أبيه[٢] إلى يوم ولاية المستضئ بامرالله فأخرج المحبوسين و ما خرج فعرف حينئذ أنه درج، و من شعره ما أنشده عماد الدين

....

[70 a & b] (٣٨٧) عزالدين أبوالفضل محمد بن يحيى نزيل تبريز الساوى المنجم

---

(١) هو الوزير عون الدين صاحب كتاب الافصاح كان عالماً ذا فضائل فلذلك نرى ابن الجوزى و ابن العماد قد أطنبا فى ترجمته (المنتظم ١٠ ٢١٣ - ٢١٧ و الشذرات ٣ : ١٩١ - ١٩٧) .

(٢) كان الوزير قد توفى مسموماً سنة ٥٦٠ ﻫ و كانت ولاية المستضئ الخلافة سنة ٥٦٦ ﻫ .

اجتمعت به بتبريز سنة أربع و ستين و ستمائة ، أنشد لمولانا نجم‌الدين الهروى :-

إذا مارخاء الليل فى الروض هبت و أعين ورد بالهبوب أهبت

و توفى بتبريز فى سنة أربع و تسعين و ستمائة ، و دفن[1] بجرنداب، و كان لين الكلام حسن الأخلاق،

(٣٨٨) عزالدين أبوالمحامد محمود بن إبراهيم بن الشعرانى العلوى ، نزيل تبريز، المقرى

قرأت بخطه فى رسالة كتبها إلى بعض أصحابه :-

لوجهك فى قلبى خيال ممثل فماغبت عن قلبى وإن غبت عن طرفى
أريد الكرى كى أستريح إلى الكرى و تمنعنى لوعات قلبى أن أغفى

(٣٨٩) عزالدين أبو القاسم[2] محمود بن عبد الله بن داوود بن المعمر بن الفاخر بن رجا القرشى الأصفهانى المحدث ،

أسند إلى معاذ بن جبل رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه و سلم قال فى حديث : ألا أنبئك بما هوأملك لك من ذلك و أومأ بيده الى لسانه، فقلت : يا نبى الله و إنا لنؤاخذ بما نتكلم ؟ فقال : يا ابن جبل : و هل تقول إلا لك أو عليك و هل يكب الناس على مناخرهم فى نار جهنم إلاحصائد ألسنتهم؟

(٣٩٠) عزالدين أبو الثنا محمود بن عبد المؤمن بن عبد المحمود ابن البريدار (؟) الواسطى المقرى

سمع المقامات الحريرية على القاضى جمال الدين أبى نصر محمد بن

---

(١) قد تقدم شرح كلمة چرنداب فى الترجمة ٣٠٨ -

(٢) الظاهر أنه حفيد داوود بن المعمر بن عبد الواحدبن فاخرالقرشى ذكره المصنف فى كتاب الميم (ص ٥٠٤ - ٥٠١) ولكنه لم يذكر فى آبائه من يسمى رجاء -

يحيى بن هبة الله بن فضل الله بن محمد بحق روايته عن أبيه عن جده عن منشئها الرئيس أبی محمد القاسم[1] بن عثمان بن علی البصری الحريری، و كان سماعه فی جمادى الآخرة سنة سبع و ستمائة بواسط العراق،

(٣٩١) عزالدين محمود بن شمس الدين عفيف بن القاسم الإسعردی[2]

كان من جملة أصحاب الملک المغيث بن سيف الدين قليج بن الملک عبد الله الفارقی و ولی معه الولايات و كان فی خدمة الملک السعيد بن الملک المغيث بن عبد الله سنة ثمان و ثمانين و ستمائة أو سنة تسع و ثمانين،

(٣٩٢) عزالدين أبو القاسم محمود بن علی بن أبی علی صاعد بن محمد بن أبی نصر عبديل الأصفهانی الكاتب قرأت بخطه :-

يا واصف الشوق عندی من شواهده
قلب يهيم و عين دمعها يكف
والنفس شاهدة بالشوق عارفة
و أنفس الناس بالأهواء تختلف
فكن على ثقة منی و بينة
إنی على ثقة من كل ما تصف

(٣٩٣) عزالدين أبو الفتح محمود بن علی بن أبی الحسن علی روى عن القاضی أبی القاسم يحيى بن محمد بن طاهر التميمی[3]

---

(١) المتوفی سنة ٥١٦ ه، راجع الوفيات (١ : ٥٢١ - ٥٢٣) و بروكلمن (١ : ٢٧٦ و الذيل ١ : ٤٨٦) -

(٢) إسعرد ويقال فيها سعرت بلد بديار بكر، (كذا ذكره الشيخ عباس بن محمد ابن رضوان فی كتابه مختصر فتح رب الأرباب الذی ذيل به لب اللباب) -

(٣) هذه قراءة مشكوكة -

(٣٩٤) عزالدين أبو الثنا محمود بن على بن محمد بن أبى طاهر القاشى الأديب[1]

ذكر باسناد له : قيل لأبى حازم : ما مالك ؟ قال : مالان، الثقة بالله عز و جل و اليأس مما فى أيدى الناس، و قد نظم بعض الأدباء هذا المعنى فقال :

للناس مال و لى مالان مالهما إذا تحارس أهل المال حراس
مالى الرضا بالذى أصبحت أطلبه و مالى اليأس عما فى يد الناس

(٣٩٥) عزالدين أبوالفتح محمود بن على - يعرف بابن الشرابدار الفقيه - الواسطى الفقيه المقرئى

ذكره شيخنا تاج الدين ، و قال : حفظ بواسط القرآن المجيد على أبى بكر ابن الباقلانى ، و سمع الحديث عليه ، و قدم بغداد ، و قرأ الفقه والأصول و تكلم فى مسائل الخلاف ثم سافر إلى الشام و أقام بدمشق و اشتغل على سيف الدين[2] الآمدى ثم قدم بغداد و سكن النظامية و اشتغل الناس عليه و انحدر إلى واسط و اشتغل بالزهد و الانقطاع و خرج عن كل ما يملكه، و توفى بواسط سنة إحدى و أربعين و ستمائة ،

(٣٩٦) عزالدين أبوالثنا محمود[3] بن عمر بن محمد بن إبراهيم بن شجاع ، يعرف بابن زقيقة ، الشيبانى الحانى الحكيم المهندس

---

(١) الظاهر أن النسبة إلى قاشان -

(٢) هو على بن محمد التغلبى المتوفى سنة ٦٣١ ﻫ ، صاحب كتاب الإحكام وغيره (انظرالوفيات ١ : ٣٢٩ و بروكلمن ١ : ٣٩٣) -

(٣) فى النسخة المطبوعة من شذرات الذهب (٥ : ١٧٢) ما نصه : و فيها (سنة ٦٣٥ ﻫ) حكيم الفاضل سديدالدين أبوالثناء محمود بن عمرالحابولى عرف بابن دقيقة الشيبانى صنف كتاب قانون الحكماء و فردوس الندماء وكتاب الغرض المطلوب فى تدبير المأكول و المشروب و غير ذلك و له ديوان شعر و ذكر من أبياته المتعلقة بالطب اثنى عشر بيتا -

كان أوحد زمانه فى علم الهندسة و الهيئة، و له اليد الطولى فى أشياء مستغربة كان يبتدعها ، و له تصانيف فى الطب منها كتاب لطف المسائل و لحف السائل أرجوزة تزيد على ثمانمائة الف بيت (كذا) و نظم أرجوزة أخرى هي مسائل حنين تزيد على ألفي بيت ، نزل دمشق و تقدم عند ملوكها و من شعره يمدح الملك الأشرف من قصيدة أولها :-

دعاك داعى الصبا فافتح له أذنا　　فبالعكوف على اللذات قدأذنا

منها :-

و سقنيها و سق القوم مغتنماً　　عذا فان غريم الهم لازمنا

و هى طويلة و له أشعار أخرى وتوفى بدمشق فى جمادى الآخرة سنة خمس و ثلاثين [و ستمائة]،

(٧٩٧) عزالدين أبو نصر محمود بن محمد بن طاهر الطوسى الكاتب

كان كاتبا عالما بطريقة الكتاب، وله مختصر فى ذلك ،

(٧٩٨) عزالدين أبوالفتح محمود بن محمد بن محمد (؟) خطيران الهمذانى الرئيس

قرأت فى تاريخ شيخنا تاج الدين أبى طالب الخازن قصيدة كتبها العدل العالم الأديب الخطيب شمس‌الدين أبوالمناقب(١) بن أبى الفضائل الهاشمي الواعظ الحافظ المدرس ، قال : و عملت تعزيته بالمستنصرية يوم الأحد العشرين من جمادى الأولى سنة ست و ستين و ستمائة ، و أول القصيدة :-

حديث المنى إفك فعد عن الإفك　　ولا تطعنن فى لبةالحق بالشك

منها :-

و عن مثل عزالدين لم يبق صرفها　　فهل هذه إلاالحقيقة بالترك

و هى طويلة ،

---

(١) هو محمد بن عبيدالله الكوفى المتوفى سنة ٦٨٥ هـ ولى التدريس بالمدرسة التتشية و خطب بجامع السلطان و وعظ بباب بدر ، الحوادث الجامعة (ص ٣٣٣) وانظر أيضاً تاريخ العراق (١ : ٢٨٥) -

صرف سرورق
پنجاب یونیورسٹی پریس لاہور میں چھپا
۲۳۸—۴,۰۰۰—۱۸-۸-۵۵

۵

اورینٹل کالج میگزین

اورینٹل کالج

میگزین

نومبر ۱۹۵۸ء

جلد ۳۵ عدد ۱ عدد مسلسل ۱۳۵

ایڈیٹر :-

ڈاکٹر سید عبداللہ

✶

باہتمام مسٹر احسان الحق، ہیڈ کلرک، یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور
پرنٹر و پبلشر اورینٹل کالج میگزین، پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور
میں طبع ہو کر اورینٹل کالج لاہور سے شائع ہوا۔

سالانہ چندہ چار روپے

ترتیب

پی - ۳۸۸ پنجاب یونیورسٹی پریس—۳۰۰—۵۸-۱۰-۳۰

ڈاکٹر نذیر احمد

گیارھویں صدی ھجری کی ابتدا کا ایک گمنام مگر اھم مؤرخ

یعنی

فزونی استر آبادی

جوں جوں تلاش و تحقیق کا قدم آگے بڑھتا جاے گا گمنام شخصیتوں پر سے پردے ھٹیں گے اور نئے نئے مأخذ سامنے آتے جائیں گے آج کی صحبت میں ایک ایسی ھی گمنام شخصیت یعنی فزونی استر آبادی کا تعارف کرایا جا رھا ھے۔ فزونی کی زندگی کی تفصیل نہیں ملتی۔ اس کے ماخذ نہایت ھی محدود ھیں ۔ بڑے درجے کا شاعر نہونے کی بنا پر شعرا کے تذکروں میں اس کے متعلق ضروری باتیں نہیں ملتیں ۔ جو باتیں درج بھی ھیں وہ اتنی ناکافی ھیں کہ ان سے اس مصنف کی زندگی کی تمام کڑیاں جوڑی نہیں جا سکتیں۔ صرف عبد النبی فخر الزمانی کے تذکرۂ میخانہ (۱۰۲۶ھ) میں اسکے متعلق بعض باتیں درج ھیں ۔ عبد النبی کو فزونی سے ملنے کا بھی اتفاق ھوا تھا اس لئے جو کچھ میخانہ میں درج ھے وہ نہایت ھی مستند ھے اگر یہ تذکرہ سامنے نہ ھوتا تو عجب نہیں کہ یہ اھم مصنّف گمنامی کے پردے سے باھر نہ نکلتا ۔ فزونی ویسے تو مؤرخ کہلانے کا مستحق ھے لیکن اس کی تصانیف اس درجہ کمیاب ھیں کہ اسکو مؤرخین کی صف میں جگہ نہ مل سکی ۔ بہر حال داخلی و خارجی ذرایع سے جو کچھ معلومات

فراہم ہوسکی ہیں ان کو اس مضمون کی شکل میں ذیل کے اوراق میں پیش کیا جا رہا ہے عجب نہیں کہ مولف مذکور کی زندگی اور تصانیف سے بعض اہم تاریخی ضرورتیں پوری ہو سکیں -

میخانہ میں(۱) فزونی کا اصلی نام ہاشم بیگ اور عرفات عاشقین(۲) میں میر محمد ہاشم بتایا گیا ہے اور اس کی تصدیق کم و بیش دوسرے بیان(۳) سے بھی ہو جاتی ہے- مؤلف عرفات نے باپ کا نام جلال الدین(۴) نقاش لکھا ہے - وہ استرآباد(۵) کا رہنے والا تھا چنانچہ وہ برابر اسی

---

(۱) مطبوعہ ص ۴۴۴ -

(۲) عرفات عاشقین نسخۂ خطی بانکی پور ورق ۵۶۶ اس نسخے کے مطالب پروفیسر سید حسن صاحب پٹنہ کالج نے بھیجے تھے ، راقم ان کا بہت ممنون ہے -

(۳) ملاحظہ ہو ریاض الشعراء جلد ۲ ص ۹۱ اور مخزن الغرایب (بحوالۂ میخانہ ص ۴۴۳) - دونوں جگہ نام میر ہاشم ملتا ہے -

(۴) مگر ریاض الشعراء ص ۹۱ میں صرف جلال نقاش درج ہے -

(۵) موجودہ ایران کے استان دوم میں بحر خزر کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر ہے - اس کے شمال میں رود اترک ، جنوب میں شاہ کوہ (جو شاہرود و بساط کو استرآباد سے الگ کرتا ہے) مشرق میں خراسان اور مغرب میں کوہ جریب کا سلسلہ واقع ہے جو استرآباد اور مازندران کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے - استرآباد قرلق کوہ کے شمال میں ۱۱۹ میٹر کی بلندی پر واقع ہے اس کا قدیمی نام استرک تھا - صفویوں کے زمانے میں یہ کئی بار لٹا - (مثلاً ملاحظہ ہو تاریخ عالم آرائے عباسی چاپ جدید ص ۵۸۴) - نادر شاہ کے عہد سلطنت میں اس کے گرد دیوار کھینچی گئی - دور قاچاریہ کی ابتدا میں ایک مستحکم قلعہ بن گیا - عہد صفوی کے آثار اب تک باقی ہیں آبادی تقریباً ۱۵ ہزار افراد پر مشتمل ہوگی - قدیم زمانے میں بڑا شہر اور تجارت کی بڑی منڈی تھی - اس کی دو بندرگاہیں گز اور بندر شاہ کے نام سے موسوم ہیں - یہ دونوں تہران اور خرم شہر سے بذریعہ ریل ملے ہیں (لغت نامۂ دھخدا (جزو اژدھا - اسحاق) ص ۲۱۴۳---۲۱۴۴ ملخصاً) -

نسبت سے یاد کیا جاتا ھے ۔ اس نے اپنی کتاب ''بحیرہ،،(۱) میں اس شہر کو اپنا وطن لکھا ھے :

در نسخۂ از شیخ محی‌الدین مغربی نقل میکند که در شرق استر آباد کوهی است که آنرا کوه سلیمان نامند ۔ اگر نجاست در آن موضع واقع شود چندان باران ببارد که آن کوه پاك شود ۔ راقم این حروف دعوای صدق این حدیث میکند چه ازان ملک است ۔

فزونی کی ابتدائی زندگی کے حالات نہیں ملتے صرف اتنا معلوم ھے کہ وہ اپنے وطن ھی میں رشد و تمیز کو پہنچا اور وھں اسکی شاعری کی ابتدا ھوئی ۔ میخانہ(۲) میں لکھا ھے کہ وطن ھی میں فزونی تخلص اختیار کیا اور جوانی کی ابتدا میں جو اسکے نشو و نما کا زمانہ تھا تجارت کے ارادہ سے وطن سے نکل کھڑا ھوا اور ایران کے مختلف حصوں میں پھرتا رھا ۔ ایران و عراق کے جن شہروں میں فزونی رہ چکا ھے ان میں سے بعض کا نام اپنی دوسری تصنیف ''فتوحات عادلشاھی،، میں اس طرح لایا(۳) ھے :

این داعی بتاریخ ۱۰۰۵ھ به تماشای این مصر جامع (نورسپور متصل بیجاپور دکن) رسید و نسبت به آبادانی

(۱) صفحہ ۱۷۳ ۔ فزونی تخلص کے کئی اور شاعر گذرے ھیں ایک اس کا ھم وطن ھی تھا اور اس کا نام محمود تھا ۔ دوسرا فزونی سبزواری تھا جو فزونی استرآبادی کا ھم عصر بھی تھا ۔ اس کا حال '' نظم گزیدہ '' مولفہ ناظم تبریزی ورق ۱۷۱—۱۷۲ پر درج ھے ۔

(۲) ص ۴۴۴ ۔

(۳) نسخہ سر جادو ناتھ سرکار ص ۱۵۷ ۔

قدیم خراب یافت ـ سبب پرسید فرمودند امثال این خرابیها در این کشور بسیار است گاه از عبور لشکر تخت نشین دهلی و گاه از عبور سلاطین دکن ـ این داعی را . . . مدت اوقات بیشتر بسیر و سیاحت گذشته و شهرهاے خراب مثل مداین ، استخر ، نیشاپور ، جرجان، آمل ، طوس ، قم دیده قسم براستی که این بلاد خراب هیچ یک به نورسپور نرسند ـ

اس بیان سے صاف ظاهر ہے کہ فزونی نے ایران کے مشرق ، شمالی اور جنوبی حصے کی بخوبی سیر کی تھی ـ شمالی ایران کے شہروں میں جرجان (= گرگان(۱)) اور آمل(۲) ہیں ـ مشرق ایران میں طوس اور نیشاپور ہیں جو صوبۂ خراسان کے اهم مراکز تھے ـ قم تہران کے مغرب میں واقع ہے ـ استخر جو تخت جمشید کے نام سے مشہور ہے جنوبی ایران کا اهم مقام اور جو ھخامنشی خاندان (۵۵۰ ق م - ۳۳۰ ق م) کے آخری بادشاھوں(۳) کا دار الخلافه رہ چکا تھا جسکی عظمت و شان و شوکت کی صداے بازگشت وھاں کے کھنڈروں میں آج تک گونجی ہوئی ہے ـ تخت جمشید کے سیاح سے بعید ہے کہ وہ شیراز کی سیر نہ کرے جو یہاں سے چند میل دکھن میں اسلامی تمدن کی روایت کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے ـ قم اور شیراز کے مسافر کے لئے

---

(۱) گرگان ولایت استر آباد کا ایک شہر ہے - قدیم زمانے میں اسکی اهمیت بہت زیادہ تھی - آجکل یہ شہر رود گرگان کے دونو کناروں پر آباد ہے ـ مقبرہ قابوس وشمگیر اس شہر سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر گبند قابوس (گبند کاؤوس) نامی مقام پر واقع ہے جو آل زیار کی یادگار ہے ـ

(۲) طبرستان (مازندران) کا بڑا شہر تھا پرانے زمانے میں اسکی بڑی اهمیت تھی - موجودہ شہر کی آبادی تقریباً دس ہزار ہوگی (لغت نامه دهخدا ص ۱۷۸) -

(۳) داریوش بزرگ (۵۱۷ ق م) سے داریوش سوم تک ـ

سفر کاشان و اصفہان بالکل قرین قیاس ہے - صفویوں کے دور میں خصوصاً شاہ عباس کی تبدیلی(۱) دار الخلافہ کے بعد اصفہان کی رونق کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا - شاہ عباس کے دور کے سیاح کے لئے اصفہان کی سیر نہ کرنا قرین قیاس نہیں ہو سکتا - ممکن ہے صفویوں کے پہلے دار الخلافہ قزوین کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو - مغربی ایران کے کسی شہر کا ذکر فزونی نے نہیں کیا مگر وہ مداین گیا تھا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص ساسانیوں کی اس عظمت گاہ کا نظارہ کرے گا وہ بغداد کو ضرور دیکھے گا یہ مداین سے چند ہی میل کے فاصلے پر ہے - مداین کے خرابات نے خاقانی شروانی سے پر درد مرثیہ لکھوایا تو ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کی تباہی نے سعدی شیراز کو خون کے آنسو رلایا - اس لئے بالکل قرین قیاس یہی ہے کہ فزونی نے اس عظیم ترین اسلامی مرکز کی سیاحت ضرور کی ہوگی - ممکن ہے عراق کے شہروں کا سیاح عتبات عالیہ کی زیارت بھی کر چکا ہو - کاظمین تو بغداد ہی کا ایک جزو ہے - کربلا، نجف اور کوفہ تینوں چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں - بغداد ہی کے قریب قدیم تمدن کا گہوارہ بابل بھی تھا - کیا یہ عجیب نہوگا کہ بابل کے تاریخی کھنڈر اور بخت نصر کے عظیم الشان(۲) محل کے آثار اس علاقے کے سیاح کے مرکز توجہ نہیں بنے -

---

(۱) ۱۰۰۶ ہجری میں اصفہان دار الخلافہ ہوا تھا (تاریخ عالم آرائے عباسی ص ۵۴۴) مگر اس سنہ میں فزونی خراسان میں رہا ہوگا - اس لئے اصفہان کی ترقی و رونق دیکھنے کا اسے اتفاق نہیں ہوا ہوگا -

(۲) نیشاپور - جرجان - طوس - بغداد - تخت جمشید - مداین وغیرہ پر نورسپور کی ترجیح سوائے مبالغہ کے اور کسی چیز پر محمول نہیں کی جا سکتی -

بحیرہ سے بھی اسکی طویل سیاحت کا پتہ چلتا ہے مگر سفر ایران کی ضروری تفصیل اس میں درج نہیں صرف دو جگہ ضمنی ذکر آ گیا ہے۔ ایک بار(۱) یزید بن مہلب کے اس سخت قسم کے بیان کے دوران میں جس کی رو سے اس نے اہل گرگان کو اتنی تعداد میں قتل کیا کہ ان کے خون سے چکی چلی اور اسکے ذریعے پسے ہوے آٹے کی روٹی کھائی:

آن آسیا را در آن ملک الحال آسیای خونی میگویند قریب بگنبد قابوس واقع است در کنار جرجان و محرر این سطور آن موضع را دیدہ۔

گنبد قابوس جو بگڑ کر گنبد کاؤوس ہو گیا ہے فزونی کے وطن استر آباد سے بالکل ھی نزدیک تھا اس لئے وھاں مؤلف کی برابر آمد و رفت رھتی ھی ہوگی۔

امور بدیعہ کے ضمن میں ایک(۲) جگہ اس طرح آیا ہے:-

۱۰۰۷ ھجری میں بادشاہ ایران (شاہ عباس) نے جب خراسان(۳) فتح کیا اس وقت تون کے سادات میں سے ایک جوان یزد کے سفر سے آیا تھا۔ ابھی وہ بالکل نوجوان ھی تھا

---

(۱) ص ۱۰۳ -

(۲) ص ۵۰۲ -

(۳) فزونی کے ساقی نامے کی یہ بیت ملاحظہ ہو۔

خدنگش رگ جان خصمان گرفت

بیک حملہ تیغش خراسان گرفت

فتح خراسان کی تفصیل عالم آرای عباسی جلد دوم کتاب اول پر ۵۶۳ تا ۵۷۳ پر ملے گی۔ قزلباشی اور اوزبکی لشکروں کا مقابلہ ۵ محرم ۱۰۰۷ھ کو ہوا تھا۔ اس جنگ میں دین محمد بادشاہ ازبک قتل ہوا اور اسکے بعد اوزبکوں کا زور گھٹ گیا۔

مگر شہر میں داخل ہونے کے دوسرے ہی روز فوت ہو گیا - اس ملک میں کوئی حاذق طبیب نہ تھا - غسل کے دوران میں اسکے چہرے کی رگ میں جنبش پیدا ہوئی لیکن تھوڑی دیر میں ختم ہو گئی پھر اسکو قبر میں رکھ دیا گیا، جب قبر کو تختے سے بند کرنے لگے تو اس نے اپنا پیر سمیٹا - اس حالت کو دیکھ کر حاضرین کو سخت حیرت ہوئی اور ایک شور برپا ہو گیا - فوراً فصاد بلایا گیا اس نے پیشانی پر فصد لگائی تو اس سے سیاہ خون نکلا - تھوڑی دیر میں جوان کو چھینک آئی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں گھر چلا آیا - راقم حروف اس بیان کی صداقت کا شاہد ہے -

آخری جملے سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ۱۰۰۷ ہجری میں فزونی خراسان کے شہر تون میں موجود تھا اور اس سنہ کے بعد وہ ہندوستان آیا ہوگا -

فزونی کا ورود ہند: ہم کو معلوم نہیں کہ فزونی کب اور کس طرح ہندوستان آیا - اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ میخانہ میں تجارت کے عنوان سے وطن سے نکلنے کا بیان ہے لیکن ظاہر ہے اس سے ہندوستان کا سفر مراد نہیں ہو سکتا بلکہ اسکے ایران کے سفر کی طرف اشارہ مقصود ہوگا - میخانہ کے الفاظ (۱) یہ ہیں -

در بہار جوانی و ایام نشو و نمائے زندگانی از وطن بعزم تجارت بر آمدہ پارۂ سیر سفر کردہ آنچہ داشتہ در سیاری صرف

---

(۱) ص ۳۳۳ -

مردم اهل نموده در لباس فخر فقر در آمده در آن لباس عالم را گشته ۔

آخری جملے سے ظاہر ہے کہ جب ہندوستان آیا ہوگا تو املاك دنیوی میں سے اسکے پاس کچھ نہ رہا ہوگا ۔

فزونی کے ورود ہند کے ضمن میں بحیرہ میں سے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں :

(۱) امور بدیعه کے سلسله کا ۱۰۰۷ ہجری کا واقعہ جو تون میں رونما ہوا تھا اور جس وقت فزونی وہاں موجود تھا ۔ اس سنہ کے بعد ہی وہ ہندوستان آیا ہوگا ۔ اس کے قبل کسی صورت میں ممکن نہیں ۔

ایک دوسرا(۱) واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے :۔

۱۰۰۸ ہجری میں خواجه عبد الصمد(۲) نقاش نے جو اپنے فن میں یگانۂ دہر ہے، ایک صندوق بنا کر ممالک ہندوستان

---

(۱) ص ۵۴۸ ۔

(۲) عہد اکبری کا ممتاز مصور تھا جسکو بادشاہ نے شیریں قلم کا خطاب دیا تھا ۔ وہ شیراز کا باشندہ تھا ۔ اس کا باپ خواجه نظام الدین شاہ شجاع کا وزیر رہ چکا تھا ۔ جب ہمایوں تبریز میں تھا تو عبد الصمد اسکی خدمت میں حاضر ہوا تھا ۔ اور اس وقت بھی اسکی مصوری و خطاطی کا بڑا چرچا تھا ۔ ہمایوں اسے اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا مگر اس وقت وہ نہ آسکا ۔ پھر ۹۵۶ھ میں کابل میں ہمایوں سے آملا ۔ اکبر کے زمانے میں ۴۰۰ کا منصبدار تھا ۹۸۵ھ میں فتحپور دار الضرب کا محافظ اور ۹۹۴ ہجری میں ملتان کا دیوان مقرر ہو گیا ۔ اس نے سورۂ اخلاص تخم خشخاس پر لکھ ڈالا تھا ۔ اس کا بیٹا شریف جہانگیر کے زمانے میں امیر الامرا اور پنج ہزار منصبدار ہو گیا تھا ۔ باپ کی طرح نقاشی میں کافی ممتاز تھا اور شاعری میں فارسی تخلص کرتا ۔ خواجه عبد الصمد کے حالات کے لئے ملاخطه ہو آئین اکبری ص ۸۳ ، ترجمه آئین اکبری بیورج جلد دوم ص ۱۱۴ ، ۵۵۴ نمبر ۲۶۶ ، ص ۵۸۲ نمبر ۳۵۱ ، توزک جہانگیری ص ۶ ـ ۷ ۔

کے فرماں روا شنہنشاہ اکبر کی خدمت میں پیش کیا ۔
اس صندوق کے چاروں طرف آینہ بندی کر دی تھی اور اسکے سامنے کی طرف ایک لعل جڑ دیا تھا اگر کوئی اس لعل میں نظر کرتا تو میلوں تک لعل ھی بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ۔ جب دوسرے دروازے کو کھولتے تو طرح طرح کے میوے نظر آنے لگتے اور جب تیسرا دروازہ کھولا جاتا تو لوگ بہار اور نگار کا نظارہ کرتے ۔ اسطرح اس کے چاروں طرف عجیب عجیب کیفیت مشاھدہ میں آتی کہ شاید ھی کسی نے دیکھا ہو ۔

لیکن اس بیان سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ ۱۰۰۸ ھجری میں فزونی اکبر بادشاہ کے دربار میں باریاب تھا ۔

ایک تیسرا واقعہ اسطرح(۱) شروع ہوتا ھے :-

۱۰۱۰ ھجری میں ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ میں خوارزم میں تھا تو اھل روس نے اھل خوارزم پر حملہ کر کے انکو دریاے خوارزم سے آگے بھگا دیا .....

اس بیان سے بھی پتہ نہیں چلتا کہ فزونی ۱۰۱۰ ھجری میں ھندوستان میں ھے یا ایران میں ۔

ایک اور (۲) واقعہ کے ضمن میں یہ تاریخ آ گئی ھے مگر اس سے بھی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا ھے :-

۹۱۳ ھجری(۳) میں بادشاہ پرتگال نے ھرمز پر قبضہ کر کے

---

(۱) ص ۵۴۳ ۔
(۲) ص ۵۸۶ ۔
(۳) عالم آرائے عباسی ص ۶۱۳ پر ۹۱۲ ھجری عربی میں درج ھے ۔

وهاں کے بادشاہ سلقر شاہ(۱) بن توران شاہ کو مطیع کر لیا -
فرنگی مسلمانوں پر ظلم کرتے تھے یہاں تک کہ ۱۰۱۰
ھجری(۲) میں شاہ عباس کے حکم سے اللہ ویردی خان حاکم
فارس نے ھرمز کو فرنگیوں سے چھین لیا اور ۱۰۳۷ ھجری
تک لشکر قزلباش اس پر قابض ھے -

۱۰۱۳ ھجری کا ایک واقعہ بحیرہ میں اسطرح(۳) بیان ھوا ھے :

اس سند میں اڑیسہ کے راجا نے جو ھندوستان کے بڑے
راجاؤں میں ھے بادشاہ جم جاہ فریدون بارگاہ جہانگیر
پادشاہ کی خدمت میں ایک ھیرا بھیجا جس کا وزن ۲۷
تولہ تھا - ھیرا نہایت نفیس تھا مگر سڈول نہ تھا - اسکو
سڈول کرنے کے لئے فرنگی بندروں سے بڑے ماھر استاد
طلب کئے گئے - انھوں نے کافی ھیرے کے ریزے کی مدد
سے اسکو سڈول کیا تو اسکی قیمت پہلے سے دو چند ھو گئی -

اگرچہ بظاھر یہ واقعہ کسی سے سن کر نقل ھوا اس لئے اس
بیان سے اسکا قیام ھند قطعی طور پر ثابت نہیں ھو سکتا لیکن قرین
قیاس یہی ھے کہ اسوقت وہ ھندوستان میں پہنچ چکا ھوگا کیونکہ
۱۰۱۷ ھجری کے کچھ قبل ھی وہ بنگال کے مشرق حصے میں موجود

---

(۱) عالم آرا میں اس کا نام سلغر شاہ بن توران شاہ ثانی دیا ھے (ایضاً)-

(۲) شاہ عباس کے پندرھویں سال جلوس میں بحرین اور ھرموز کی مہم در پیش ھوئی - بحرین کی فتوحات کے سلسلے میں اللہ ویردی کو مسلمانوں سے بھی جنگ کرنا پڑی تھی -

(۳) ص ۳۷۸ - جہانگیر کی تخت نشینی روز پنجشنبہ ۸ جمادی الثانی ۱۰۱۴ ھجری میں عمل میں آئی تھی (توزک جہانگیری ص ۱) -

تھا جیسا کہ اس عبارت سے(۱) صاف طور پر معلوم ھوتا ھے:

اس کتاب کے مولف (یعنی فزونی) نے جو عجائبات دیکھے ان میں ایک یہ ھے کہ ھندوستان کے انتہائی مشرق حصے میں ایک قصبہ عثمان پور میں ۱۰۱۷ ھجری میں ایک سانپ رات کو درخت پر بولتا اور چار مرتبہ حق حق کہتا تھا۔ تقریبا چھ ماہ راقم اس قصبہ میں رھا تھا مگر ایک رات بھی اس سانپ نے اپنا ذکر ترک نہ کیا۔ خدا گواہ ھے کہ کلمۂ حق کو اتنی فصاحت و صفائی سے ادا کرتا کہ اس کی اور آدمی کی آواز میں کسی قسم کا تفاوت نہ ھوتا۔

جب ۱۰۱۷ ھجری میں ھندوستان کے طویل سفر کے بعد رکتے رکاتے انتہائی شرق حصے میں پہنچ جاتا ھے اور وھاں کے صرف ایک قصبے میں ۶ ماہ تک قیام کرتا ھے تو اس کا ورود ھند کم از کم دو اڑھائی سال قبل ضرور تسلیم کیا جا سکتا ھے اس لئے ۱۰۱۴ ھجری کے قریب اس کا ھندوستان میں ھونا تقریباً یقینی سا معلوم ھوتا ھے۔ امکان اس کا ضرور باقی رھتا ھے کہ اس کے قبل بھی آسکتا ھے مگر اس تاریخ کے(۲) بعد آنے کا امکان نہیں۔

---

(۱) ص ۴۸۳۔

(۲) عرفات عاشقین ورق ۵۶۶ ب پر ھے کہ "مدتے است کہ بہند آمدہ چند گاہ با صفدر خان بود" عرفات ۱۰۲۲ ھجری میں مرتب ھو رھی تھی اس اعتبار سے اس سال کے کافی قبل فزونی ھندوستان آ چکا تھا۔

اسی سلسلے میں ایک واقعہ کی تحقیق بہت ضروری ھے - بحیرہ میں جزیرہ(۱) پیگو کے بیان کے دوران میں ایک جملہ اس طرح کا آیا ھے :-

پنج سال شد کہ در آن سر زمین زراعت نہ شد ـ الحال کہ ہزار و شش است خبر رسید کہ روے بآبادانی نہاد -

میرے خیال میں جو تاریخ (یعنی ۱۰۰۶ ھ) اس عبارت میں آئی ھے وہ بحیرہ اور فزونی سے متعلق نہیں ھے - اس کے قرائن حسب ذیل ھیں :-

(۱) جزیرۂ پیگو کا ذکر ۳۴ویں باب میں ھے جس کے متعلق فزونی(۲) نے ابتدا میں صراحت کی ھے :-

بحیرہ لکھتے وقت خواجہ باقر انصاری کی ایک کتاب راقم حروف کے مطالعہ میں آئی - خواجہ باقر بادشاہ مغفرت پناہ اکبر بادشاہ کے دور میں ۲۲ سال تک صوبہ بنگال کے حاکم کا کروری تھا ـ اس نے چین ، ماچین ، پیگو اور خطا کے تمام جزیروں کے حالات کی تحقیق کی تھی - مؤلف کی غرض یہ ھے کہ مجھے جزائر ہند کے بیان کے صدق و کذب سے معذور رکھا جاے -

اس سے صاف ظاہر ھے کہ فزونی نے باقر انصاری کی کتاب کے واقعات من و عن درج کر دئیے ھیں - جزائر پیگو کی تفصیلات بھی

---

(۱) ص ۵۶۱ -
(۲) ص ۵۵۸ -

باقر ھی کی کتاب سے ماخوذ ھیں اس لئے تاریخ مذکور یعنی ۱۰۰۶ ھجری کا تعلق فزونی کے بجائے باقر انصاری سے ھے -

(۱) چند سطر بعد جزیرۂ آچین کے ضمن میں اسطرح کے جملے ملے ھیں :-

اما مؤلف این صحیفه مشاهده نموده که در ایام خان جهان از آچین چوبی که کافور از آن حاصل میشود با کافور فرستاده بودند -

ظاھر ھے کہ مؤلف این صحیفہ سے جو شخص مراد ھے وہ خان جہان کا ھمعصر ھے اس لئے خان جہان کی شخصیت کے تعین کے بعد ھی مؤلف کا تعین ھو سکتا ھے - غالباً خان جہان سے مراد(۲) حسین قلی بیگ ھے جو عہد اکبری کے ۱۹ ویں سال یعنی ۹۸۲ ھجری میں خان جہان کے خطاب سے سرفراز ھو کر ۹۸۳ ھجری میں بنگال کا حاکم مقرر ھوا تھا اور ۹۸۶ ھجری تک اپنے اسی عہدے پر مامور رھا - میرے خیال کی تائید حسب ذیل قرائن سے ھوتی ھے :

(۱) بظاھر جزیرۂ آچین اور بنگال یعنی انتہائی شرق حدود سلطنت مغلیہ کا حاکم ایک ھی شخص ھوا کرتا تھا - اور اگرچہ ماثر الامراء میں خان جہان کے خطاب یافتہ چار اور امرا کا حال درج ھے لیکن

---

(۱) ص ۵۶۱ -

(۲) وہ بیرم خان کا بھانجا اور عبد الرحیم خان خانان کا بھنوئی تھا - اسکے اور اسکے والد ولی بیگ ذو القدر کے حالات کے لئے ملاحظہ ھو ماثر الامراء ج اول ص ۶۳۵—۶۵۳ -

ان میں سے کوئی بنگال کا حاکم نہ تھا - تین بجیرہ لکھتے وقت اس خطاب سے سرفراز ھی نہ تھے - اول خان جہان(۱) بارھہ جو شاھجہان کی تخت نشینی (۱۰۳۷ھ) کے قبل شاھزادہ کے ساتھ بنگال میں رہ چکا تھا اور ۱۰۴۰ھ میں اس خطاب سے سرفراز ھوا - دوم خان جہان بہادر ظفر جنگ (۲) کوکاتاش میر ملک حسین کو اورنگ زیب کے دربار سے یہ خطاب ملا تھا - سوم خان جہان بہادر(۳) جنگ علی مراد جسکو جہاندار شاہ کی تخت نشینی کے بعد یہ خطاب عنایت ھوا - البتہ خان جہان لودھی فزونی کا معاصر تھا - لیکن اول تو وہ کبھی کا صوبہ دار نہ تھا دوسرے اسکی شہرت جہانگیری عہد میں ۱۰۱۸ ھجری کے بعد ھوئی - تیسرے اس کا بنگال یا شرقی حصے سے کسی قسم کا تعلق نہ تھا - اس لئے اسکا حاکم آچین ھونا مستبعد معلوم ھوتا ھے -

(ب) جس خان جہان کا ذکر فزونی نے کیا ھے وہ ۹۹۹ ھجری سے قبل کا ھے اس لئے کہ بجیرہ سے(۴) معلوم ھوتا ھے کہ اس کے زمانہ حکومت میں آچین کا حاکم ایک نجفی سید تھا - اسکی وفات کے بعد اسی کے خاندان کے ۶ افراد وھاں کے سردار مقرر ھوتے رھے - ان سب کی حکومت ۹۹۹ ھجری سے قبل ھی ختم ھو گئی - چونکہ چاروں خان جہانوں میں سے کوئی بھی اس خطاب سے بہرہ ور نہ تھا

---

(۱) ماثرالامراء ج اول ص ۷۵۸—۷۶۶ -
(۲) ایضاً ص ۷۹۸—۸۱۳ -
(۳) ایضاً ص ۸۱۹ -
(۱

اس لئے خان جہان سے مراد سوائے حسین قلی کے اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا -

خان جہان کی شخصیت کے متعین ہو جانے کے بعد یہ طے ہو گیا کہ مولف ایں صحیفہ سے مراد خواجہ باقر انصاری ہے جو ۲۲ سال تک حاکم بنگال کا کروری تھا اور جس کی کتاب سے فزونی نے سارے مطالب حاصل کر لئے تھے - خان جہان ۹۸۶ ھجری تک بنگال کا حاکم تھا اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ شاید خواجہ انصاری نے خان جہان کا زمانہ دیکھا ہو -

اس تفصیل سے اس شبہ کو رفع کرنا مقصود تھا کہ ایسا نہو کوئی صاحب ۱۰۰۶ ھجری کو فزونی کی طرف منسوب کر کے اس کے ورود ہند کی تاریخ اس سنہ کے قبل متعین کر دیں -

فزونی کی سیاحت ہند: قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ فزونی خشکی کی راہ سے ہندوستان آیا اور اس ملک کے مغربی حصے سے اسکی سیاحت کا سلسلہ شروع ہوا - لیکن وہ جن جن مقامات پر گیا اور جو تاریخیں اس نے 'بحیرہ، میں درج کی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی سیاحت کسی باضابطہ نظم و ترتیب کے ماتحت عمل میں نہیں آئی - ایک وقت انتہائی مشرق ہند میں ملتا ہے تو پھر دوسرے وقت ہندوستان کے باھر ھرات کی تاریخی عمارتوں کی سیر میں مصروف نظر آتا ہے - تیسری بار کشمیر کی وادیوں میں، پھر وھاں کے حاکم صفدر خان کے ساتھ لاھور آتا ہے اور وھیں سے دکن روانہ ہو جاتا ہے - آخر میں حج کے ارادہ سے جاتا ہے - اور وھاں سے وطن لوٹنا چاھتا ہے مگر حالات

ناسازگار ہونے کی بنا پر دکن واپس آکر بیجاپور میں محمد عادلشاہ (۱۰۳۷ - ۱۰۶۷) کے دربار سے منسلک ہو جاتا ہے - اب سلسلے کی تفصیل ملاحظہ ہو :-

(۱) ۱۰۱۷ ہجری (۱) میں مشرقی بنگال کے ایک قصبہ عثمان پور میں ۶ ماہ قیام کیا اور وہاں پر سانپ کے حق حق کہنے والے واقعے کو بیان کیا جسکو نقل کیا جا چکا ہے -

(۲) داؤد خان افغان(۲) کی حکومت کے زمانے میں ڈھاکے اور سارگام(۳) کے قریب ایک بہت بڑا اژدھا مارا گیا اسکی کھال اتنی مضبوط اور بڑی تھی کہ اس میں سے بارہ سو ایسی ڈھالیں بنیں کہ ان پر کوئی اوزار اثر نہیں کرتا تھا - فزونی نے ان میں سے ایک ڈھال دیکھی تھی وہ لکھتا ہے کہ کھال اتنی نرم تھی کہ اگر اسپر تیر لگتا تو اسکی نوک مڑ جاتی اور توپ بھی اس پر کار گر نہ ہوتی -

یہ واقعہ (ڈھال دیکھنے کا) ۱۰۱۷ ہجری کے قریب کا ہوگا - چونکہ وہ اژدھا ڈھاکے کے قریب مارا گیا تھا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ فزونی نے ڈھاکے ہی کے نواح میں وہ ڈھال دیکھی ہوگی -

---

(۱) ص ۴۸۳ -

(۲) ص ۴۸۲ - داؤد خان بن سلیمان اپنے باپ کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا وہ ۹۸۱ ہجری میں تخت نشین ہوا اور بنگال کے سارے حصے پر قبضہ کرکے اپنی طاقت مضبوط کر لی - اکبر نے اسکے خلاف فوج بھیجی لیکن ابتدا میں کامیابی نہیں ہوئی آخر دو سال کی مسلسل کوشش کے بعد داؤد لڑائی میں مارا گیا اور اسی پر اسکے خاندان کا خاتمہ ہو گیا (فرشتہ ۲ ص ۵۸۹) -

(۳) بظاہر چٹاگام -

(۳) ۱۰۱۸ هجری(۱) میں اسلام خان(۲) کو بنگال کی صوبے داری ملی - اس نے ایک معتبر قاصد کے توسط سے اسی سال جہانگیر کے دربار میں یہ پیغام بھیجا کہ ایک شخص چند سال پہلے تک عورت تھا - رفتہ رفتہ اس میں تبدیلی پیدا ہوئی اور وہ مرد ہو گیا - پھر اس نے شادی کی اور اس سے اولاد ہوئی اسکو اسکے پچھلے شوہر اور بعد والی بیوی اور بچوں کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا - اس وقت فزونی بعض موانع کی وجہ سے آگرہ موجود نہ تھا لیکن اسی طرح کا ایک واقعہ اس کے قیامِ بنگال کے دوران میں پیش آیا تھا ممکن ہے کہ اسلام خان نے اسی واقعہ کی خبر شاہی دربار میں بھیجی ہو -

چونکہ ۱۰۱۸ هجری میں فزونی کا قیام بنگال بہ صیغۂ ماضی بیان ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۰۱۷ھ کے فوراً بعد وہ بنگال سے واپس آ در هندوستان کے دوسرے حصوں کی سیاحت میں مصروف

---

(۱) ص ۵۱۷—۵۱۸ -

(۲) اسلام خاں شیخ علاء الدین چشتی فاروقی شیخ مبارک کا داماد تھا جہانگیر کی تخت نشینی پر اسلام خان کے خطاب اور دو هزاری کے منصب سے سر فراز ہوکر بہار کا صوبیدار مقرر ہوا - سال سوم میں جہانگیر قلی کے انتقال پر صوبۂ بنگال کی حکومت اسے مل گئی - وهاں اس نے کار نمایاں انجام دئے جس کے بدلے میں اس کے منصب میں ایک ہزار کا اضافہ ہوا - ایک سال بعد اسکا انتقال ہو گیا اور لاش فتحپور سیکری لائی گئی (توزک جہانگیری علی گڑھ ۱۸۶۴—ص ۱۳ اور مآثر الامرا ج اول ص ۱۱۸—۱۲۰) - مآثر الامرا (ج ۱ ص ۱۶۲—۱۶۷) میں ایک دوسرے اسلام خان میر عبد السلام مخاطب بہ اختصاص خاں کا حال درج ہے - وہ عہد جہانگیر میں معزز عہدے پر فایز تھا مگر اسلام خاں کا خطاب شاہ جہاں کی تخت نشینی پر ملا - ۱۰۴۵ میں بنگال کا ناظم مقرر ہوا - مگر بحیرہ کے اسلام خاں سے یہ الگ شخص ہے - تیسرا اسلام خاں میر ضیاء الدین حسین بدخشی ۱۰۶۸ھ کے بعد اس خطاب سے سر فراز ہوا تھا (مآثر الامرا ج ۱ ص ۲۱۷—۲۲۰) -

رہا ہوگا ۔ فزونی آگرہ آنا چاہتا تھا ممکن ہے اس سے قبل وہ بھی چکا ہو ۔ خیال یہی ہے کہ آگرے ہی کے اطراف میں رہا ہوگا ۔

(۴) ۱۰۱۸ ہجری(۱) میں راقم حروف (=فزونی) جب ہندوستان کے "پر خطر" سفر میں مشغول تھا تو اس کی ایک جگہ مشہدی سید سے ملاقات ہوئی جس کے یہاں ایک اتنا چھوٹا لڑکا پیدا ہوا تھا کہ وہ ماں کی چھاتی اپنے منہ میں نہیں لے سکتا تھا لیکن دوسرے سال اس نے اتنی ترقی کی کہ دو سال کا بچہ معلوم ہونے لگا ۔ اس کے باپ سے راقم نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی پیشانی پر چربی کی لیپ چڑھانے سے اتنی بالیدگی پیدا ہو گئی ۔ یہ واقعہ بنگال کے باہر کا ہے ۔

(۵) کتوں کی وفاداری کے سلسلے میں فزونی نے حاجی پور کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو(۲) اسطرح شروع ہوتا ہے :-

در حینی کہ مؤلف در سفر پر خطر ہند بود بوالعجب قضیہ واقع شد در یکی از قصبات ہند موسوم بحاجی پور شخصی از افاغنۂ آن ملک در قصبۂ مذکور کد خدا شد الخ ۔

حاجی پور نام کا ایک قصبہ بہار میں اب تک موجود ہے اور بہار میں افغانوں کا زور تھا چونکہ ۱۰۱۸ ہجری کے سفر کو کچھ پہلے پر خطر سفر کہہ چکا ہے اور چونکہ ان دنوں فزونی مشرق

(۱) ص ۵۲۰ ۔
(۲) ص ۵۳۳ ۔

ہندوستان میں پھر رہا تھا اس لئے مذکورہ بالا قصبہ سے مراد بہار کے مظفر پور ضلع کا قصبہ حاجی پور ہے جہاں کے کیلے اپنی نفاست کے لئے مشہور ہیں -

(۶) فزونی اپنی اہم تصنیف بحیرہ میں مصروف ہے اور سفر کا طویل سلسلہ جاری ہے - ۱۰۲۱ ہجری(۱) میں تلبیس زنان کا باب لکھ رہا ہے -

سالک وادی آزادی فزونی استر آبادی دلیری میکند "که از ابتدا‌ے خروج ابو البشر از جنة العلیا تا حال "که از هجرت خیر المرسلین یک هزار و بیست و یک سال گذشته آنچه از قضایای عظیمه و قباحات کبیره واقع شد ...... نوشته میشود -

(۷) ۱۰۲۲ھ(۲) میں ہندوستان کے پر خطر سفر میں مصروف ہے -

در حین تحریر این حروف "که سال بر هزار و بیست و دو بود از هجرت و این مخلص در سفر پر خطر هندوستان بود آوازهٔ رفتن(۳) شاه بود بفتح بخارا و خبر آمدن هند نیز بود تا کلک تقدیر بر چه رفته باشد -

---

(۱) ص ۱۷۱ -
(۲) ص ۱۳۷ -
(۳) لیکن عالم آرا‌ے عباسی سے اس بیان کی تصدیق نہیں ہوتی - شاہ عباس کی حکومت کا ۲۶ واں سال ۱۶ محرم ۱۰۲۱ ہجری سے شروع ہوکر ۲۶ محرم ۱۰۲۲ کر ختم ہوتا ہے - اس سال بادشاہ نے مشہد مقدس کا سفر کیا تھا اور روضہ مقدس کی توسیع کرائی - ۲۷ ویں سال میں بھی شاہ کا بخارا جانا ثابت نہیں (ملاحظہ ہو ص ۸۵۳—۸۷۲) -

(۸) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فزونی افغانستان کی طرف بڑھ رہا ہے کیونکہ ۱۰۲۳ھ میں وہ ہرات کے مدرسہ کا چشم دید بیان (۱) اسطرح پیش کرتا ہے۔

اس وقت جبکہ تاریخ ہجری کے ۱۰۲۳ سال گذر چکے ہیں کل ایران و توران میں مدرسہ ہرات(۲) کی طرح کوئی عمارت موجود نہیں - اس کے اندر بیشتر سنگ مرمر کا استعمال ہوا ہے - راقم حروف نے اس عمارت کے سارے دقایق بچشم خود دیکھے ہیں -

(۹) ہرات سے فزونی ہندوستان واپس چلا آتا ہے ۱۰۲۴ ہجری میں مالوے، کی ایک عمارت کا ذکر(۳) اسطرح کرتا ہے :-

ولایت ہندوستان سلطان التمش کے قبضہ میں آئی تو اُچہ اور دیول کی فتح کے(۴) قبل جب مالوے کی تسخیر

---

(۱) ص ۶۰۵ -

(۲) اس مدرسے کی بنیاد سلطان حسین غازی نے ڈالی تھی - اسکی تعمیر میں کئی لاکھ روپے صرف ہوئے - سنگ مرمر تبریز سے آیا تھا -

(۳) ص ۶۰۳ -

(۴) طبقات اکبری ج اول ص ۵۸ پر اُچہ کی فتح کا سال ۶۱۴ ہجری اور مالوے کی فتح ۶۳۱ ہجری میں بتائی گئی ہے - فزونی کا بیان طبقات سے بالکل مشابہ ہے در سنہ ۶۳۱ ولایت مالوہ یورش نمودہ قلعہ بھیلسا را مسخر ساخت - شہر اجین را گرفت و بت خانۂ مہا کال را کہ تا مدت سیصد سال تعمیر یافتہ بود و در غایت متانت و حصانت بود خراب ساختہ از بنیاد برانداخت و از اجین تمثال بکرماجیت را کہ ہنود تاریخ ازومینویسند ....آوردہ پیش در جامع مسجد در زمین فرو برد (ص ۶۱) -

کا ارادہ کیا تو بھیلسا(۱) کے قلعے پر پہلے قبضہ کر لیا اور وھاں کے بت خانے کو جو تین سو سال میں بن کر تیار ہوا تھا اورجو تین سو گز سے زیادہ اونچا تھا توڑ ڈالا بکرماجیت کی مورت بھی اس زد میں آ گئی - ہندوستانی سال (سمبت) کا شمار اس کے عہد سے ہوتا ھے - اس کے زمانے سے اس وقت تک جبکہ ۱۰۲۴ ھجری ھے ایک ھزار سات سو سینتیس سال گذرے ھیں .....

اگرچہ اس بیان سے صراحةً یہ معلوم نہیں ھوتا کہ فزونی بذات خود مالوے میں موجود تھا یا کسی سے سن کر یہ واقعہ نقل کیا ھے مگر حسب ذیل(۲) بیان سے اس کا قیام اوجین بخوبی ثابت ھے اسلئے اس کا سفر مالوہ قرین قیاس ھے -

راقم حروف نے اس طرح کی ایک عورت اجین(۳) کے قریب ایک گاؤں کالیادہ(۴) میں دیکھی تھی ایک رات ایک جگہ اترے

---

(۱) بحیرہ میں بلیان غلط نام درج ھے - اس کتاب میں ھندوستان کے نام عموماً غلط چھپ گئے ھیں -

(۲) ص ۵۲۰ -

(۳) امکان اس کا بھی ھے کہ لاھور کی واپسی پر دکن جاتے وقت یہاں سے گذرا ھو -

(۴) اجمیر سے ماندو جاتے ھوئے جہانگیر نے ۲۸ بہمن مطابق ۹ صفر ۱۰۲۶ ھجری کو اس مقام پر قیام کیا تھا اور اسکے متعلق یہ باتیں تحریر کی تھیں - "منزل کالیادہ محل نزول گشت - کالیادہ عماراتی ست از بناهای ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کہ حاکم مالوہ بود در ایام حکومت خود در حوالی اوجین کہ از شہرهای مشہور و معروف صوبۂ مالوہ است ، ساختہ میگویند حرارت بر طبیعت او غالب گشتہ بود چنانچہ در آب بسر میبرد - این عمارت را درمیان رود خانہ بر آوردہ و آب این رود را تقسیم نمودہ جوی‌ها ترتیب دادہ است - و در اطراف و جوانب و بیرون و اندرون این عمارت آب مذکور درآوردہ وحوضهای خرد و کلان مناسب جاو مقام سر انجام نمودہ بسیار دلنشین و فرح انگیز جای است -" (توزک ص ۱۶۳ -- ۱۶۵) -

جہاں گنے کے کھیت تھے صبح تک ایک شخص ہمارے
خیمے کے دروازے پر اپنے کھیت کی رکھوالی کرتا رہا
جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اسکو عورت بتایا مگر اسکی
داڑھی لمبی اور صورت مردانہ تھی لیکن بعد میں یقین
ہو گیا کہ وہ عورت ہی ہے -

فزونی کا قیام کشمیر و لاہور : فزونی کے قیام کشمیر کو اس لحاظ سے خاص اہمیت ہے کہ اس سفر کا حال نہ صرف اس نے خود بیان کیا ہے بلکہ تذکرۂ میخانہ میں بھی موجود ہے یہیں اسکی ملاقات میخانہ کے مؤلف سے ہوئی جس نے فزونی کی مشہور کتاب بحیرہ کا ذکر کیا - غالباً یہیں فزونی کی ملاقات صفدر خان سے بھی ہوئی - بحیرہ(۱) میں مؤلف نے اپنے سفر کا ذکر ضمنی طور پر اس طرح کیا ہے :-

و مثل این موضع در کشمیر است در موضعی که مشهور است
به پیر پنچال و محرر این سطور بوقت تحریر این کلمات در کشمیر
بود از اعزه آن ملک این قضیه را تحقیق نمود جمله بر این
معنی شهادت دادند -

البتہ میخانہ(۲) میں بعض ضروری باتیں درج ہیں -

جس زمانے میں فزونی کشمیر میں آیا اس کا حاکم صفدر خان
تھا - اس نے بڑے تکلف سے فزونی کو اپنی خدمت (۳) میں

---

(۱) ص ۴۷۰ - (۲) ص ۴۴۴ -

(۳) بہر حال میخانہ کے بیان سے واضح ہے کہ فزونی کی ملاقات صفدر خان سے کشمیر میں ہوئی لیکن عرفات عاشقین ورق ۵۷۶ب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفدر خان کی خدمت میں کچھ دنوں رہ چکنے کے بعد کشمیر گیا - جب عرفات کا مولف ۱۰۲۴ ہجری کے قریب فزونی کا حال لکھ رہا تھا تو اس کی جائے قیام سے واقف نہ تھا -

رکھا اور اس کی تربیت میں بڑی توجہ کی - جب ۱۰۲۵ ہجری کے شروع میں اس ملک کی حکومت جہانگیری فرمان کے مطابق صفدر خان کے بجائے احمد بیگ کابلی کو ملی تو معزول شدہ خان کے ساتھ فزونی کشمیر سے ہندوستان چلا آیا مگر لاہور میں اس سے پھر جدا ہو گیا -

اور اس بیان(۱) سے قبل بھی ایک جملہ موجود ہے -

چنانچہ جب یہ خاکسار (مؤلف میخانہ) دار العیش کشمیر گیا تو فزونی وہاں مقیم تھا - فزونی کے کشمیر جانے اور واپس آنے کے سلسلے میں چند تاریخوں کا تعین ضروری ہے -

(ا) مولف میخانہ کے کشمیر پہنچنے کی
(ب) صفدر خان(۲) کے حاکم کشمیر ہونے اور پھر معزول ہونے کی

خود مولف میخانہ نے اپنے کشمیر جانے کے متعلق کئی جگہ لکھا ہے -

---

(۱) ص ۴۴۳ -

(۲) مرزا یوسف خان مشہدی کا بڑا لڑکا تھا مرزا ۹۹۵ ہجری میں حاکم کشمیر ہوا ۹۹۹ ہجری میں اپنے عہدے سے مستعفی ہو گیا - تھوڑے دنوں بعد اپنے عہدے پر بحال ہو گیا ۱۰۰۳ ہجری میں داروغۂ توپخانہ مقرر ہوا (بلاکمین ص ۳۴۶ بعد) باپ کی وفات پر بیر کا تھانے دار مقرر ہو گیا - جہانگر نے صفدر خان کا خطاب عنایت کر کے بہار کا حاکم بنایا - پھر منصب میں اضافہ کر کے کشمیر کا حاکم مقرر کر دیا - ۲ سال بعد اس عہدے سے معزول ہوا - شاہ جہان نے صف شکن خان کا خطاب عطا کیا ۱۰۵۵ھ میں وفات پائی (مآثر الامرا ج ۲ ص ۲۳۶ے—۲۳۸ے) -

(۱) چون(۱) در سنۂ خمس و عشرین و الف (۱۰۲۵) بلاهور رسیدم طاعون گرم شده بود ـ از بیمه بلا توقف ازاں بلده بدار العیش کشمیر روانه شدم

(۲) این ضعیف(۲) از ایشاں وداع شده بدار العیش کشمیر رفت ـ ازاں تاریخ که آخر خمس و عشرین و الف بود تا لغایة الخ

پروفیسر شفیع لکھتے ہیں (۳) :

ابتدائے ۱۰۲۵ ہجری میں وہ لاہور پہنچا ـ لاہور میں ان دنوں طاعون کا زور تھا اس لئے وہ فوراً کشمیر کو روانه ہوا ـ

بہر حال ، میخانه کے مطابق فزونی اواخر ۱۰۲۵ میں اور پروفیسر شفیع کے مطابق (میخانه ہی کے ماخذ سے) ۱۰۲۵ ہجری کے وسط میں کشمیر پہنچا ہوگا ـ

اب صفدر خاں کی تاریخ تقرر ملاحظه ہو :

توزک جہانگیری(۴) میں ہے که ششم دے (وسط ذی قعده ـ اواخر دسمبر) ۱۰۲۲ ھ کو صفدر خاں کشمیر کی حکومت کے لئے روانه ہوا ـ اور میخانه(۵) میں ہے :

---

(۱) ص ۵۰۹ ـ
(۲) ص ۵٦٦ ـ
(۳) دیباچۂ میخانه ص "د" ـ
(۴) ص ۱۲۵ ـ
(۵) ص ۴۷۸ ـ

چوں در سنه ثلث عشرین و الف بندگان حضرت خلافت پناهی حکومت دار العیش کشمیر را به تقریب تقصیر خدمت تبت از هاشم خاں(۱) تغییر نموده به ولد ارشد میرزا یوسف خاں صفدر خاں مقرر فرمود

ماثر الامرا(۲) میں هاشم خاں کی معزولی اور صفدر خاں کی تقرری کی تاریخ ششم سال(۳) جلوس جهانگیری دی هے جو ۱۰۲۰ کے مطابق هے جو نه جانے کس غلط فهمی کا نتیجه هے۔ کیونکه توزک میں سنه کے ساتھ ساتھ یه واقعه ''جشن هشتمیں نوروز،، کے ذیل میں بیان هوا هے۔ سیخانه میں بهی یه سقم هے که اواخر ۱۰۲۲ هجری کے بجاے ۱۰۲۳ هجری درج هوگیا هے۔ بظاهر معلوم هوتا هے که صفدر خاں اوائل ۱۰۲۳ هجری میں کشمیر پهنچا هوگا۔

صفدر خاں کی معزولی کی تاریخ قابل غور هے :

توزک میں ''جشن دهمیں نوروز،، کے ذیل(۴) میں آیا هے :

در پنجم ماه آذر خنجر مرصع بداراب خاں عنایت شد۔ چوں از صفدر خاں حاکم کشمیر بعض مقدمات مسموع گشت او را از حکومت آن جا معزول ساخته احمد بیگ خاں را....

---

(۱) هاشم خاں قاسم خاں میر بحر کا بیٹا تها - هاشم اوڑیسه کا مرزبان تها - اسکے کشمیر پهنچنے تک اسکا چچا خواجگی محمد حسین اس کا قائم مقام تها تفصیلی حالات کے لئے ملاخطه هو ماثر الامرا ج ۳ ص ۶۴۰—۶۴۱ مگر تاریخ تقرر ۱۰۲۰ کے بجائے ۱۰۲۲ هونا چاهئے - قاسم خاں میر بحر کے لئے ماثر الامرا ج ۳ ص ۶۲—۶۶ اور خواجگی کے لئے جلد اول ص ۶۷۱ ملاخطه کیجئے -

(۲) ج ۲ ص ۷۳۶ -

(۳) مگر ج ۱ ص ۶۷۱ پر هاشم خاں کا تقرر سال پنجم میں بتایا هے وه تین سال حاکم کشمیر رها اس لئے معزولی آٹهویں سال هونا چاهئے -

(۴) ص ۱۳۹ -

نواختہ بصاحب صوبگی ولایت کشمیر سرفرازی بخشیدم
و منصب او را کہ دو ہزار و پانصدی ذات و ہزار و پانصد
سوار بود برقرار داشتہ....رخصت شد....در پانزدهم ماه
مذکور الخ -

ہ آذر ۲٦ نومبر اور وسط ذی قعدہ ۱۰۲۴ کے مطابق ہے،
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اواخر ۱۰۲۴ ھ میں احمد بیگ کشمیر
پہنچ گیا ہوگا۔ مگر میخانہ(۱) میں ہے :-

در ابتداء سنہ خمس و عشرین و الف حکومت آن دیار
بفرمان جہانگیر شاہی از تغییر صفدر خان بہ احمد بیگ خان(۲)
کابلی مقرر شد۔

دوسری(۳) جگہ اور آیا ہے۔

القصّہ آن عزیز در سنہ خمس و عشرین و الف از کشمیر
برآمد و ہمراہ صفدر خان بلاہور رفت۔

مآثر الامرا (۴) میں احمد بیگ کا تقرر بغیر تعین تاریخ دیا ہے
لیکن صفدر خاں کی معزولی جلوس جہانگیری کے آٹھویں سال بیان ہوئی
ہے جو اسکے تقرر کی تاریخ کی طرح غلط ہے یعنی اس میں دو سال کی

(۱) ص ۴۴۴ -

(۲) ۱۰۰۲ ہجری میں جب کشمیر مختلف جاگیرداروں میں تقسیم ہو گیا تو ان کا سرگروہ احمد بیگ ہی تھا - آصف جاہ کی بہن سے شادی ہو جانے پر اور بھی معزز ہو گیا - ۱۰۲۸ میں معزول ہوا اور چند دنوں بعد انتقال ہو گیا (مآثر الامرا ج ۱ ص ۱۲٦) -

(۳) ص ۴۷۹ -

(۴) جلد اول ص ۱۲٦ -

کمی ہے اور میخانہ میں جس طرح تاریخ تقرر میں سقم ہے اسی طرح تاریخ معزولی اواخر ۱۰۲۴ ہجری کے بجائے اوائل ۱۰۲۵ ہے۔ بہر حال یہ بات بعید از قیاس نہ ہوگی کہ ذی قعدہ ۱۰۲۴ ہجری کا معزول حاکم کشمیر سے ۱۰۲۵ ہجری کی ابتدا میں روانہ ہوا ہو ممکن ہے کشمیر کی سرحد پار کرتے وقت تک سال ختم ہوگیا ہو۔ لیکن بہر حال یہ قباحت باقی رہ جاتی ہے کہ ایک طرف خود مولف میخانہ اپنا ورود کشمیر اواخر[1] ۱۰۲۵ھ اور فزونی سے وہیں اپنی[2] ملاقات بتاتا ہے اور دوسری طرف[3] اوائل ۱۰۲۵ ھ میں صفدر خان کی معزولی اور اسکے ساتھ فزونی کی کشمیر سے واپسی بیان کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ عسکری کاشانی کے ضمن[4] میں لکھتا ہے کہ وہ ۱۰۲۲ ھ میں ہاشم خاں کی معزولی کے بعد ۲ سال تک کشمیر میں رہا اور وہاں سے ۱۰۲۵ ہجری میں صفدر خاں کے ساتھ لاہور آیا اور قیام کشمیر میں اسکی اور عسکری کی خوب صحبت[5] رہی۔ اگر میخانہ کے دونوں بیانات کو کیھنچ تان کے ملایا جائے تو بھی مولف میخانہ کی ملاقات عسکری و فزونی سے بالکل سرسری اور نہایت چند روز کی متصور ہوگی۔ لیکن توزک کے بیان کے رو سے تو یہ ملاقات ثابت ھی نہو سکے گی کیونکہ صفدر خاں نے ھر حال میں ابتدائے ۱۰۲۵ ہجری میں کشمیر چھوڑ ھی دیا ہوگا دیکھئے بعض جزوی و فروعی لغزشوں سے کتنی الجھن بڑھ جاتی ہے۔

---

(۱) ص ۵۶۶ ھ۔
(۲) ص ۴۴۳ ۔
(۳) ص ۴۴۴ ۔
(۴) ۴۷۸—۴۷۹ ۔
(۵) ص ۴۷۹ ۔

ایک بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ فزونی نے صفدر خاں کا ذکر اپنے قیام لاہور کے دوران میں کیا ہے۔ اگرچہ اس نے اپنے قیام کشمیر کا بھی ذکر کیا ہے، مگر وہاں خان مذکور کا نام تک نہیں لیتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قبل دونوں میں کوئی ربط ضبط تھا ہی نہیں۔ ملاحظہ(۱) ہو:-

در سلطان پور کہ یکی از قصبات(۲) لاہور است در حینی کہ چند روز حسب التقدیر در خدمت صاحب واجب الاحترام سر آمد خوانین کرام خلاصہ دودمان مصطفوی بر گزیدۂ سلسلہ مرتضوی خان بلند ہمت عالیشان المخاطب بخطاب شاہنشاہی مرزا لشکری صفدر خاں میبود۔

اگر فزونی کی صفدر خاں سے ملاقات کشمیر کے بجائے لاہور فرض کر لی جائے تو یہ بات تو ٹھیک ہوجائے گی کہ فزونی ۱۰۲۴ میں مالوے سے چل کر ۱۰۲۵ کے اوائل میں لاہور پہنچا ہوگا لیکن پھر مزید یہ نقص پیدا ہوجائے گا کہ اسکی اور صاحب میخانہ کی ملاقات کشمیر ثابت ہی نہوسکے گی حالانکہ صاحب میخانہ نے صاف طور پر تحریر کردیا ہے کہ اسکے ورود کشمیر کے قبل فزونی کشمیر میں موجود تھا۔ بہر حال واقعات جو کچھ بھی ہوں اور غلطی جہاں بھی ہو یہ بات بالکل مسلم ہے کہ فزونی اور صاحب میخانہ کی اور فزونی اور

---

(۱) ص ۵۱۹—۵۲۰۔

(۲) لاہور میں فزونی کچھ دنوں مقیم رہا ہوگا اس لئے کہ لاہور کی عمارتوں کی خوبیوں کے پیش نظر ان کا مقابلہ نورسپور کی عمارتوں سے کرتا ہے (ملاحظہ ہو فتوحات عادلشاہی ص ۱۵۷)۔

صفدر خاں کی ملاقات کشمیر میں ہوئی لیکن یہ ملاقات بالکل سرسری اور کم وقتی ہے - اور یہ بھی مسلم ہی ہے کہ صفدر خاں ہی کے ساتھ فزونی لاہور واپس ہوا لیکن میخانہ کی مقرر کی ہوئی تاریخیں مشکوک ضرور ہیں -

تفصیل بالا سے فزونی کے سفر کشمیر، لاہور اور سلطان پور کا حال معلوم ہوگیا اور یہ بھی طے ہوگیا کہ اواخر ۱۰۲۴ سے ۱۰۲۶ ہجری تک یہ سفر ہوا ہوگا۔ بحیرہ میں ۱۰۲۵ اور ۱۰۲۶ ہجری کی قید کے ساتھ تین واقعے بیان ہوئے ہیں :-

(۱) ۱۰۲۵ ہجری (۱) میں ہندوستان کے ایک شہر حمیر(۲) میں ایک عورت کے پیٹ سے ایک وقت میں کچھوا اور اونٹ کا بچہ پیدا ہوا - دونوں کو جہانگیر پادشاہ کے پاس لے گئے - شاہی حکم ہوا کہ اس واقعہ کو جہانگیر نامہ(۳) میں شامل کر لیا جائے

(۲) ۱۰۲۶ ہجری(۴) میں عراق کے چند تاجروں نے بیان کیا کہ ماوراالنہر کے فضلاء میں ایک شخص مولانا فتح اللہ نامی

---

(۱) ص ۵۲۳ -

(۲) بظاہر اجمیر ہونا چاہئے - جہانگیر ۱۰۲۲ سے ۱۰۲۵ تک اجمیر کے اطراف میں مقیم رہ چکا تھا - ممکن ہے انہیں ایام میں یہ واقعہ اجمیر ہی میں رونما ہوا ہو - ہندوستانی شہروں کے نام عموماً غلط چھپ گئے ہیں -

(۳) لیکن توزک جہانگیری میں مجھے یہ واقعہ نہیں ملا - ۱۰۲۵ ہجری جشن دھمیں نوروز کے آخری دو ماہ اور جشن یازدھمیں کے ابتدائی دس ماہ کے مطابق ہے - ان واقعات کے درمیان مذکور الصدر واقعہ درج نہیں ہے (ملاحظہ ہو ص ۱۵۲—۱۷۱) -

(۴) ص ۳۸۰ -

چالیس سال سے جزایر زیرباد میں مقیم ہے اس نے ان جزایر کی خوب سیر کر لی ہے اور وہاں کے عجایب ضبط تحریر کر لئے ہیں ۔ راجا کے یہاں مولانا کی بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے ۔ وہ تاجر مولانا کی دو کتابیں لائے ایک کا نام عین العیان اور دوسری کا کوئی دوسرا نام تھا ۔ اس میں اپنے دوستوں کا بیان کیا ہوا واقعہ نقل کیا ہے جسکو فزونی نے بحیرہ میں بھی درج کر لیا ہے ۔

(۳) شہنشاہ اکبر کی(۱) سخاوت ، شاہزادہ سلیم کی پیدایش ۔ عرفی کی استادی اور صباح عید الخ قصیدہ کا ذکر اور حسین مروی کے ایک قصیدہ کے صلے میں دو لاکھ تنکے کے انعام کا ذکر کرکے لکھتا ہے :

امروز کہ سال تاریخ ہجری بعقد ۱۰۲۶ھ رسیدہ چہار گوشہ ہندوستان طبیعت باغ جناں گرفتہ است و میش با گرگ در یک آبشخور میجوشند و ہیچ شکستہ نیست کہ از انعام عام ایشان بہرہ مند نگشتہ باشند

فزونی نے فتوحات عادلشاہی میں جہاں اپنے سفر ایران و ہند میں دیکھی ہوئی عمارتوں کا ذکر کیا ہے ان میں الہ‌آباد ، آگرہ، دہلی اور لاہور کی عمارتوں(۲) کا بھی ذکر شامل ہے ۔

ایں ذرۂ احقر بناہای کہ اکبر پادشاہ در الہ‌آباد ساختہ بنظر در آوردہ و بناہاے آگرہ دہلی و لاہور را دیدہ ۔

---

(۱) ص ۲۳۷ ۔
(۲) ص ۱۵۷ ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ لاہور کے علاوہ الہ‌آباد۔ آگرہ اور دہلی کی بھی بخوبی سیر کر لی تھی لیکن اس کی تفصیل سے فی الحال ہم قاصر ہیں۔ یہ بھی نہیں بتایا جاسکتا کہ وہ کن تاریخوں میں شمالی ہند کے ان شہروں میں موجود تھا۔

فزونی کی سیاحت دکن: میخانہ کے(۱) مطابق فزونی لاہور میں صفدر خاں سے الگ ہوکر دکن کی طرف روانہ ہوگیا۔ ممکن ہے کہ اجین کے راستہ سے گیا ہو اور اجین والا واقعہ اسی سفر میں در پیش ہوا ہو۔ بہر حال اس نے دکن کی کافی سیر کی۔ بحیرہ میں بدایع جبال کے باب میں یہ جملہ ملتا ہے(۲): محرر ایں سطور معدن الماس را در بعضی کوهای جنوبی هند دیده

فتوحات عادلشاهی سے معلوم ہوا کہ فزونی نے (۳) احمد نگر کی عمارتیں بھی دیکھی ہیں۔ ممکن ہے کچھ دنوں وہاں رہ بھی چکا ہو اس وقت نظام شاہی سلطنت تقریباً ختم ہو چکی تھی اس لئے دربار سے وابستگی کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔

فزونی نے بحر ہند کے بعض جزیروں کو بھی دیکھا تھا جیسا کہ بحیرہ کی حسب ذیل(۴) عبارت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

درخت عود در جزایر بحر هند می باشد و محرر این سطور مشاهده آن درخت نموده در غایت بلندی و رفعت میشود اهل هند او را اگر نامند۔

---

(۱) ص ۴۴۴ -
(۲) ص ۳٦٦ -
(۳) ص ۱۸۷ -
(۴) ص ۳۸۷ -

فزونی کا سفر حج: دکن و جزایر بحر ہند کے علاوہ بحیرہ سے اور کوئی معلومات حاصل نہیں ہوتی۔ بعد کے واقعات کے لئے اسی مصنف کی دوسری کتاب فتوحات عادلشاہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے لیکن قبل اس کے کہ اس آخری کتاب سے فزونی کی شخصیت کے تعین میں مدد لی جائے یہ طے کرنا ہے کہ بحیرہ اور فتوحات عادلشاہی دونوں ایک ہی مولف کی تخلیق ہیں۔ بحیرہ میں مولف نے اپنا تخلص فزونی اور اپنا وطن استرآباد بتایا ہے اور بار بار اپنے کو فزونی استرآبادی لکھتا ہے۔ اس کتاب سے اسکے طویل سفر کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے حسب ذیل قراین کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ دونوں کتابوں کا مولف ایک ہی تھا۔

۱۔ دونوں کا تخلص ایک ہی ہے۔

۲۔ دونوں کا وطن ایک ہی ہے۔

۳۔ دونوں ہم عصر ہیں۔

۴۔ دونوں سیاح تھے۔

۵۔ دونوں نے عراق، ایران و ہندوستان کی خوب سیاحت کی تھی۔

۶۔ دونوں مورخ تھے۔

۷۔ بعض لوگوں نے دونوں کو ایک قرار دیا ہے مثلا سٹوری مؤلف[۱] پرشین لٹریچر۔ پروفیسر محمد شفیع صاحب قیاس کرتے ہوئے اس دشواری کا احساس[۲] کرتے ہیں کہ فہرست موزۂ برطانیہ[۳] میں فزونی کے حالات میخانہ سے کسی قدر مختلف ہیں۔ فتوحات کے دیباچے

---

(۱) پرشین لٹریچر جزو ۲، ص ۷۴۳ نمبر ۱۰۱۵ -

(۲) ص ۴۴۴—۴۴۵ (حاشیہ)۔

(۳) جلد اول ص ۳۱۷ -

سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کرنے کے بعد وہ اپنے وطن کی واپسی کا ارادہ رکھتا تھا مگر وطن کی راہ پر امن نہونے کی بنا پر وطن کو واپس نہو سکا بلکہ ہندوستان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ واپسی کا یہ سفر بہت تکلیف دہ تھا اور چند دنوں مشقت سفر برداشت کرنے کے بعد مالابار کے ساحل پر اس کا جہاز لنگر انداز ہوا۔ وہاں سے فزونی بیجاپور آیا۔ اس وقت محمد عادلشاہ سلطنت بیجاپور پر متمکن تھا۔ اس کے وزیر مصطفے خاں (۱) نے بڑی خاطر تواضع کی اور بادشاہ کے دربار میں رسائی کی صورت پیدا کردی۔ فزونی کے ساتھ بظاہر بہت عمدہ سلوک ہوا کیونکہ اس نے تقریبا چار سال کی محنت سے سلطان محمد عادلشاہ کے لئے فتوحات عادلشاہی نام سے عادلشاہیوں کی ایک تاریخ لکھی جس میں اول چار بادشاہوں کے حالات مختصر اور ابراہیم عادلشاہ ثانی اور محمد عادلشاہ کے حالات بڑی تفصیل سے پائے جاتے ہیں۔ یہ تاریخ ۱۰۵۰ (۲) اور ۱۰۵۵ (۳) کے درمیان مکمل ہوئی۔

---

(۱) اس کا نام محمد امین تھا جو ملا محمد لاری ملقب به ملا بابا وکیل السلطنت ابراہیم عادل شاہ ثانی (مقتول ۱۰۳۴ھ) کا داماد تھا۔ اس نے سلطان محمد کو تخت نشین کرانے میں نمایاں خدمت انجام دی تھی۔ سلطان محمد کی تخت نشینی (۱۰۳۷ھ) پر اسکو مصطفلی خان کا خطاب ملا اور ساتھ ھی اسکا وزیر مقرر ھوا وہ شعرا و فضلا کا بڑا مربی تھا۔ آتشی کے متعدد قصیدے اس کی مدح میں پائے جاتے ھیں اسکا لقب خان بابا ہے۔ ملاحظہ ھو بساتین السلاطین ص ۳۱۱—۳۱۳ اور محمد نامہ ص ۲۶۹۔

(۲) ورق ۶ ا ب۔

(۳) ریو نے فتوحات کے حوالے سے لکھا ہے کہ محمد عادلشاہ نے ۱۰۵۴ میں گیسو دراز کے مزار پر حاضری دی۔ (کٹیلاگ ج ۱ ص ۳۱۷) لیکن ظہور نے محمد نامہ میں ایک مرتبہ ۱۰۳۷ ھجری میں بادشاہ کے تشریف لے جانے کا ذکر کیا ہے (ص ۱۵۰—۱۵۱) اور دوسری بار ۱۰۳۷ ھجری میں ص ۳۵۰—۳۵۱) ظاہر ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے۔ ڈاکٹر جادو ناتھ نے حاشیہ پر تصحیح کر دی ہے کہ ۱۰۵۷ ہونا چاہئے مگر فتوحات کے اعتبار سے ۱۰۵۴ صحیح ھوگا۔ مقیم استر آبادی اور ملا ظہور کے قصائد فتوحات اور محمد نامے میں درج ھیں۔ فتوحات ص ۳۸۶—۳۸۹ محمد نامہ ص ۳۵۴ بعد۔

بحیرہ کا سال اختتام ۱۰۴۷ھ ہے قرین قیاس یہی ہے کہ ۱۰۴۰ اور ۱۰۵۰ کے درمیان سفر حج پر گیا ہوگا۔

فزونی کی تصانیف: فزونی کی دو کتابوں کا پتہ چلا ہے۔ ایک بحیرہ۔ دوسری فتوحات عادلشاھی۔

(۱) **بحیرہ**۔ یہ کتاب اسم با مسمی ہے۔ اس میں دنیا بھر کی معلومات اکھٹا کر دی گئی ھیں۔ اس سے مولف کی وسعت معلومات، بڑے تجربے، طول طویل سیاحت، وسیع مطالعے اور تاریخی و تنقیدی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۰۲۵ ھجری کے قریب جب بحیرہ اختتام کی منزلیں طے کر رھی ہے مؤلف میخانہ نے فزونی کی تاریخی و انتقادی صلاحیتوں اور بحیرہ کی امتیازی خصوصیت کا ذکر ان(۱) الفاظ میں کیا تھا۔

> فاما تتبع نظم و نثر بسیار کردہ بہ تخصیص تواریخ و دران فن مہارت تمام دارد چنانچہ در وقتی کہ این ضعیف بدار العیش کشمیر رفت فزونی در آنجا رحل اقامت انداختہ بود و بتالیف کتابی اشتغال داشت۔ در آن بلدۂ دل پذیر آن تصنیف بی نظیر را باتمام رسانید و نام آن نسخہ را بحیرہ گردانید۔ الحق کہ آن تاریخ را بسیار خوب نوشتہ و در تحقیق اخبار آنچہ لازمہ مؤرخ است و تعلق بسیاق تاریخ دارد دقیقہ فروگذاشت نکردہ است۔

بحیرہ کی ابتدا ۱۰۱۷ ھجری کے قریب ہوئی اور ۱۰۲۵ ھجری میں مؤلف میخانہ کی ملاقات کے وقت تقریباً مکمل ہوگئی تھی لیکن

(۱)

نظر ثانی کا کام مدتوں جاری رہا۔ یوں تو ۱۰۲٦ هجری تک کے واقعات اس میں شامل هیں لیکن ایک(۱) جگه ضمنا یه جمله آ گیا هے : ''بتاریخ هزار و چهل و هفت که راقم حروف بکار نوشتن بحیره بود،،۔

اگر یه تاریخ (۱۰۴۷ھ) هندسوں میں هوتی تو اسکو کتابت کی غلطی پر محمول کر کے ۱۰۲۷ هجری صحیح تاریخ فرض کر لی جاتی مگر لفظوں میں هونے کی وجه سے دشواری هوگئی هے۔ ممکن هے اصل نسخه میں ۱۰۲۷ھ هی هو طباعت کے وقت اسکو غلطی سے ۱۰۴۷ پڑھکر لفظوں میں لکھدیا هو یا اصل نسخه هی میں ۱۰۴۷ هجری کتابت کی غلطی کی بنا پر درج هو گئی هو۔ مگر بحالت موجوده اس کا سنه تالیف ۱۰۴۷ هجری هی ماننا پڑے گا۔

بحیره کے نسخے اس قدر کمیاب(۲) هیں که آج تک کسی کتابخانے میں اسکے نسخے کا پته نہیں چلا تھا۔ خوش قسمتی سے ایران میں احمد شاه قاچار کے دور میں ۱۳۲۸ هجری میں آقا شیخ عبد الکریم مؤسس مدرسهٔ مقدسهٔ معارف اسلامیه کے حسب امر استاد میرزا امان الله کے مطبع(۳) میں چھپی۔

---

(۱) ص ۵۸٦۔

(۲) آقاے عبد الکریم نے دیباچے میں نسخه کی قلت کا ذکر کرتے هوئے یه فقره لکھا هے ۔ '' بانحصار نسخه ای '' اس سے خیال هوتا هے که ان کے پیش نظر ایک هی نسخه تھا اس وجه سے اس میں غلطیاں بھی زیاده هیں خصوصاً شهروں اور ملکوں کے ناموں میں ۔

(۳) اس کا سائیز ۳"۰۸ × ۳"۰۱۳ اور لکھی هوئی سطح ٦"۰۵ × ٦"۰۱۰ هے حجم ٦۵٦ صفحات ۔ هر صفحے میں ۲۲ سطریں ۔ خط نستعلیق نسبتاً خفي ۔

یہ کتاب ۴۴ باب میں منقسم ہے ۔ ابواب کے تنوع اور موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ان کی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے ۔

باب اول　فصل اول　مکارم اخلاق

فصل دوم　عدالت و انصاف سلاطین

باب دوم　کرامت و خوارق عادات

باب سوم　حسن تدابیر سلاطین و وزراء وغیرہ

باب چہارم　غفلت ملوک

باب پنجم　شجاعت شجاعان روزگار

باب ششم　ترکتاز ملوک وغیرہ

باب ہفتم　آثار قتارون

باب ہشتم　فصل اول　انقلاب حال سلاطین و وزراء

فصل دوم　حالاتِ بے طالعان

باب نہم　حال فرومایگان کم بضاعت

باب دہم　جنگہاے عظیم

باب ۱۱　عبرت ملوک

باب ۱۲　سفراے کبار

باب ۱۳　فصل اول　استقلال ملوک

فصل دوم　جشنہاے بزرگ

باب ۱۴　مکر زنان

باب ۱۵　خوبی ہاے زنان

باب ۱۶　فصل اول　جود برامکہ

فصل دوم　سخاوت قاآن

باب ۴۱ طلسمات وغیرہ

باب ۴۲ غرایب طیور

باب ۴۳ غرایب جزایر

فصل اول جزایر اڑیسہ

فصل دوم جزایر عالم

فصل سوم نوادر جزایر

فصل چہارم نوادر جزایر مغرب

باب ۴۴ فصل اول عمارات عالیہ

فصل دوم وجہ تسمیۂ بلدان

فصل سوم وجہ تسیمہ خطابات و القابات

خاتمہ معموری بلاد

فتوحات عادلشاہی : عادلشاہیوں پر سب سے زیادہ ضخیم کتاب ہے جو ۴ سال کے وقفے میں لکھی گئی۔ اتفاق سے یہ کتاب بھی بحیرہ کی طرح کمیاب ہے۔ اس کے صرف دو نسخے برٹش میوزم میں موجود ہیں انکی تفصیل ریو کے فارسی مخطوطات کے کٹیلاگ جلد اول ص ۳۱۷، ۳۱۸ پر درج ہے۔ ایک نسخے کے اوراق کی تعداد ۴۰۵۔ سایز ۹¼″×۵¼″ ہے ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں۔ ڈاکٹر جادو ناتھ سرکار کے پاس اس نسخے کی ایک نقل (روٹو گراف) موجود ہے۔

فتوحات کے ابواب کی تقسیم اس طرح پر ہے :-

باب اول یوسف عادل شاہ

باب دوم اسماعیل عادل شاہ

باب سوم ابراہیم عادل شاہ

باب چہارم علی عادل شاہ

باب پنجم ابراهیم عادل شاہ ثانی

باب ششم محمد عادل شاہ

فزونی کی شاعری: فزونی کی شاعری کا نمونہ بہت کم موجود ہے۔ عرفات(۱) عاشقین میں ایک غزل کے تین شعر ملتے ہیں جن میں مطلع ریاض الشعراء اور مخزن الغرایب میں بھی نقل ہوا ہے۔ میخانہ میں ۸۹ بیت کا ایک ساقی نامہ دیا ہے اور اسکی شاعری کے متعلق یہ لکھا(۲) ہے۔ :

بعضی از اشعار او خالی از حالتی و رتبہ نیست، منظومات کم دارد

یہ ساقی نامہ شاہ عباس کی مدح میں ہے۔ ممکن ہے قیام(۳) ایران کی یادگار

---

(۱) ورق ۵٦٦ ب :

پروانہ صفت دشمن بال و پر خویشم پیوستہ طپان بر سر خاکستر خویشم

کے بر سرم ہوا داغست کہ چون تیغ (کذا) سرتا قدم آراستہ چون جوهر خویشم

.... یک لحظہ کہ در تربیت اختر خویشم

(دوسری اور تیسری بیت کے پہلے مصرعے پڑھے نہیں جا سکے) ۔

(۲) ص ۳۴۳ ۔

(۳) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتح خراسان کے موقع پر لکھا گیا۔ اس فتح پر وہ کافی خوش تھا چنانچہ اس کا ذکر بحیرہ میں کیا ہے (ص ۵۰۲) اس قیاس کی صحت میں یہ ساقی نامہ ۱۰۰۷ هجری کے بعد کی یادگار ہوگا کیونکہ خراسان اسی سال فتح ہوا (ملاحظہ ہو بحیرہ ص ۵۰۲ ، عالم آرائے عباسی ص ۵٦۴ بیعد) لیکن ایک بات ضرور ہے کہ ایک بیت میں اپنی پیری کا ذکر کیا ہے (چو من شیشہ را پیر الخ) حالانکہ ۱۰۰۷ هجری میں وہ بالکل جوان رہا ہوگا کیونکہ اس سنہ کے ۵۰ سال بعد تک وہ تصنیف و تالیف میں مصروف رہا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ حسب ذیل بیت سے قیاس ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے وہ ہندوستان کی یادگار ہو۔

اگر برهمن یابدش در وجود

دگر بت کند برهمن را سجود

فزونی کو اپنے وطن سے جو محبت اور ایرانی بادشاہ سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ بحیرہ کی ص ۱۳۷ کی عبارت سے ہو سکتا ہے - یہ عبارت قبلاً نقل ہو چکی ہے ۔

مو۔ اس نظم میں بعض جگہ طنز کے اچھے نمونے مل جاتے ہیں، ۔ چند بیات درج (۱) ذیل ہیں :—

در این فصل کز فیض باد شمال
نسیم ارم را دهد گوشمال

جهان بس که سر تا بسر خرم است
تو گوئی جهان خاطر بیغم است

چرا من بیاد مئے لاله گون
پیاپی کشم آه سرد از درون

بیا ساقی آن زادهٔ روح را
ز طوفان خلاصی ده نوح را

بمن ده که یک لحظه دل خوش کنم
از این دیده طوفان آتش کنم

ازان می که در شیشه چون جا کند
چو من شیشه را پیر شیدا کند

ازان می که چون آرمش در خیال
شود مست اندیشه چون اهل حال

ازان می که عکسش دهد چون ضیا
بظلمت شناسند خورشید را

ازان می که چون بگزرد بر زبان
زبان شعله ریزد بداماں جان

---

(۱) مطبوعه ص ۴۴۵ ببعد و قلمی ورق ۳۱۲ ب ببعد ۔ مطبوعه
.ر قلمی نسخے میں فزونی کے واقعات زندگی میں کسی قسم کا اختلاف
ہیں البتہ ساقی نامے میں مطبوعه نسخے میں ۸۴ اور قلمی میں ۸۹
بات ہیں ۔

ازان می که بادش وزد چون به تاک
شود مست و بیهوش افتد بخاک
اگر جرعهٔ بر زمین زان چکد
فلک سان زمین را بچرخ آورد

بیا ساقی آن آب آتش اثر
که هر قطرهٔ او بود چون شرر
بمن ده که آتش پرستی کنم
چو مردان ره ترک هستی کنم
که از جور این نه خم نیلگون
چنانم که عاقل بدست جنون
من آن خرمی دیده‌ام از جهان
که پروانه از شمع و دل از سنان
من آن مردمی دیده‌ام از فلک
که بیند تن از نیش زخم از نمک
من آن مرحمت دیدم از روزگار
که بیند دل عاشق از هجر یار
ز بس کو نخواهد دل شادمان
نخواهد که شادی بود در جهان

بده ساقی آن جام پر آتشم
که بر یاد جم جاه عادل کشم
خداوند شمشیر و جام سریر
چو آبا و اجداد آفاق گیر

خدنگش رگ جان خصمان گرفت
بیک حملہ تیغش خراسان گرفت
سر افراز شاہان شہ دین پناہ
شہ عالی اندیش عباس شاہ

ماخذ

اس مقالے کی تیاری میں حسب ذیل قلمی و مطبوعہ کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

۱ - آئین اکبری تصحیح سر سید احمد خان مطبع اسماعیلی دھلی

۲ - آئین اکبری ترجمہ بیوریج (انگریزی) جلد دوم

۳ - بحیرہ مولف فزونی استرآبادی تہران ۱۳۲۸ ھجری قمری

۴ - بساتین السلاطین۔ مولفہ ابراھیم زبیری۔ سیدی پریس حیدرآباد

۵ - پرشین لٹریچر۔ سٹوری۔ جزو تاریخ ہند۔ (انگریزی)

۶ - تاریخ عالم آرائے عباسی - دو جلد امیر کبیر تہران و کتاب فروشی تایید اصفہان۔ ۱۳۳۵ ھجری خورشیدی

۷ - توزک جہانگیری تصحیح سید احمد خاں۔ غازی‌پور ۱۸۹۳، علی گڑھ ۱۸۹۴

۸ - ریاض الشعراء نمبر ۱۳۷—۱۳۸ (تاریخ) لٹن لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۹ - طبقات اکبری - بی - ڈے رائل ایشیاٹک سوسائیٹی بنگال کلکتہ ۱۹۱۷

۱۰ - عرفات عاشقین نسخہ خطی بانکی‌پور

۱۱ - فتوحات عادلشاهی نسخه خطی برٹش میوزم (ریو جلد اول ص ۳۱۷—۳۱۸) اسی کا ایک روٹو گراف ڈاکٹر جادو ناتھ سرکار کے پاس ہے وہ میرے زیر مطالعہ رہا۔

۱۲ - گلشن ابراهیمی یا تاریخ فرشته بمبئی ۱۸۳۲ -

۱۳ - لغت نامه دهخدا ۱۳۲۰ - ۱۳۳۶ خورشیدی چاپخانه مجلس تهران۔ جزو متعلقه ۱۳۳۰ خورشیدی

۱۴ - مآثر الامرا مولفه شاه نواز خاں صمصام الدوله۔ رایل اشیاٹک سوسائیٹی بنگال۔ کلکته جلد اول ۱۸۸۸، جلد دوم ۱۸۹۰، جلد سوم ۱۸۹۱

۱۵ - محمد نامه قلمی مولفه ملا ظهور بن ظهوری - نسخه مملوکهٔ ڈاکٹر جادو ناتھ سرکار۔ کاتب فصیح احمد گیاوی ۱۹۱۹ - اصل نسخه مملوکهٔ کتاب خانهٔ کپورتھله۔ مسلم یونیورسٹی میں بھی ایک نسخه موجود ہے - مگر مقالے میں نسخه اول کا حواله ہے -

۱۶ - میخانه (قلمی) مسلم یونیورسٹی کتاب خانه سنه کتابت ۱۰۳۶

۱۷ - میخانه (مطبوعه) باعتنا پروفیسر شفیع - لاهور ۱۹۲۶ء

۱۸ - نظم گزیده مولفه ناظم تبریزی - نسخه مسلم یونیورسٹی سبحان الله کلکشن سیرت و تذکره، نمبر ۳۳—۳۴ - بظاهر اس کا کوئی اور نسخه کسی کتاب خانے میں موجود نهیں تالیف ۱۰۳۶—۱۰۳۷ھ کتابت ۱۱۹۳ ھ

۱۹ - برٹش میوزیم کیٹلاگ مرتبه ریو۔ ج اول - لندن ۱۸۷۹ء

عبدالصمد صارم

اسلام کھنڈ

یو۔پی کے قصبات و دیہات میں جب دیہاتی لوگ رات کے وقت چوپال میں جمع ہوتے ہیں تو عموماً اسلام کھنڈ بڑے ذوق و شوق سے سنتے ہیں، عوام میں جس قدر مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی شاید کسی دوسری کتاب کو میسر نہیں آ سکی۔ اسلام کھنڈ در اصل اسلام کا شاھنامہ ہے جو اودھ و روھیلکھنڈ کی دیہاتی زبان میں لکھا گیا یہ کتاب ۱۳۰۴ ھ کی تصنیف ہے چنانچہ مصنف خود کہتا ہے۔

جھونٹ برابر پاپ نہیں ہے سانچ برابر ناھیں تاپ
یہی کہاوت بہتیری ہے اسکو جانت ھیں سب آپ
جھونٹ نہیں بولا ہے میں نے سانچی سانچی کہی سنائے
اصل کتاب میں جیسی کچھ تھی تیسی میں نے لکھی بنائے
نانوں(۱) اسکا اسلام کھنڈ ہے دین دھرم کی ہے تلوار
سن کا حال جو کوئی پوچھے سن ھجری تیرہ سو چار

اس کتاب میں فتوح الشام کی روایات کو بطرز آلہا اودل(۲) نظم کیا گیا ہے اور اسکو آلہا اودل ھی کے طرز میں گایا جاتا ہے مصنف سبب تصنیف اس طرح بیان کرتا ہے :

تارے چاند سرگ(۳) پر سوھیں(۴) دھرتی پر سوھیں انسان
فوجیں سوھیں رن کھتین(۵) میں، سوز ہے فوجن بیچ نشان

---

(۱) نام۔ (۲) ھندؤں کی ایک مشہور نظم
(۳) آسمان۔ (۴) زینت دیں۔
(۵) میدان جنگ۔

تالن(۱) بیچ مچھریا سوھے اور دل میں سوھے سردار
کاری (۲) بدریا کوندا سوھے، مردن (۳) پر سوھے تلوار
پھول کو سوھت ھے بگیا(۴) میں اور جگنو اندھریا رات
محفل مجلس اور سبھا میں سوھے خدا نبی کی بات
کاھے(۵) میں نے جج (۶) بکھا نی کاھے ایسی لکھی بنائے
سو میں عرض کرت ھوں تم سے سنیو یارو کان لگائے
پہلے عربی بولن میں تھی اچھی نینکی(۷) بھلی کتاب
باتیں سدھ (۸) لکھیں سب اسمیں جس کا جگ میں نہیں جواب
سانچے(۹) موتی بکھرماں اسمیں جن کی سوبھا نبرتی جائے
پھول گلاب اور بیلا چمبیلی مانو باغن دئے کھلائے
واقدی اسکے لکھنے ھارے (۱۰) دین دھرم کے سانچے امام
لکھن لڑائی سانچی سانچی جس کا نام فتوح الشام
ھوا ترجمہ پھر اردو میں اردو والن کے من بھائے
سمجھ والن سب اسکو سمجھیں لوگن عام نہ سمجھے جائے
عام مسلماں ھمرے بھائی جائیں آلہا میں شامل ھوئیں
آلہا کھنڈ جو ھندو گائیں تس(۱۱) میں جائے وہ داخل ھوئیں

---

(۱) تالاب -
(۲) کالی بدلی -
(۳) مردوں :
(۴) باغ -
(۵) کس لئے -
(۶) لڑائی کا بیان کیا -
(۷) عمدہ -
(۸) صحیح -
(۹) اس میں سچے موتی بھکیر دئے ھیں جن کی خوبی بیان نہیں ھو سکتی
(۱۰) مصنف -
(۱۱) آس -

آلہا اودل ملکے سلکے (۱) جن کے ساکے (۲) کہیں بنائے
بڑے چاؤ سے سنیں سناویں بیٹھیں مل سبھا جائے
جیسی پاویں ویسی گاویں جھوٹ سانچ کا نہیں بچار
سر اور پاؤں کچھ نا جانیں اٹکل پچو مارا مار
تاسی میرے من میں آئی اور ہردے (۳) میں گئی سمائے
سانچے جج مسلمانن کے اسی بولی میں لکھوں بنائے
دوست مرے اک لڑکائیں کے ساتھ پڑھی اک مکتب کیار
غلام مصطفے نانوں ہے انکا پیت کرپّا میت ہمار (۴)
بھاری پڑگا کھبّا ان کا راکھا اس میدان میں پاؤں
قلم اٹھائیکے لکھنے لاگا لیکے سرجن ھار (۵) کا ناؤں
موتی بکھرماں واقدی والے سو لڑی میں لئے پروئے
پھول، گلاب اور بیلا چمبیلی سو دھاگے میں دئے پروئے
بولی اردو ھندی ملمان جو سب کے ہردے سمیائے
سمجھ میں آوے سب کا ھو (٦) کے اور سنویّں کے من بھائے
سانچے حال لکھے ھیں میں نے جھونٹ کا اس میں نہیں اکار (۷)
جھونٹے موتی پر کار یجھے سانچے موتیں ھوئے بہار
مصنف کا نام مقیم الدین احمد بن ملاّ حیدر ھے چنانچہ لکھتا ھے
ڈھول مجیرن پر نا گاویں جیسے آلہا گائی جائے
ادب نبی کے اصحابن کا سوماین سب ھمرے (۸) بھائی

---

(۱) ملکھا نے اور سلکھا نے آلہا اودل کے دو رشتیدار -
(۲) معرکے - (۳) دل -
(۴) محبت کرنے والا ھمارا دوست - (۵) خدا -
(٦) کسی - (۷) نشان -
(۸) ھمارے -

اس دعا کی میں راکھت ہوں سوؤ راکھیں خیر ہمار
بھول چوک کی کریں معافی اور غلطی کو دئیں سمہار (۱)
کوئی کوئی شبدن کی غلطی پر نا کچھ کریں بچار
ہندی بولی محاورہ موافق بدلی صورت شبدن (۲) کیار
نام مقیم الدین ہے میرا ملاّ حیدر باپ کو نام
اس کے پڑھیاً اور سنویاً (۳) اے رب سکھ سے رہیں مدام
امن چین (۴) سے بسیں جگت میں رچا رہے دین اور ایمان

مصنف قصبہ بھیڑی ضلع بانس بریلی کا ساکن ہے اپنے پیر بھائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔

بہت لاڈلے پیر اپنے کے دیا پیر نے انہیں رچائے
انہوں میں آیا گن پارس کا لوہا چھوات (۵) سون ہو جائے
چھائیں کرم کی نت راکھت ہیں نگری بھیڑی پر دن رات
سوجھ قسمت ہم لوگن (۶) کی اور ہے اچھے بھاگ کی بات
کوڑا ہات میں لیے شریعت کا دیا سو چاروں اور (۷) گھمائے
ساتھا ٹیک نہیں جن جانا تنہیں نمازیں دئیں سکھائے
مسجد آپ پکی اینٹن (۸) کی دئی بھیڑی میں بنوائے
چاہیں جس محل جنت میں تیسے ان کو دے خدائے

---

(۱) سنبھال ۔
(۲) لفظ کی ۔
(۳) پڑھنے اور سننے والے ۔
(۴) ہر بیان کے آخر میں ایسا ایک مصرعہ ہوتا ہے ۔
(۵) لوہا ہو تو سونا ہوجائے ۔
(۶) لوگوں کی
(۷) طرف ۔
(۸) اینٹوں کی ۔

مقیم الدین نے گو دیہاتی زبان میں اسلام کھنڈ کو نظم کیا ھے لیکن وہ پڑھا لکھا آدمی معلوم ھوتا ھے۔ سرورق پر نام کے ساتھ قاضی حکیم مقیم‌الدین لکھا ھے، اپنے استاد محمد دیدار خان کی تعریف میں لکھتا ھے

بھائی(۱) من استاد کے میرے جب میں انھیں دکھا جائے
خوشی بھئے اور بولے مجھ سے تو نے اچھی لکھی بنائے
ادب منانے کے ناؤں اب انکا سو میں تم کو دیون(۲) بتائے
پہلے محمد اور پھر دیدار اور پھر خان کو دیو ملائے
علم(۳) پڑھایا موھے چھوٹے بدھ کی باتیں دئیں بتائے
جس اور گن ان کا جگ‌ھیں دور دور پھونچا جائے
انھیں کے ادنی شاگردون میں آت سوھو(۴) کو کرو شمار
نپٹ کرم مو پر راکھت ھیں سکھی انھیں راکھے کرتار

مصنف مشہور صاحب باطن بزرگ شاہ محمد شیر صاحب پیلی بھیت والے کا مرید تھا ان کی تعریف میں لکھتا ھے :

سمرن(۵) اب میں پیر اپنے کو اپنے مرشد کے بل جاؤں
گیان سرستی گر کی باتیں اون کے سمرن کے گر پاؤں

---

(۱) یہ کتاب میں نے اُستاد کو دکھائی تو انھیں پسند آئی۔
(۲) بتادوں۔
(۳) مجھے چھوٹے سے کو علم پڑھایا اور عقل کی باتیں بتائیں ان کا احسان دور دور ھے۔
(۴) سوھو، مجھے، موپر، مجھ پر۔
(۵) یاد۔

شاہ محمد شیر قادری ان کے ناؤں کے میں بلہار(۱)
چاندنی اون کے ست دھرم کی چھائے رہی ہے جگ سنسار
بڑے پیر بغداد والے جو سب پیروں کے سردار
تنکے لڑی کے وے موتی ہیں سوبھا (۲) سگری موتین کیار
واہی(۳) گھرانے کے دیپک ہیں جس کی جوت جگت اوجیار
پھول انہی کی پھلواری کے جس سے سوھے جگ پھلوار
آج(۴)دنا ان کے چرنن سے جگ مگ ھنست ھے پیلی بھیت
جھکت اکاس جوھیں پچھ جاتا جہاں بست ھے پیری بھیت
مانو پیری بھیت نگر میں دیپک بار دھرا کرتار
جوت دئی وہ جوت سے اپنے جو پچھ لاگ چلا سنسار

اس کے بعد گیارہ شعر اور پیر کی تعریف میں ھیں اور ان سے مدد کا طالب ھے -

ھاتھ جوڑ میں عرج(۵) کرت ھوں دیکھو میری اور چنائے
تمھرے در کا کہلاوت ھوں دوجے(۶) کس سے مانگو جائے
مانجھ دھار(۷) میں نیّا تا کہ تم ھو کھیون ھار
اپنے مریدن اور داسن کا بیڑا تمھی لگیّو پار

---

(۱) قربان -
(۲) انیٹ -
(۳) وھی گھر کے چراغ ھیں جن کی روشنی سے دنیا روشن ھے -
(۴) چرنن ، قدم-آکاس سمان ، بست بستی -
(۵) عرض کرتا ھوں -
(۶) دوسرے -
(۷) منجدھار -

مقیم اپنے پیر بھائی حافظ شاہ عبیداللہ قادری چھتاوری کا بہت معتقد معلوم ہوتا ہے لکھتا ہے

گر بھائی(۱) حافظ جی صاحب تن کے نذر گزاری جائے
بہت خوشی بھئے اور اٹھ بولے نیکا بدلہ دئے خدائے
شاہ عبیداللہ قادری اونچا ناؤں ہے پاس اور دور
اور حافظ جی چھتاوری والے اور ہیں مجددی مشہور
خاص خلیفہ ہیں مرشد کے سب گربھین (۲) کے سردار
چھاجے(۳) ان کو چتر خلافت اور وے رہے چتر کو چھاج

اپنے چچا پیر کی تعریف میں لکھتا ہے۔

سمرن اپنے چچا پیر کو حاجی میاں شاہ دیدار
جن کی صورت کے درشن سے آنکھیں سیتل(۴) من اجیار
گھری(۵) کیسوئی اون کے چرنن سو ہے آج دنا گلزار
پھیلی سباسا سگرے جگ میں سگرا مہک رہا سنسار
رچے پریم کے رنگ میں ایسے جیسے پھول رچے رس لائے
پائے سباس فرشتے دھائے(۶) جگت بھنور ہوئے رہا لبھائے
آنکھیں رچیں پریم کے رس میں جن کا گن برنانا(۷) جائے
دیکھیں ایک نظر بھر جس کو تسکو ترتی دئیں رچائے

---

(۱) پیر بھائی۔
(۲) پیر بھائیوں کے۔
(۳) زینت دے۔
(۴) ٹھنڈی۔
(۵) لیسوئی کانوں ، دنادن ، سباسا خوشبو ، سگرا سارا۔
(۶) بھاگے۔
(۷) جن کی خوبی بیان نہیں کی جاسکتی۔

اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف ھے اور اس کے بعد اصل کتاب شروع ھوتی ھے -

اسلام کھنڈ کے دو حصے ھیں آگے مصنف لکھنے نہیں پایا کہ اس کا انتقال ھوگیا پہلا کھنڈ بڑی تقطیع میں (۲۰۲) صفحات پر مشتمل ھے جس میں کم و بیش چار ہزار شعر اسی بحر اور زبان میں ھیں اس حصہ میں صرف محاربات صدیق کا ذکر ھے جہاں سے کتاب کی ابتداء ھے تاریخ واقدی کی پہلی جلد بھی محاربات صدیق پر مشتمل ھے، واقدی کی دوسری جلد محاربات عمر سے شروع ھوتی ھے اسی طرح اسلام کھنڈ کا دوسرا حصہ بھی محاربات عمر سے شروع ھوتا ھے -

پہلے کھنڈ کی ابتدا حمد، نعت اور ببر کی تعریف سے ھوتی ھے یہ تینوں بیانات ڈھائی ورق پر مشتمل ھیں اس کے بعد سبب تالیف ھے اور اس کے بعد مندرجہ ذیل عنوانات ھیں۔ پہلی جنگ تبوک، حضرت خالد کی چڑھائی، بصرہ کی لڑائی، دمشق کی پہلی لڑائی، بیت لہیا کی لڑائی حضرت خالد کا دھاوا، اور اس بیان پر حصہ اول ختم ھے -

شروع پہلی لڑائی جو مقام تبوک پر ھوئی

جس کے نور کو سب سے پہلے سرجن ھار دیا سر(۱) جائے
دھرتی اکاس چندرمان جس کے کارن دئے بنائے
لکھا ملائے عرش کے اوپر اپنے ناؤں سے جس کا ناؤں
جس کی امت کا دو و(۲) جگ میں اچھی امت راکھا ناؤں

(۱) سجا دیا -
(۲) دونوں -

نیکا سندر باغ جگت کا جس کے کارن دیا رچائے
تمبو اکاس بنا کھمبن کا جس کے کارن دیا بنائے

اس طویل تمہید کے دوصفحے بعد رومی سلطنت کا بیان ہے :

گزری جائے خبر ہرقل تو روم شام میں جس کا راج
کب تک راج سلامی اس کے تب تک اس کو دئیں(۱) خراج
سونا چاندی رتن جواہر اس کے خزانے میں الگدر(۲)
فوجن کی کچھ گنتی ناھیں اور لشکر کا نہیں شمار
گڈھ انطاکیہ شام ملک میں راج پاٹ کا نگر دوار
تہاں کچہری بادشاہ کی بھاری بہت لگے دربار

ایک صفحہ تک سلطنت روم کی عظمت و جلال کے بیان کے بعد لکھتا ہے :

ھیاں(۳) کی باتیں تو ھیاں چھوڑو اور پاچھے کی کہوں سنائے
کوچ کرائی یزید ربیعہ پھونچے شام دھورے پر آئے
اوترے تبو تب کے تب جنگل میں گھوڑن زین دئے اوترائے
پھینٹیں(۴) کھول دیں جوانن نے ذیڑھ تمبو لئے لگائے
تین(۵) دنا تو واھی جاگہ کرا مقام اپنا من لائے
بھو رھوت کہن چوتھے دنا کو آگے کوچ دیا کروائے
کوچ کرائے چلے ھیں تب ھی رومی بکٹ نظر پڑ جائے
آگے سوار بکٹ کے آویں پاچھے(۶) فوج چلپارائے

---

(۱) دیں -
(۲) بے شمار -
(۳) یہاں پاچھے پیچھے ، دھورے نز دیک -
(۴) جو انوں نے کمر کھول دی اور خمیے لگا لئے -
(۵) تین دن اسی جگہ مقام کیا -
(۶) پیچھے صیلبی فوج -

دیکھا(۱) جب غازی جوانن نے آوت لشکر رومن کیار
صفیں بنائیں ترتی اپنی اور لڑنے کو بھئے تیار
لیکے ربیعہ لشکر اپنا آڑ میں بیٹھے گھات لگائے
میر یزید نے اپنا لشکر سوامنے(۲) کو دیا بڑھائے
پھونچے سمو ھے کافر دل کے لے کر ایک ھزار سوار
ھوا(۳) مچھنا دو و فوجن میں آ گئے ڈرے جو کچھ کرتار
بولیں لڑ کے یزید بہادر اپنے لشکر تھیں پکار
تمہرے سمو ھے اب آئے پھونچے یاروجہ(۴) رومی کفار
پائیں(۵) آڑا دو راہ خدا میں ان سے ٹھن کرو تلوار
تم(۶) لوگن سے وے بڑھتے تا کانا کچھ کرو بچار
ڈرو نہ ان کے بھاری دل سے کرو لڑائی پائیں اڑائے
رب کے حکم سے تھوڑا لشکر بھاری دل کو دیت(۷) بھجائے
آڑے پاؤں جو رب کے کارن سو رب اس کو دئے جتائے
تھوڑا نہ جانو ان تھوڑن(۸) کو جن کا ساتھی ھوئے خدا
تلوارن کی چھاؤں نیچے نبی نے جنت دئی بتائے
جان دئی تلوار کے نیچے سو جنت میں پھونچا جائے

---

(۱) جب مسلمان جوانوں نے رومی لشکر آتے دیکھا -
(۲) سامنے -
(۳) دونوں فوجوں میں لڑائی ھوئی -
(۴) یہ -
(۵) قدم جمادو -
(۶) تم سے وہ زیادہ تعداد میں ھیں فکر نہ کرو -
(۷) بھگا دیتا ھے -
(۸) [illegible]

قدم نہ پاچھے ہٹے تمہارا جم کر کٹھن کرو تلوار
کرو لڑائی دین کے کارن تا سے پھیلے دین تمہار
ان ہی باتن کے عرصے میں سنیو اب تم سنیو بھائے
رومی فوج انطاکیہ والی سو سہرہ پر پہونچی آئے
تھوڑا(۱) دیکھ مسلمانن کو لاگ کہن رومی للکار
راج ہمارا چھینن آئے جبہہ ہیں چھینن ملک ہمار
چیوں(۲) اور سے گھیر گنہار کے لیلیو ان کو ھاتھن ھاتھ
مدد چلیپا کی تم مانگو ہوئے ہے چلیپا تمہرے ساتھ
اتنی کہہ اور ہلہ کرکے گرے مسلمانن پر آئے
کاوہ دے کے چیوندی(۲) گھیرا لیجو نکس نہ کوئی جائے
عربی مرد مسلمانن نے یارو جب کھینچی تلوار۔
نعرہ مار کے الا اللہ کا لڑیں لڑائی شیرن کیار
حملے کٹھن دریں چڑیں اورن(۲) سے تڑپ کے دل میں کودیں جائے
ڈریں نہ من میں کچھ مرنے سے سگرے گول پڑیں آر رائے
دل کافر جیسے گھن بادر(۳) ادھر ادھر سے جھک جھک آئے
غازی بہادر جیسے بجلی جائیں تڑپ ان میں سمیائے
بدئیں قدم چلادیں تیغا اور کریں برچھن کے وار
لاگے جائے سو جس کافر کے لاگت نکس(۴) جاوے واپار
ھاتھ پڑے تلوار کا جس پر تس کا موڑ الگ اڑ جائے
رنڈ(۵) رہے گھوڑے کے اوپر اور سر دھرتی پر کود کر آئے

---

(۱) مسلمانوں کو تھوڑی تعداد میں دیکھ کر رومی کہنے لگے یہ ھمارا راج چھیننے آئے ھیں -
(۲) چاروں طرف سے-
(۳) گھنے بادل -
(۴) لگتے ھی پار ھو جائے -
(۵) جسم -

لاشیں بچھ گئیں دھرتی پر اور بہ رہی رکت کے دھار
برچھے ڈھال رنگے لوہو(۱) میں لوہو بوڑ گئی تلوار
بڑی(۲) بڑی توپیں اشت دھات کی سوتھیں اون روزن میں نائے
گولا نہ جائے پانچ کوس لو اور نا سات کوس لو جائے
نا(۳) بندوقیں ان روزن میں گولی نہ آدھ کوس لو جائے
سانچی بات تھی سو کہہ دی جھوٹی ہم سے کہی نا جائے
تیر کی جس دھن آگ لڑائی اور بیتارن میں اندھیر
کودے گھات سے مبر ربیعہ تڑپ کے جیسے کودے شیر
کڑک کڑک کے اللہ اکبر ٹوٹے آئے ہزار سوار
کانپ اٹھی سب دھرتی رن کی اندھادھند چلی تلوار
نعرے(۴) سن غازی شیرن کے گئے کفار سناکا کھائے
ھل گئے جی اور ھنسے لاگے لشکر میں ھل جل پڑ جائے
ماریں چڑھ چڑھ غازی لڑیا بڑھت چلے جائیں قدم اگار(۵)
چوٹ کے اوپر چوٹیں چھوٹیں چلیں برابر وار پہ وار
چھیدیں سوارن کو برچھن سے نیچے دئیں گھوڑے سے ڈار(۶)
کندھے چھاتی اور کمر سے او ترت چلی جاوے تلوار
مارا مار پڑے سب دل میں رن میں بیت رہا گھنسام(۷)
کٹ کٹ موڑ گریں دھرتی پر جیسے ڈار ھلاوت آم

(۱) لہو-خون -
(۲) اُن دنوں ہشت دھات کی توپیں نہ تھیں -
(۳) یہ آلہا اودل کے شاعروں پر چوٹ ہے کیونکہ انھوں نے اپنی نظموں میں نئے آلات حرب کا ذکر کیا ہے -
(۴) غازیوں کے نعرے سن کر کفار ڈر گئے -
(۵) آگے -
(۶) ڈال -
(۷) گھمسان -

گھوڑے(۱) نہانگئے لوھو میں لوھو تلوارن چو چیات
نہریں بہ گئی ھیں لوھو کی تن میں موڑ بھریں اترات
بطالیق افسر کے اوپر پڑگئی نظر رییعہ کیار
پرکھ گئے دیکھ اس کا باناجہ رومن کا سردار
برچھا تان انہایا گھوڑا اس کے اور چلے سدھیائے(۲)
اے ھشیار سمجھ او کافر کال ترا اب پہونچا آئے
کر حملہ اور جونڑی پڑ کے کوکھ میں بھالا دیا چلائے
ھوئیگئی پارانی بھالے کی گرا زمیں پر نیچے آئے
افسر جو جت پرے ھوئیگے رومن چھوڑ دیا میدان
بھری(۳) پڑگئی ھے لشکر میں بھاجیں لے لے اپنی پران
مارے گئے اس جج میں رومی دو سو اوپر ایک ھزار
دو سو بیس مسلمانن کے سر جنت کو گئے سدھار
بھحت سپاھی جرجس دیکھے تب للکارا کہی پکار
کاھے نکس بھجے عربن سے برا رومیو ھوئے تمہار(۴)
آگے چلھیو(۵) کیا منہ لیکے لاج تمھیں کچھ آوت نائے
ماری گئی اتنی فوج ھماری جو لاش دھرتی بھر جائے
مارا گیا ھے بھیا میرا میں تو ھوں لوٹن کانائے
کے تو بدلا(٦) لیھوں واکا اور کاوا سے ملھوں جائے

---

(۱) گھوڑے لہو میں نہا گئے -
(۲) سید ھے -
(۳) فرار-بھا جیں بھا گیں -
(۴) تمہارا -
(۵) چلوگے -
(٦) یا تو بدلہ لوں یا اس سے جا ملوں -

باتیں سن ایسی جرجس کی لوٹے رومی باگ پھرائے

آئے لوٹ مقام پہ اپنے اور تمبوان(۱) میں ٹھیرے جائے

اتنی لڑائی بھئی(۲) پہلے دن سویا رون میں میں دی سنائے

(۳) دن بیتا رین براجی جگ میں رہے اندھیرا چھائے

سورج(۴) اپنے ڈیرے پہونچا تارے چھٹک رہے آسمان

یہ بیان واقدی کے بیان کے بالکل مطابق ہے البتہ ترتیب کچھ بدل گئی ہے واقدی اس جنگ کے بارے میں لکھتا ہے :

قال بلغنا ان اول من وصل الی تبوک کان یزید بن ابی سفیان و ذالک قبل وصول الروم بثلاثة ایام فلما کان فی الیوم الرابع و قدهم الصحابة بالرحیل اذ اقبل جیش الروم فلما رأی المسلمون غبرة المشرکین اخذوا علی انفسهم و کمن یزید بن ابی سفیان الالف و تظاهر القوم فی الف فارس و کذا کان المقدم علی المکمن ربیعة بن عامر و رتب یزید اصحابه الالف و وعظهم و ذکرهم آلاء الله و نعمه علیهم و قال اعلموا ان الله تعالی قد وعدکم النصر و ایدکم بالملائکة فی مواطن کثیرة و قال لکم فی کتابه کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله و الله مع الصابرین و قال رسول الله صلی الله علیه و سلم الجنة تحت ظلال السیوف و انتم اول جند دخل الشام و توجه لقتال بنی الاصفر و کانکم بجیوش المسلمین قد لحقت بکم فکونوا عند ظن المسلمین بکم و ایاکم ان تطمعوا العدو فیکم

(۱) خیمے -

(۲) ہوئی -

(۳) دن ختم ہوا اور رات ہو گئی -

(۴) سورج ڈوب گیا -

(۵) فتوح الشام جلد اول صفحہ ۶ مطبوعہ نول کشور ۱۲۸۵ھ -

و انصروا الله ينصركم قال فبينما يزيد يعظ الناس و اذا بطلائع الروم قد اقبلت و جيوشهم قد اتت فلما رأوا قلة العرب طمعوا فيهم و ظنوا ان ليس ورائهم احد فبربر بعضهم على بعض بالرومية و قالوا دونكم من يريد بلادكم و هتك حريمكم و قتل سلوككم و استنصروا بالصليب فهو ينصركم ثم حملوا و التقتهم اصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم بهمم عالية و قلوب غير وانية و دام القتال بينهم و تكاثرت الروم عليهم فظنوا انهم فى قبضتهم و اذ خرج عليهم ربيعة بن عامر و قد اعلن هو و اصحابه بالتكبير و الصلوة على البشير النذير و السراج المنير محمد صلى الله عليه و سلم و حملوا على خيولهم العربية و اعلنوا بتوحيد رب البريه و عاينت الروم من خرج عليهم من الكمين فانكسرت هممهم و القى الله الرعب فى قلوبهم فتقهقروا الى ورائهم و نظر ربيعة بن عامر الى الباطليق و هو يزجر قومه و يحرصهم على القتال فعلم انه طاغية الروم فحمل عليه بقلب قوى و جنان جرى و طعنه طعنة صادقة فوقعت فى خاصرته طلعت من الناحية الاخرى و انجدل صريعا فلما نظرت الروم الى ذلك و لت الادبار و ركنوا الى الفرار و انزل الله النصر على اصحاب محمد المختار صلى الله عليه و سلم آناء الليل و اطراف النهار قال الواقدى رحمه الله حدثنى عمر بن رفاعة بن عثمان عن جده ابراهيم بن الحارث عن ابى عبدالله بن مسلم قال و لقينا الروم فى اطراف تبوك مع الباطليق و هزمهم الله عز و جل على ايدينا و كان جملة من قتل منهم الفان و مائتان و قتل منا مائة و عشرون رجلا اكثرهم من السكاسك و ان الروم لما انهزموا قال لهم جرجس ويحكم باى وجه نرجع الى الملك و مالقينا الا طليعة القوم و قد نتكوا فينا و قتلوا كبارنا و ملاؤا الارض من قتلا نا و ما كنت بالذى ارجع الا ان آخذ بثار اخى

او الحق به قال فلما سمع القوم منه و بخ بعضهم بعضاً و رجع بعضهم الی بعض بالملامة و عادوا الی القتال و ضربوا مضاربهم و خیامهم و اظهروا زینتهم و عولوا علی القتال و النزال -

همیں معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے تبوک میں پہونچنے والے یزید بن ابی سفیان تھے وہ رومیوں سے تین دن پہلے اس مقام پر پہونچے چوتھے دن صحابہ نے کوچ کا ارادہ کیا ہی تھا کہ رومی لشکر آتا دکھائی دیا جب مسلمانوں نے مشرکین کے لشکر کی گرد دیکھی تو وہ ہوشیار ہوگئے یزید نے ایک ہزار سپاہی پوشیدہ مقام پر بٹھا دئے اور ربیعہ کو ان کا سالار مقرر کیا ایک ہزار مسلمان سوار رومیوں کے سامنے آئے یزید نے صف بندی شروع کی اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ اللہ تعالی نے تم پر بڑے احسانات کئے ہیں اس نے کہا اللہ تعالی نے تم سے امداد کا وعدہ کیا ہے اور بہت سی لڑائیوں میں ملائکہ کے ذریعہ تمہاری مدد کی ہے اور کلام پاک میں فرمایا ہے کہ خدا کے حکم سے بسا اوقات چھوٹی سی جماعت بڑے گروہ پر غالب آجاتی ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے یہ سب سے پہلا اسلامی لشکر ہے جو ملک شام میں داخل ہوا ہے اور رومیوں سے لڑنے کے لئے آیا ہے اور بھی اسلامی لشکر تمہاری امداد کے لئے آنے والا ہے مسلمانوں کا تمہارے بارے میں جو خیال ہے اس کو سچا کر دکھاؤ خبر دار جو دشمن تمہارا حوصلہ کریں تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا یزید مسلمانوں کو وعظ کر رہے تھے کہ رومی لشکر آن پہونچا جب انہوں نے دیکھا کہ عرب تھوڑی تعداد میں ہیں اور ان کے سوا اور عربی لشکر نہیں ہے

تو وہ ایک دوسرے کو باواز خشم گیں رومی زبان میں کہنے لگے دیکھو یہ جانے نہ پائیں یہ تمہارے شہروں کو لوٹنے، تمہاری بے عزتی کرنے اور تمہارے بادشاهوں کو قتل کرنے آئے هیں صلیب سے مدد طلب کرو وہ تمہاری مدد کرے گی پھر انھوں نے حمله کر دیا صحابہ نہایت پامردی اور بلند همتی کے ساتھ ان سے لڑے۔ لڑائی جاری رهی رومیوں نے ان پر غلبه و هجوم کرنا چاها وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ همارے قبضه میں آ گئے هیں اچانک ربیعه بن عامر کمین گاہ سے هزار سپاهی لے کر نکل آئے اور اس کے دوست باواز بلند تکبیر کہتے کلمه توحید اور درود پڑھتے عربی گھوڑوں پر سوار بڑھے رومی یہ دیکھ کر همت چھوڑ بیٹھے اور وہ مسلمانوں سے مرعوب ھوگئے لهذا پیچھے هٹے ربیعه نے رومیوں کے سردار باطلیق کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھڑکا رها ھے اور ترغیب دے رها ھے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ قوم کا سرغنه ھے لهذا اس نے باطلیق پر مضبوط دل کر کے حمله کر دیا اور ایک ایسا بھرپور نیزہ کا وار کیا کہ کوکھ کے آر پار ھوگیا اور وہ زمین پر آ رها جب رومیوں نے یہ دیکھا تو پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ھوئے اور الله تعالی نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ واقدی کہتا ھے کہ مجھسے عمر بن رفاعه نے روایت کی ھے کہ همارا مقابله اهل روم سے تبوک میں هوا ان میں سے دوهزار دو سو آدمی قتل ھوئے اور هم میں سے ایک سو بیس قتل ھوئے جن میں بیشتر سکاسک تھے جب رومیوں کو هزیمت ھوئی تو جرجیس نے ان سے کہا بڑے افسوس کی بات ھے هم کس منه سے هرقل کے سامنے جائینگے حالانکه ابھی همارا مقابله ان کے هراول دسته سے هوا ھے

اور انہوں نے ہم میں سے بہت سے آدمی مار دئے ہمارے بڑے سرداروں کو قتل کیا اور زمین کو ہماری لاشوں سے بھر دیا میں تو بغیر بھائی کا بدلہ لئے واپس نہ جاؤنگا یا یہ کہ مارا جاؤں۔ راوی کہتا ہے جب رومیوں نے یہ سنا تو وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور میدان جنگ کی طرف لوٹ آئے خیمے لگائے اور سامان جنگ سجایا اور قتل و قتال کے لئے تیار ہو گئے

ہمارا شاعر جیسا کہ خود کہتا ہے ''سانچے حال لکھے ہیں میں نے جھونٹ کا اس میں نہیں اکار،، واقدی کے قدم بقدم چلتا ہے اس نے اپنی طرف سے نمک مرچ لگانے کی کوشش نہیں کی سابقہ مقابلہ سے یہ بات بالکل واضح ہے لیکن پھر بھی بعض جگہ نہ معلوم کیوں وہ واقدی سے اختلاف کر گیا ہے حالانکہ کوئی شعری ضرورت اس کو ایسا کرنے پر مجبور نہ کرتی تھی چنانچہ اس پہلی جنگ کے بارے میں واقدی اور دیگر مورخین لکھتے ہیں کہ جنگ تبوك میں دو ہزار دو سو رومی سوار مارے گئے اور ایک سو بیس مسلمان شہید ہوئے لیکن صاحب اسلام کھنڈ لکھتا ہے

مارے گئے اس جج میں رومی دو سو اوپر ایک ہزار
دو سو بیس مسلمانن کے سر جنت کو گئے سدھار

پھر آگے چل کر اسی جنگ کے بارے میں لکھتا ہے

بھاجے بچا نہ کوئی رومی سانچی مانو بات ہمار
مارے گئے سب افسر پانچوں اور لشکر سب آٹھ ہزار

حالانکہ واقدی عیسائیوں کے پانچ افسر نہیں چار بتاتا ہے یعنی باطلیق، جرجیس، لوقا اور صلیا، یہاں بھی کوئی شعری مجبوری ایسی نہ تھی

جس کی بنا پر شاعر اصل کتاب سے اختلاف پر مجبور ہوتا نہ اس کے پاس کوئی ایسی تاریخی سند ہے جس سے پانچ سرداروں کا قتل ہونا ثابت ہو حوالۂ مذکورہ سے چار پانچ سطر پیشتر واقدی لکھتا ہے

و امر علیهم اربعة من بطارقه الباطلیق و اخوه جرجس و صاحب شرطته لوقا بن شمعان و الرابع صاحب غزة و عسقلان و هو صلیا و کانوا هولاء الاربعة تضرب بهم الامثال فی الشجاعة و البراعة

ہرقل نے اپنے لشکر پر چار پادریوں کو سردار مقرر کیا تھا ایک باطلیق دوسرے اس کا بھائی جرجس تیسرا حاکم پولیس لوقا بن شمعان اور چوتھا صاحب غزہ و عسقلان یعنی صلیا اور یہ چاروں شخص شجاعت اور زیرکی میں ضرب‌المثل تھے

مقیم الدین اس عبارت کا ترجمہ اس طرح کر گیا ہے اور یہی غلطی کا باعث بنا ہے

افسر پانچ بنائے ان پر چھٹے بھٹے نامی سردار
روم اور شام جنھیں سب جانیں بڑے جو دھن(۱) میں ہوئیں شمار
ایک بطالیق ان پانچوں میں دوجا جرجس اس کا بھائی
لوقا صلیب اور شرطیہ والا پانچوں افسر دئے بنائے

حصہ اول حضرت خالد کے دھاوے پر ختم ہوتا ہے آخری شعر یہ ہیں ان میں حضرت خالد کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی قایم مقامی کا ذکر ہے خلیفۂ ثانی منتخب ہو جانے کے بعد حضرت

---

(۱) بہادر -

عمر نے ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح کو چٹھی لکھی تھی کہ میں نے خالد کو معزول کیا اور تجھے اس کا قایم مقام بنایا

بھیجا ھے خط لکھ میں نے بوبیدہ(۱) عامر کے نام
کام کریں وہ سرداری کا اور خالد نا کریں جھ کام

جانت نہیں میں کوئی کارن (۲) خط سب کو دیا سنائے
سوچے کا بوبیدہ عامر راکھی(۳) جو جھ بات چھپائے

اتن(۴) کہ تب چپکے ھو گئے اور باتی(۵) بانچن من لائے
دیکھ گئی سگری(۶) آخر لو اور من اپنے لئے بسائے

بھلا کھنڈ اسلام کھنڈ کا سو یارو ھوا تمام
پاک نبی اور اصحابن پر پھونچت(۷) رھے درود و سلام

جب لو(۸) چمکے چاند اور سورج جب لو رھے دھرتی اسمان

واقدی کی دوسری جلد حضرت عمر کی خلافت سے شروع ھوتی ھے اسلام کھنڈ کا دوسرا حصہ بھی خلافت عمر سے شروع ھوتا ھے یہ حصہ متوسط کتابی تقطیع پر (۳۲) صفحات پر مشتمل ھے اس میں (۵۸٦) اشعار ھیں اور صرف جنگ میلہ(۹) کا ذکر ھے آگے مصنف تصنیف نہیں کر سکا کیونکہ قبل از تکمیل اس کا انتقال ھو گیا تھا

---

(۱) ابو عبیدہ۔
(۲) کام۔
(۳) رکھی۔
(۴) اتنی۔
(۵) بات۔
(٦) ساری۔
(۷) پھونچتا۔
(۸) تک۔
(۹) جنگ میلہ سے مراد جنگ حصن ابی القدس ھے۔

۱۹۳۸ء میں یہ حصہ دوسری بار شائع ہوا اس پر مصنف کے نام کے ساتھ مرحوم لکھا ہوا ہے یہ ایڈیشن اس کے بیٹے حکیم ریاض‌الدین کی جانب سے قاسمی پریس سبحان نگر لکھنئو میں شائع ہوا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا انتقال ۱۹۳۸ء سے پیشتر ہی ہو چکا تھا اس دوسرے حصے کی ابتداء حضرت عمر کی خلافت اوز میلہ کی لڑائی سے ہوتی ہے سب سے پہلے ایک سمرنی ہے

دنیا ہے اك اچرج میلہ جس کا ہوئے نہیں سکت بکھان(۱)
میلہ لگے ملے سب کوئے بچھڑنکا ناھیں کچھ دھیان
بچھڑ جائے جب بچھڑن والا ملے بھئے دیکھت رہ جائے
بس نہ پہنچے لوٹا رن کا اور رہ جاوت(۲) ھیں پچھتات
ایک بچھڑت ایک آئے ملت ہے اك جاوت اور دوجا آت
لگی رہی ہے یہی آوا جاهی(۳) میلہ جیون کا تیوں دکھرات
بنے رہت نت اس میلہ میں سب کہن بھانت بھانت(۴) کے لوگ
کوئی جوگی کوئی بھوگی کوئی بروگی کوئی نروگ
کوئی بادشاہ اور کوئی بھکاری کوئی غریب اور کوئی امیر
کوئی غلام اور کوئی مالک کوئی مرید اور کوئی پیر

چند اشعار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی وفات اور حضرت عمر کی تخت نشینی کا بیان ہے

رحلت کر گئے دنیا سے جب ابو بکر صدیق جناب
بھئے خلیفہ تب نگری کے میر مؤمنین عمر خطاب

(۱) بیان نہیں ہو سکتا -
(۲) پچھتاتے رہ جاتے ھیں -
(۳) آنا جانا -
(۴) قسم قسم کے -

عمر تھی باون برس کی واکہن(۱) گئی جو باگ خلافت کیار
مسلمان سب تابع ہو گئے مانا انہیں حاکم سردار
جگ ان کو فاروق بکھانا پاک نبی کے دوجے یار
گدی بیٹھ جگت ان تھاما سانچا دین کرا اوجیار
دھرم کے پھل پھولن سے باغ دین کا کیا رچائے
ایسی بہار اس باغ میں آئی جو کبہوں آئے(۲) نائے
سانچا(۳) پنتھ اور سانچی بانیں دئیں لوگوں میں پھیلائے
بیر کپٹ کا ناؤں نا رہیا جھوٹ پاپ سب دیا مٹائے
نیاؤ(۴) کرا ایسا دھرتی پر جو دکھ ہو نر جانا نائے
دودھ کا دودھ الگ چھن میں پانی کا پانی رہ جائے
چھوند(۵) ایسی عدل پسارا جو دکھ پنیارا نائے
بھیڑ اور بھیڑیا باگھ اور بکری پانی پئیں اک گھاٹ پے آئے
ظلم کرے جو کوئی کسو پر کرنی لے سو بدلہ پائے
زبر بہیر کو کڑی نظر سے دیکھ سکے نا آنکھ ملائے

دو چار ورق تک حضرت عمر کی تعریف، حضرت خالد کی معزولی، ابن جراح کی قایم مقامی اور قاصد هرقل کے دربار خلافت میں حاضر هونے وغیرہ کے بیان کے بعد پھر جنگ میلہ شروع هوتی هے

(۱) اُس وقت ـ
(۲) جو کبھی نہیں آئی ـ
(۳) سانچا پنتھ سچا دین ـ بیر کپٹ دشمنی ـ
(۴) نیاؤ انصاف ـ چھن منٹ ـ
(۵) چھو ندا یسی چاروں طرف ـ

جنگ میله کا آخری سین

کہن (۱) لہروا سے پھر لاگے حضرت عبداللہ سردار
بات کہوں میں اب ایک تم سے سنو آزرو کے لال ضرار
حامی کار ہیں جو رومن کے حاکم راجہ اور سردار
اور رومی اسوار(۲) دلاور سو ہیں سب گرجا کے دوار
طرابلس کے بادشاہ کی بیٹی ہے جو گرجا ما آئیں(۳)
تاسے سب گھیرے ٹھاڑے ہیں آنے دئیں کسی کو نائیں
سو میں ازرو کے بیٹے تم سے پوچھت ہوں جو بات
حملہ کرنے میں اب ان پر نہ دے سکت ہو میرا ساتھ
پوچھیں تب وہ لوگ کہاں ہیں سو تو تم لوھو دیو بتائے
جواب دئیں حضرت عبداللہ کہ نہ انہیں ہو دیکھت نائے
اتنی سن تب میر لہروا دیکھیں اپنی نظر بڑھائے
دائیں اور(۴) میں سو گرجا کے جمگھٹ بھاری پڑی دکھائے
بادشاہ ہے طرابلس کا اور ہیں بڑے بڑے سردار
اور رومی اسوار دلاور باندھے بیٹے سگرے ہتھیار
گھیرے بیٹے ہیں سب گرجا کو اور بیٹی کو رہے رکھائے
آوے(۵) جو وا اسکو کوئی تسکو مار دئیں لوٹائے
آگ برت(۶) ہے جگہ جگہ تس کا پھیل رہا اوجیار
چمکیں صلیبیں اوجیارے میں جیسے لوہے کی دیوار

---

(۱) کہنے۔
(۲) سوار۔
(۳) گرجا میں آئی ہے۔
(۴) طرف۔
(۵) جو کوئی آتا ہے۔
(۶) آگ جلتی ہے۔

دیکھ اس جمگھٹ کو گرجا پر لاگے کہن میر ضرار
حملہ لیو کرو اب ان پر حملہ کروں میں ساتھ تمہار
حملہ کرا تب ایک اور سے حضرت رندولہ نے اوہ بار
ایک اور سے عبداللہ جعفر ایک اور سے میر ضرار
حملہ اور غازی لشکر نے ساتھ ھی ان کے کرا رگھائے
مانو تھوک چلے شیرن کے گھوڑے تڑ پڑ دئے اوٹھائے
گرے جھپٹ کفار کے دل پر جیسے شیر گرت ھیں جائے
نعرے مار کڑک للکارے دھرتی اکاس گئے تھرائے
دھر کے ڈپٹا اور رومن کو رومی سمھرے(۱) بھئے ھوشیار
اپنی جانیں بچاون کارن بھئے مقابل دئے ھتھیار
ٹھنی لڑائی تب گرجا پر لاگے چلن برچھے تلوار
گاجن(۲) لاگے جوان بہادر اور باجن لاگے ھتھیار
گرد اوڑانی آسمان کو تارے چھائے رھے اندھیار
چمک(۳) رھے تارے برچھن کے بجلی کوند رھی تلوار
کٹھن لڑیا سب سے بڑھ کر وادن(۴) رومن میں اے یار
بادشاہ تھا طرابلس کا رومن لشکر کا سردار
چلانکس(۵) سو لشکر سے باگ اپنے گھوڑے کی پھیر
جا ہوا تھا زمین کے اوپر گونج رھا جیسے نرشیر

---

(۱) سنبھلے ۔
(۲) شور مچانے لگے ۔
(۳) برچھے تاروں کی طرح چمک رہے تھے ۔
(۴) اُس روز ۔
(۵) نکل ۔

آیا میر ضرار پر سیدھا حملہ کٹھن اور کرا اگھائے
بھاری ڈیل ڈول دیکھ اس کا رہے ضرار اچنبا(۱) لائے
سمجھ گئے دیکھ حملہ اس کا اور ترتی(۲) ہوئیگئے ھشیار
پائیں اڑائے اس کے مہرہ پر بھئے مقابلہ کو تیار
رومی حاکم طرابلس کا اور اس کے ساتھی اسوار
لاگے کرن حملہ پر حملہ دئے تڑپ تب میر ضرار
آئے ھٹ ایسی جاگا پر سکیں جہاں گھوڑا دوڑائے
پھیل پھوٹ کر کھلی جگہ میں ٹھارے بھئے تب پائیں اڑائے(۳)
کاوہ (۴) دیا گھوڑے کو اپنے کریں جو حملہ داؤ لگائے
تولو رات کی اندھیاری میں گھوڑا گرا اوندھا ھو جائے
الگ زمین سے بھئے لہروا اور گھوڑے پر رھے رسائے
چاھا ھوئیں سوار پھر اس پر اور بیری(۵) سے لڑیں اگھائے
راہ نہیں پائی پر اس کی مہلت ملی سو اتنی نائے
پھونچ سکے گھوڑے لو ناھیں پیدل لاگے لڑن اگھائے
قائم رھے جگہ پہ اپنی ھاتھ میں تھی ڈھال اور تلوار
ڈٹ کر کرا مقابلہ ان کا پیدل کٹھن لڑے اودبار
پیدل دیکھ سوار ان کو وا کھن(٦) حوصلہ بڑھ بیری کا جائے
کر حملہ اور آیا ان پر وار گرز کا کرا اگھائے

---

(۱) تعجب۔
(۲) فوراً۔
(۳) قدم جمائے۔
(۴) پھیرا۔
(۵) دشمن۔
(٦) اس گھڑی۔

خالی وار دیا کافر کا گئے لہروا الگ بچائے
اور جھپٹے تلوار سے اس پر جیسے جھپٹے شیر اگھائے
تڑپا گھوڑا تب کافر کا اور بگڑا تیزی میں آئے
تھاڑا ھوا دوئے پائن(۱) کے بل اوندھا گرا زمین پر آئے
پھونچ نہ پائے ساتھ اس کے تڑپ لہروا پھونچے جائے
اور ماری تلوار اک اس پر سو کچھ ھو ھی کارگر نائے
چاھا انہ کے ٹھارا ھو جائے(۲) پکڑ لہروا لیا اٹھائے
مارا پھینک کے دھرتی پر مانو دیا پہاڑ گرائے
جیسے کیا لشکر میلہ پر جیسی بڑی لڑائی آئے
جیسے بھئی فتح میلہ کی جیسے لوٹ لئی کروائے
سگرا حال لکھا پاتی(۳) میں اور حضرت خالد کا حال
کئے حمک پر لے کر لشکر باندھ اپنی تلوار اور ڈھال
کٹھن لڑائی سانچے جی سے راہ خدا میں کرے اکہائے
کام کرا شاباشی لائق گن ان کا برنا نا جائے
باتیں کرے تھے جو چلتے دنن(۴) حضرت خالد نے من لائے
سؤو لکھیں پاتی میں سگری کچھ تعریف کری نا جائے
باتیں لکھ سب رندولہ کی کری یہ گدی سے ارداس
باتیں آپ مہربانی کی بھیجیں لکھ خالد کے پاس
بند کرے اتنی لکھ پاتی دئی مدینے کو بھجوائے
نگر بعلبک کو واھی دن کوچ فوج دیا کرائے
جج بھئی جیسی میلہ میں یارو میں نے دئی بکھان

---

(۱) دونوں پاؤں۔
(۲) کھڑا ھو جائے۔
(۳) بات۔
(۴) وقت۔

مقیم الدین نے یہ دونوں حصے ملی جلی ہندی اردو کھڑی بولی میں لکھے ہیں چنانچہ خود لکھتا ہے

بولی اردو ہندی ملماں(۱) جو سب کے ہر دے سمیائے(۲)
سمجھ میں آوے سب کھوکے اور سنوین کے من بھائے

اس نے آلہا اودل کے طرز و زبان کو نباھنے کی پوری کوشش کی ہے اور اس طرز پر دسترس کامل رکھتا ہے وہ رزمیہ شاعری پر پوری طرح قادر ہے سابقہ نمونۂ کلام سے یہ بات واضح ہے اس نے اپنی شاعری سے ایک مفید کام لیا ہے اور اس کی کتاب کی ایک بنیاد ہے، اس نے کوئی فرضی داستان نہیں لکھی بلکہ ایک تاریخ کو نظم کیا ہے جو قدیم تاریخ ہے اور جس کو سب تسلیم کرتے ہیں گو روایت و درایت کے اعتبار سے وہ بعض جگہ ناقص ہے

اسلام کھنڈ کی مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے شعراء نے اسلام کھنڈ لکھے لیکن وہ سب نادرہ ہیں کیونکہ انہوں نے کسی تاریخ کو سامنے نہیں رکھا خواہ مخواہ گپیں ھانکی ہیں چنانچہ ۱۹۱۵ء میں مولا بخش شوقین ساکن دھام پور ضلع بجنور نے اسلام کھنڈ المعروف بہ اسلام کا درہ شائع کیا یہ متوسط تقطیع پر (۸۶) صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں کم و بیش ڈیڑھ ہزار اشعار ہیں یہ بھی آلہا اودل کے طرز پر ہے لیکن اس کی زبان مقیم الدین کے اسلام کھنڈ سے زیادہ صاف ہے کتاب کے عنوانات درج ذیل ہیں اور مروجہ اردو زبان میں ہیں

---

(۱) ملی جلی۔
(۲) سمائے۔

(۱) حمد خدائے تعالیٰ (۲) نعت سرور کائنات (۳) سبب تالیف کتاب (۴) آغاز داستان (۵) مدینہ منورہ والوں کا شہر بدر کو روانہ ہونا (۶) خسرو کا قاصد بن کر کافر کے دربار میں جانا (۷) جنائل کا میدان جنگ میں جانا (۸) مہرائل کا میدان جنگ میں آنا (۹) مہرائل اور جنائل کا مقابلہ (۱۰) وسطن کا میدان میں آنا (۱۱) جنائل اور وسطن کا مقابلہ (۱۲) کرطاش کا میدان جنگ میں آنا (۱۳) کرطاش اور جنائل کا مقابلہ (۱۴) اربل کا میدان جنگ میں آنا (۱۵) حضرت علی حیدر کا مقابلہ کے لئے جانا (۱۶) سہرائل کا میدان جنگ میں جانا (۱۷) جرجودھن کا رن کھیتوں میں جانا (۱۸) حضرت علی اور جرجودھن کا مقابلہ (۱۹) تین ہزار چوروں کا عربی دل میں چوری کرنا اور پکڑے جانا (۲۰) شہزادہ جنائل کا خواب دیکھ کر بیدار ہونا اور عربوں کو جگا دینا اور چوروں کا گرفتار ہونا (۲۱) خاقان کا میدان کارزار میں آنا (۲۲) شیر خدا کا مقابلہ کے واسطے جانا اور دشمن کو گرفتار کرنا (۲۳) زقوم رائے کا بارہ لاکھ فوج لے کر رن کھیتوں میں آنا (۲۴) علی مرتضیٰ کا مع سرداروں کے مقابلہ کے واسطے آنا

ان عنوانات سے کتاب کی لغویت واضح ہے شوقین نے بالکل آلھا کھنڈ والوں کی طرح بے پر کی اڑائی ہے جس کا نہ کوئی سر ہے نہ پاؤں، شروع کتاب یعنی حمد خدائے تعالیٰ کا نمونہ یہ ہے

حمد کروں پہلے اس رب کی جس نے پیدا کیا جہان
بلا سہارے کسی چیز کے دیکھو نگر کھڑا اسمان

دی عقل آدم کو ایسی برے بھلے کی ہو پچھیان(۱)
کفر دیا کاھو کے گھٹ میں(۲) کاھو کو دیا ایان
اك قطرۂ ناپاك سے اس نے دئے ھیں سب انسان بنائے
اك قطرہ ڈالا سیپی میں لعل جہاں پر اپجا(۳) جائے

سبب تالیف میں لکھتا ھے

دیکھا جو اسلام کھنڈ کو جس کا نام فتوح الشام
سنوایا سب منتر نینن کو اور آخر تک کیا تمام
لکھا طرز میں آلہا کے خوشی بھئے ھمرے من بھائے
سانچی بات اسلام کھنڈ میں سانچی سانچی لکھی بنائے

مگر اس نے تمام واقعات من گھڑت لکھے ھیں جنگ بدر کا بیان پڑھئے معلوم ھوتا ھے یہ وہ بدر نہیں جو عرب کا مشہور مقام ھے اور جہاں رسول اللہ اور کفار عرب میں جنگ ھوئی تھی بلکہ یہ بدر کوئی فرضی مقام ھے اور اسی طرح اس جنگ کے تمام کردار فرضی ھیں جن کا ذکر کسی جھوٹی تاریخ یا افسانے میں بھی نہیں ھے، مصنف نے عجائب پرست جہلاء کے دل بہلانے کے لئے یہ اسلام کھنڈ لکھا ھے۔

آغاز داستان.اس طرح کرتا ھے کہ ایک دن رسول اکرم اصحاب کی مجلس میں رونق افروز تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ایک مقام ھے جس کا نام بزرگ شہر ھے اور اس کو بدر بھی

(۱) پہچان -
(۲) کسی کے دل میں -
(۳) پیدا -

کہتے ہیں وہاں کے کافر بڑے سخت ہیں ان پر لشکر کشی کیجئے رسول اکرم نے لشکر مرتب کیا تین ہزار سوار و پیدل پر حضرت ابوبکر کو افسر بنایا، تین ہزار پر حضرت عمر کو، سات ہزار پر حضرت عثمان کو اور دس ہزار پر حضرت علی کو - جب یہ لشکر روانہ ہوا تو راستے میں ایک دریا آیا جس کا عبور کرنا ممکن نہ تھا سپاہی واپس آئے اور رسول کریم سے عرض کی آپ نے فرمایا چلو دریا پر جا کر دیکھیں، گئے، تو دو ہزار کشتیاں دریا پر پڑی تھیں ان پر سوار ہو کر لشکر اسلام نے دریا کو عبور کیا سات دن متواتر چلتے چلتے ایک ایسے میدان میں پہونچے جہاں سے بدر کا قلعہ سات کوس تھا یہاں پہونچ کر حضور نے فرمایا کون شخص ہے جو بادشاہ کو خط پہونچائے صحابہ میں سے ایک شخص خسرو نام نے کہا میں پہونچا دونگا خسرو خط لے کر بادشاہ کے دربار میں پہونچا بادشاہ کے پاس اس کا بیٹا سہرامل اور جرجودھن اور خاقان سردار بیٹھے تھے بادشاہ نے دربار عام کیا اور سب کو خط سنایا اور عربوں کو خوب برا بھلا کہا، سہرامل نے کہا آپ حکم دیں تو میں علی کو گرفتار کر لاؤں یا قتل کر دوں اس پر خسرو کو غصہ آ گیا اس نے شہزادہ کو للکارا اور حملہ کرکے مار گرایا -

حکم دیا گدی پت(۱) نے اور لشکر کو دیا بڑھائے
چل بھئی فوج مدینہ والی شہر بدر کی سرت(۲) لگائے
کوئی گھاوے گھوڑے کو اور کوئی آگے کو کود کات(۳)
کوئی اس کو دلکی ڈالے اور کوئی سرپٹ دوڑائے

---

(۱) نبی نے -
(۲) سمت -
(۳) کودائے -

کوئی گھاوے بھالے کو کاھو کی چمکے تلوار
لئے کمان کو ھاتھن(۱) میں کوئی ترکش کورھا سنبھار(۲)
گدی پت اور شیر خدا سو لشکر کے چلے پچھاڑ(۳)
کریں چوڑ چوپٹ ان میں جس کی ظلم(۴) کٹھن تلوار

الغرض یہ تمام خرافات کا مجموعہ ھے اور اس کا یہ کام ھر طرح فضول ھے جب واقدی کی کتاب موجود تھی تو اس کو بے اصل قصہ گھڑنے کی کیا ضرورت تھی اس شاعر نے مقیم الدین کی طرح اپنے آپ کو جاھل ظاھر کیا ھے کہتا ھے :—

جناب محمد کے صدقہ سے جنگ بدر سب ھوئی تمام
تھا شوقین ناخوانده جاھل پوری ھوئی خدا کے نام
سن انیس سو پندرہ عیسوی میں یہ جنگ ھوئی تیار
نا خوانده جاھل جو کچھ تھا سارا حال کرا اظہار

مگر یہ بھی غلط ھے مصنف ناخوانده نہیں کم خوانده ضرور تھا کیونکہ اس نے اشعار میں عربی و فارسی کے ایسے الفاظ استعمال کئے ھیں جو ایک ناخوانده انسان نہیں لا سکتا آخر کتاب میں لکھا ھے کہ جس کتاب پر میرے دستخط نہوں وہ مسروقہ متصور ھوگی اور کتاب پر اپنے دستخط انگریزی میں کئے ھیں ۔

بلا مہر کے جو لے گا اسے اصل ملے گی نائے
جس کتاب پر نہوں دستخط وہ مسروقہ سمجھی جائے

---

(۱) کوئی ھاتھوں میں ۔
(۲) سنبھال ۔
(۳) پیچھے ۔
(۴) بڑی ۔

آخری شعر یہ ہے :۔

بھیجوں میں پاک نبی پر درود شریف سلام
نہیں وصف لکھنے کی طاقت اے شوقین قلم کو تھام

شوقین نے اس قسم کی بے سر و پا منظوم کتابیں بہت سی لکھی ہیں جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں :۔

(۱)اسلام کا درہ بدر کی لڑائی (۲) خنجر اسلام خیبر کی لڑائی (۳) اسلام کا جھنڈا حصہ اول قندور کی لڑائی (۴) اسلام کا جھنڈا حصہ اول احد کی لڑائی (۵) ایضاً حصہ دوم بیرالالم کی لڑائی (۶) حصہ سوم جنگ بابل (۷) حصہ چہارم جنگ توران (۸) جنگ نامہ زیتون (۹) شمشیر اسلام حصہ اول ملک شام کی لڑائی (۱۰) ایضاً حصہ دوم تبوک و فلسطین کی لڑائی حضرت خالد بنت ازور کا معرکہ (۱۱) اینجا دین کی لڑائی (۱۲) صمصام الاسلام حصہ اول دمشق کا معرکہ (۱۳) حصہ دوم حضرت خالد کا دھاوا (۱۴) حصہ سوم میلہ کی لڑائی (۱۵) ضیغم الاسلام محمود غزنوی کا معرکہ (۱۶) صمصام الاسلام پانی پت کی لڑائی (۱۷) صارم الاسلام ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور محمد بن قاسم کے معرکے (۱۸) جنگ نامہ حضرت علی شیر خدا معہ قصہ شہر بابل کلان (۱۹) جنگ نامہ محمد حنیف (۲۰) جنگ نامہ یزید (۲۱) تجلی طور۔

شوقین کے اتباع میں محمد فضل الرحمان بن منشی محمد سلیمان مظفرنگری نے جھنڈائے اسلام یعنی روم و شام کی لڑائی کے نام سے ایک کتاب شائع کی یہ شوقین کی طرح بالکل بے پر کی نہیں اڑاتا لیکن تاریخی حیثیت اس کی بھی کچھ نہیں فہرست مضامین یہ ہے:

(۱) حمد باری (۲) نعت سید مرسل (۳) آغاز داستان یعنی ملک روم و شام کی دویم لڑائی (۴) اول لشکر عربوں کا جنگ فلسطین کو روانہ ہونا (۵) حضرت خالد کی روانگی ملک فارس کو (۶) رومی لشکر کا عربی فوجوں کے مقابلہ پر تیار ہونا (۷) دیکھنا رومی لشکر کا عربی دَل کو (۸) حضرت عبداللہ بن عمر فاروق کا سردار رومن کے مقابلہ پر جانا (۹) دس ہزار آدمیوں کا مسلمانوں پر حملہ بول دینا (۱۰) عربوں کا روس کے مقابلہ پر روانہ ہونا ۔

حمد باری کے چند اشعار یہ ہیں اس کی زبان شوقین سے زیادہ صاف ہے کیونکہ اس نے پوربی زبان استعمال نہیں کی بلکہ یوپی کی عام دیہاتی زبان لکھی ہے اور عربی و فارسی کے الفاظ بہت استعمال کئیے ہیں یہ اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا ہے

ذات ہے واحد اس دانا کی اس کا کوئی مقابل نائے
دنیا ہے محتاج سب اس کی ہے وہ داتا بہت بڑائے

جو مرضی میں آوے اس کی گھڑی بھرےمیں کر دکھلائے
اٹل حکم ہے اس حاکم کا جو ٹالے سے ٹلتا نائے

چاروں کھونٹ ہے اس کا جلوہ جگہ کوئی سی خالی نائے
ذرے ذرے میں چمکا ہے ہر قطرہ میں رہا سمائے

ایک صفحہ تک حمد باری ہے اس کے بعد نعت سید مرسل ہے

نام محمد پیارا پیارا ہے رتبہ میں بہت بڑائے
جتنیے نبی ہوئے ہیں جگ میں اس کا کوئی مقابل نائے

رب ہے عاشق اس کے اوپر رب کا وہ معشوق کہائے
رب نے اس دولھا کی خاطر دنیا دلھن دئی بنائے
اس کا صدقہ ہے یہ دنیا نہیں تو کچھ بھی ہوتا نائے
وہ ہے ایسا عظمت والا جس کی بات کہی نا جائے

اس کے بعد آغاز داستان یعنی ملک روم و شام کی دویم لڑائی ہے

چٹھی لکھی ابوبکر نے یوں مکہ والوں کے نام
یعنی اے اللہ کے پیارو تم کو ہمرا پہیو(۱) سلام
بعد سلام اور دعا کے تم کو ابوبکر کہا سنائے
آ پہونچا وہ وقت بھی سر پر جو مذہب پر جان اڑائے
حکم دیا ہے سانچیے رب نے سو ہیں تم کو دیوں (۲) بتائے
کرو تیاری فلسطین کی مت نا راکھو دیر لگائے
خوش ہوئے سب یار نبی کے راضی ہوئے سب سنسار
پڑھیں نمازیں سچے دل سے کیا بہت شکر کرتار
لہرایا اسلامی جھنڈا خوشی کے باجے دئے بجائے
آج خوشی میں ہر اک مسلم آپے بیچ سماوے نائے
ستائیس اپریل ہے عیسوی ہے پینتیسواں سال
شام ملک کی دوسری جنگ کا ختم کیا ہے لکھ کر حال
سنا دیا ہے فلسطین کا کہہ کر ہم نے حال تمام
پڑھیں درود نبی اپنے پر بیچ سبھا کے خاص و عام

---

(۱) تمہیں ہمہارا سلام پھونچے ۔
(۲) بتادوں ۔

ایک ''اسلامی آلہا،، احوال جنگ محمد بن قاسم پر سید سلامت علی رفیق و سرکوب فتحپوری نے لکھا اور ستمبر ۱۹۲۷ء میں اس کو خواجہ حسن نظامی نے آرمی برقی پریس میں چھپوا کر حلقہ مشایخ دھلی سے شائع کرایا یہ کتاب معتبر تاریخی بنیادوں پر قائم ھے اور خالص پوربی زبان میں ھے یہ رسالہ (۸۰) صفحات پر مشتمل ھے اس میں یہ عنوانات ھیں

(۱) حمد (۲) نعت (۳) اسباب جنگ (۴) سندھ پر حملہ (۵) محمد بن قاسم کی سندھ کی جانب روانگی (۶) دیبل کی فتح (۷) مسلمانوں نے دیبل کو کس طرح فتح کیا (۸) عبور سندھ اور قتل داھر (۹) الور کی فتح (۱۰) فتح ملتان (۱۱) فتح سندھ کی تکمیل اور محمد بن قاسم کی معزولی

کتاب کے شروع میں تمہید کے عنوان سے چند سطریں خواجہ حسن نظامی نے لکھی ھیں

''اودھ کے دیہات میں رامائن کتاب خوش الحانی سے ھندو پڑھتے ھیں اور بھی ھندوانہ لڑائیوں کا حال پوربی زبان میں پڑھا جاتا ھے اور گاؤں کے مسلمان بھی جمع ھوکر اس کو سنتے ھیں اس لئے میں نے رفیق صاحب سے پوربی زبان کی یہ اسلامی کتاب تیار کرائی اور تبلیغی سرمایہ سے رفیق صاحب کا حق تصنیف ادا کر کے اس کو شائع کر دیا ھے اب اودھ کے تبلیغی رفیقوں کو فوراً دیھاتی مسلمانوں میں اس رسالہ کو گاؤں در گاؤں پھیلا دینا چاھئے کوشش یہ ھو کہ گاؤں کے مسلمان جمع ھوکر یہ آلہا گایا کریں،،

حسن نظامی

۲۰ مئی ۱۹۲۷ء

حسن نظامی سرکوب کا نام نہیں لیتے اور دونوں غزنوی ناموں میں بھی سرکوب کا نام نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام صرف رفیق کا ہے کسی وجہ سے رفیق نے سرکوب کا نام آلہا پر ڈلوا دیا ہے، رفیق کی یہ تینوں کتابیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رزمیہ شاعری پر قادر نہیں ہے صرف تاریخی واقعات منظوم کر سکتا ہے برخلاف اس کے مذکورۃ الصدر تمام شعرا رزمیہ شاعری پر پوری طرح قادر ہیں شروع کے اشعار یہ ہیں

رام کہیے(۱) کؤ جہکا جگ ماں کؤ کہیے جہکا بھگوان
کؤ رحیم کریم پکارے کؤو پکارت ہے رحمان
پوجا جہکی سبے کرت ہیں جوں(۲) بنائے وہس سنسار
(۳) سکلے اسکے درسن پاوا اسکے لیلا اپرم بار
سندر روپ ہے وہ پرمیسر جون سہانا گھٹ ماں آئے
(۴)سبن کا آپن بندہ کینہس اؤر یہس وہ من کا لبھائے
(۵)نیھ لگائیکے اسے یارو اب تو آپن کاج بناؤ
رات دناائیں نانوں کا جاپو سدھ نا رھیکی تم(۶) بسراؤ
سگل(۷) براجت ہے وہ ویا کہو کہاں نہیں آھیگا گجران
آھیکا پلو ھاتھ سے تھامو، من سے دور کرو سیطان

---

(۱) دنیا میں جس کو کوئی رام کہتا ہے -
(۲) جس نے تمام عالم کو بنایا -
(۳) ہر جگہ اُسی کا جلوہ پایا -
(۴) سبھوں کو اپنا بندہ بنایا اور دلوں کو لبھایا -
(۵) دل لگا کے -
(۶) اُسکو نہ بھولو -
(۷) وہ ہر جگہ رہتا ہے -

اس کے بعد نعت ھے

نانوں محمد ص ھیں جوپائیں اھیکی(۱) جگ ماں انوکھی سان
پیگمر ایں(۲) بنکے آئے او پھیلائیی دین امان
انہن پر کرآن ھے اترا (۳) بھئی ھے انہن کا میراج
(۴) بیرن ملنساری کے بل ماں کہن جانے بھر ماں راج
(۵)انگوری کا جب کہن اسارا ھوئیگے چاند کے دوئی ٹکڑا
جب کنکرن کی اور نہارن (۶) ترتے لاگ پڑھے کلما
دھرتی ماں جب آئے محمد تھر تھر کانپنے لاگ
(۷)جون برت رھے برسن سے پھارس کی وہ بجھ گے آگ
نانوں پر (۸) آپن بیگمبر کے من سے پڑھو درود سلام
(۹)جبہکے آپن بت اوندھے بھے اوکا پھر بھے سبے گلام

اس کے بعد اسباب جنگ وغیرہ کی سرخیاں ھیں اور اصل کتاب شروع ھو جاتی ھے ذیل میں ھم فتح ملتان دیتے ھیں

ھیاں سے اب محمد بن کاسم دریا کے اُئیں(۱۰) پار گوا
اور پہنچ کے اسکالندھ (۱۱) کلا کے اوپر جائے چڑھا

---

(۱) آن کی -
(۲) یہ -
(۳) اُنھی کو معراج ھوئی -
(۴) اخلاقی قوت سے -
(۵) انگلی -
(۶) دیکھا -
(۷) برسوں سے فارس میں جو آگ جل رھی تھی وہ بجھ گئی -
(۸) اپنے -
(۹) جس کے آتے ھی بت اوندھے گرے اور کافر اسلام کے غلام ھو گئے -
(۱۰) اُس پار گیا -
(۱۱) اسکلندھ کا قلعہ -

رھے کلا ماں جو حاکم وہ ھوئیکے مکابل(۱) کھوب لڑا

یہہ ملتان کے حاکم کا ھے یاک (۲) بھتیج سگا بھیا

رھی لڑائی سات دنا تک بہتے (۳) جور کا بھا حملہ

اٹھئین(۴) روج سکارے حاکم اسکالندھ کا بھاگا

چاچا کے پھر پاس گوا ملتان (۵) ھیاں سے بھاگن کے

اور مسلمان آئیکے داکھل اھیکے(۶) کلا ماں اب ھوئیگے

ھیاں سے چھٹی پائیکے محمد سکھ کے کلا کی اور(۷) چلا

راوی ندیا کے دکھن یہہ بنا رھے مجبوط کلا

رھے بچے رائے حاکم ھیاں کا سکھ کے کلا سے(۸)جون لڑا

سترہ روج تلک یہ روکس(۹) مسلم لسکر کا بھیا

یھو کلا اب پھتے (۱۰) بھوا اوبن کاسم اب دسن آماں

(۱۱) عتبہ کا پھر کہن مکرر حاکم سکھ کا ترتے جان

ھیاں سے پھر اب محمد چل کے راوی ندیا سے بھا پار (۱۲)

(۱۳) سروکہس ملتان گھیرب مسلم پلٹن کا سردار

---

(۱) مقابل - خوب -
(۲) ایک حقیقی بھتیجا -
(۳) بہت زور -
(۴) آٹھویں روز سویرے -
(۵) یہاں سے بھاگ کے -
(۶) اسی کے قلعہ میں -
(۷) طرف -
(۸) جو -
(۹) روکے -
(۱۰) فتح ھوا -
(۱۱) عتبہ کو حاکم قلعہ مقرر کیا -
(۱۲) پار ھوا -
(۱۳) شروع کیا -

ھے گورسیہ هیاں کا حاکم جون لڑا دوئی ماہ تلک
(۱) چھانڈ کلا کسمیر کا بھاگا آکھر گا لڑ لڑ کے تھک
اور مسلمانن کا اب ملتان کے اوپر کبجا بھا
اپنی(۲) تروارن کی جو رن چھین لیہن دسمن سے کلا
شہر(۳) بھرے ماں امن کا ڈنکا بن کاسم اب دھس پٹائے
(۴) کونوں کا نکسان نہ پھونچا کھوسی ماں پھولے آئے
منع کہیں پھر محمد کاسم سہر نہ تنکو لوٹا جائے
سرکاری سب مال کھجانا البت(۵) پائیں مسلم بھائے
رھیں جو مورت مندر بھیتر سونے کا پھرے(۶) گہنا
او چاند وسے (۷) لدی رھیں آئیں سب ماں جڑا رہے هیرا
کون هاتھ لگائیں اهاں کؤنہ مندر(۸) بھیتر گا
یہہ مسلم کا طرح طریکا(۹) دیکھیں سب هندو بھیا
جو نے سہر مسلمانن کے آئے کبجے ماں (۱۰) اهسے
کچھو نہ پائیں مال کھجانا(۱۱) هواں کے حاکم بے بھاگے

---

(۱) چھوڑ -
(۲) تلواروں کے زور سے -
(۳) شہر بھر میں -
(۴) کسی کو نقصان -
(۵) البتہ پائیں -
(۶) پہنے -
(۷) چاندی -
(۸) اندر گیا -
(۹) طور طریقہ -
(۱۰) اس سے -
(۱۱) وہاں -

بچا کھچا جو رپیا (۱) رھگا ھاتھ وھی مسلم کے لاگ
اور تو سارا مال کھجانا حاکم پہلن(۲) لیکے بھاگ
سندھ ماں جون لڑائی بھے حجاج بہت رپیا کھرچس (۳)
(۴) تنکو نا ایں ملک سے آپن پھیر کے وہ رپیا پائیس
دیا کہو یہ اللہ کی کدرت کون تنا (۵) سے مال ملا
یاک برھمن جاتی کونیو (۶) پاس محمد کے آوا
اور کہس (۷) وہ ھندن کا تو راج ھیاں سے کھتم بھوا
اب میں تم کا دیت(۸) پتہ ھوں جون ھیاں ھے مال گڑا
(۹)اھیکا کو نوں جانت ناھیں سنیو بجرگن سے اپنے
یاک جسوبن راجہ پہلے کوئی برھمن ھیاں رھے
کرت رھے وہ بتن کی پوجا جوگی بھیس رھے اھیکا
کام رھے یہ رات دنا کا بہت رپیا جما (۱۰) بھوا
سو گج لمبا سو گج چوڑا حوج بنائیں (۱۱) پچھم اور
چوگردہ پھر پیڑ لگائیں بہت دنا میں کر کے گور (۱۲)
بیچ ماں بت کھانا بنوائیں لمبا چوڑا پچاس گجا
سونے کا بنوائیکے پھر بت اھاں (۱۳) راکھس وہ راجا

---

(۱) روپیہ - بچ گیا (۲) پہلے -
(۳) خرچ کیا -
(۴) اس ملک سے اپنا روپیہ کچھ بھی واپس نہ پایا -
(۵) طرح -
(۶) کوئی -
(۷) کہا -
(۸) پتہ دیتا ھوں -
(۹) اس کو کوئی نہیں جانتا -
(۱۰) جمع ھوا -
(۱۱) حوض بنوایا -
(۱۲) غور -
(۱۳) اس میں رکھا -

او نیچیے ایں بت کے دھرائیں چالیس دیگیں گنتی کی
سونے کا ٹکڑا بھروائیں تول رہے (۱) جھکی بھاری
(۲) تینسے سو آو تیس منسے کے ٹکڑا سونے کا بھر کے
یہی کے نیچیے گڑوائیس وہ آبے تلک جو اھاں ھے
تم جو چا ھو محمد کسم کبجا (۳) اھسپر اب کرلیو
چلکے(۴) دیب بتائے تمہیں اب حکم ھمیں جلدی سے دیو
لیکے ساتھ محمد کا (۵) پھر بھمن آ کھر پھونچا آئے
اور وہ جا گھا (٦) بت کھانا کی دیہیں محمد کا بتلائے
پھونچ کے محمد کاسم دیکھیں سونے کا بت(۷) یا ک دھرا
دوئی (۸) تیس منسے کا بورا نکسا جب یہ تولا گا
اھکے نیچیے سے بن کاسم دیگیں (۹) یہن سگل نکسائے
(۱۰)تیرہ ھجار اودوئی سو من آئیں سونا پورا گے اب پائے
سب یہ مال (۱۱)جہاجن ماں لدوائیکے دیبل بھیجدھس
جہاں سے پاس کپیھا کے گا اھا (۱۲) محمد نانوں کھس

(۱) بھاری وزن کے -
(۲) تین سو تیس من کے -
(۳) اس پر -
(۴) بتا دینگے -
(۵) کو پھر برھمن آخر
(٦) جگہ بتخانے کی -
(۷) ایک رکھا -
(۸) دو سو تین من کا نکلا -
(۹) دیگیں نکلوا لیں -
(۱۰) تیرہ ھزار دو سو من -
(۱۱) جہازوں میں -
(۱۲) محمد نے یہی نام کیا -

اب ملتان کے (۱) رھوین کی کھاطر سے یہہ محمد کیں
امن کا پھر پھرمان (۲) لکھن آئیں اور کرائے منادی دیں
پھر داؤد (۳) کا محمد کاسم ترنے حاکم دیں بنائے
آؤ بنوائیں یا کے مہجبت سب کا کلمہ دھن پڑھائے

اختتام کتاب محمد بن قاسم کی وفات پر ہے

حکم سلیمان آبن بھیجس صالح حاکم واسط کو
کتل کرو محمد کا جلدی اھان (۵) دیر نہوئے سنو
صالح کے جب پاس حکم یہ ھائے کھلیپا (۱) کا پھونچا
کتل کریگا محمد کا یہ ترتے اب تیار بھوا
آئی جب سبرات کی بارہ چھیانوے سن ھجری کا سال
بھئے سہید محمد کاسم یہ دیا دھو کسمت (۷) کا حال
رھیں محمد بن کاسم ایں ایبہن (۸) بائیس سال کے ھائے
جون سہادت کی دولت تہیں چھوٹ عمر ماں گے ھیں پائے

سید سلامت علی رفیق نے ۱۹۲۷ء میں ایک منظوم غزنی نامہ پوربی زبان میں لکھا اور ایک غزنی نامہ اردو زبان میں بھی منظوم کیا یہ (۸۸) صفحات پر مشتمل ہے یہ دونوں غزنی نامے خواجہ حسن نظامی نے شائع کرائے اردو غزنی نامہ کے عنوانات درج ذیل ھیں

---

(۱) رھنے والوں کی خاطر -
(۲) فرمان لکھا -
(۳) دا و دبن مضر بن ولید عمانی -
(۴) ایک اور مسجد بنوائی -
(۵) اس میں -
(۶) خلیفہ -
(۷) دیکھو قسمت -
(۸) یہ ابھی -

(۱) حمد (۲) نعت (۳) گزارش (۴) تمہید (۵) عہد سبکتگیں میں راجہ جے پال کا غزنی پر حملہ (٦) غزنی پر جے پال کا دوسرا حملہ (۷) عہد محمود غزنوی میں جے پال کا تیسرا حملہ (۸) جے پال کی خود کشی اور قومی سنگٹھن (۹) سلطنت غزنی پر ہندؤں کا چوتھا حملہ (۱۰) ملتان اور غور میں قرامطہ کا استیصال (۱۱) تھانیسر پر حملہ (۱۲) حملہ کشمیر (۱۳) قنوج و متھرا پر حملے (۱۴) کالینجر پر حملہ (۱۵) سومنات پر حملہ

حملہ سومنات کے چند اشعار یہ ہیں

(۱)علی کے جو فتنوں سے فارغ ہوا
تو محمود غزنی میں آیا چلا
خبر پہونچی پاس اب یہ محمود کے
کہ متھرا میں ہیں جو برھمن جتھے
تھانیسر سہابن کے بھی برھمن
اٹھا کر ہر اک طرح رنج و محن
جو ہے سومنات ایک مندر بڑا
یہاں جمع ہے اب برھمن جتھا
یہاں لی ہے ان سب نے آکر پناہ
چڑھا ہے نگاھوں میں محمود شاہ
ہوئیں جب یہ معلوم باتیں تمام
کہ ہے دشمنوں کا بہت اژدھام

---

(۱) علی تگین حاکم ماوراءالنہر -

دهم ماہ شعبان کو اب یہ شاہ
چلا شہر غزنی سے لیکر سپاہ
سن چار سو پندرہ ھجری تھا
معہ فوج جب غزنوی تھا چلا
تھی تاریخ رمضان کی پندرہ
یہی ھجری سن تھا جو اوپر لکھا
معہ لشکر جنگی محمود شاہ
کہ ملتان میں پہونچا خشکی کی راہ
یہ محمود پھر شہر ملتان سے
چلا سوئے گجرات مع فوج کے
حقیقت میں یہ حملہ گجرات پر
ضروری تھا محمود کو سر بسر
بنا ان کا مرکز ھے گجرات اب
ہوئے ھیں جہاں برھمن جمع سب
مدد کار ھے راجہ گجرات کا
اسی زعم میں برھمن کا جتھا
وہ کرتا ھے شائع ہر اک جھوٹ بات
کہ مرکز ھے ان سب کا اب سومنات
ھے ظاھر فریب ان کی ہر بات میں
بغاوت کے ھیں ڈھنگ گجرات میں
جو تھے قرمطی لوگ باقی بچے
فراھم اسی جگہ وہ بھی ہوئے

جو فرما روا مصر کا ہے جناب
انہوں نے لکھے خط اسے بے حساب
بہت دن سے ہے خط کتابت شروع
کیا مصر کو اپنی جانب رجوع

اردو زبان میں فتوح الشام کے کئی ترجمے ہوئے بعض نظم میں اور بعض نثر میں ۱۲۸۹ ھجری میں بشارت علی خاں ابن علی مردان خاں بن مردان علی خاں نے منشی نول کشور کی فرمائش سے مکمل تاریخ واقدی کا ترجمہ مغازی الصادقہ مغازی الرسول کے نام سے اردو نثر میں کیا یہ ترجمہ مستند اور صحیح ہے

ایک منظوم ترجمہ فتح المبین کے نام سے ۱۳۰۶ھ میں منشی احسان علی فصیح ساکن فتحپور ضلع بارہ بنکی نے شائع کیا اور ھیسٹنگس پریس بارہ‌بنکی میں چھپا یہ بھی نہایت مستند اور صحیح ترجمہ ہے کتاب کے آخر میں مصنف نے ساڑھے تین ورق پر فرہنگ الفاظ بھی دی ہے ایک ورق پر غلط نامہ کتاب بھی ہے اور مصنف طلسم ہوش ربا کا اس پر قطعہ تاریخ بھی ہے

کتاب کی ابتداء اس طرح ہے

ھوا بخت بیدار اقبال یار
نہ کر دیر للہ آئی بہار
بن اب ساقیا خضر راہ نجات
پلا بادۂ رشک آب حیات

کہ میں رند سر خوش سیہ مست شوق
بلطف و باخلاص و باصدق و ذوق

رہوں تر زباں حمد غفار میں
روانی ہو دریا کی گفتار میں

ذیل میں ہم جنگ بتوک سے ایک مقام دیتے ہیں جس کی سرخی ہے حملہ کرنا یزید ابن سحر کا بتائید ربیعہ بن عامر لشکر روم پر یہ وہ مقام ہے جبکہ باطلیق کے قتل کے بعد ربیعہ جرجیس کے پاس بطور سفیر بلائے ہوئے گئے ہیں اور سر دربار جرجیس ربیعہ کے ہاتھوں مارا جاتا ہے -

الٹ جائیگی کیا زمیں کی بساط
فلک تو ذرا کر لے اب احتیاط

غضب پر ہیں اس دم دلیران رب
جو آفت نہو دھر پر ہے عجب

بھلا غدر شیروں سے اور جاں بری
یہ سوچا ہے کیا لشکر قیصری

یزید دلاور صف رزم میں
کھڑا منتظر تھا اسی عزم میں

اٹھے گر کوئی ناگہانی خروش
سوئے لشکر دشمن حذر کوش

تو ہوں سر پہ اعدا کے بے ترس و بیم
اٹھائے ربیعہ نہ غدر غنیم

سنا شور جب جیش کفار کا
هوا خوں جگر اس سپه دار کا
پکارا نہیں وقت صبر و شکیب
ربیعه نے کھایا عدو سے فریب
بڑھو اے جوانان تیغ آزما
چلو اے نہنگان بحر غزا
کمک یار خیر الوری کی کرو
عدو سے لڑائی بلا کی کرو
یه سنتے هی هله هوا جیش سے
جوانان غازی چلے طیش سے
شکوه هزبران دیں سے هوا
زمین و زماں میں غضب تہلکا
بگیر و بکش کا اٹھا ایک شور
لرزنے لگی سام و رستم کی گور
غبار سم ره نوردان تیز
رخ مہر پر بس هوا خاک بیز
هوئے خشک ڈر سے قوی و جری
بنے کوه گھل گھل کے بس کنکری
بیاباں تھا جو جس جگه هٹ گیا
درختوں کا اس دم نمو گھٹ گیا
لبوں پر تھا کف پر یه سن کر خروش
هوا پانی پانی وه دریا کا جوش

جھپٹ کر جو ناگاہ غازی دلیر
گئے گلۂ روم پر شکل شیر
لگی چلنے تلوار باھم دگر
گرے دھڑ سے کٹ کٹ کے ھر سلمت سر
بڑھے پہلوان پہلوان گرد گرد
اجل نے دکھائی غضب دست برد
کٹے نو نہالان شامی دیار
زمیں رنگ خوں سے ہوئی لاله زار
چمکتی تھیں تیغیں لپکتی تھی مرگ
برستے تھے پیکاں بسان تگرگ
لگاوٹ تھی کرتی سناں کی انی
کبھی دل پہ تھی گہہ جگر پر بنی
دلیران غازی دم کار زار
جہاں جم گئے بن گئے کوهسار
عدولی کی حسرت جہاں سے چلی
قضا ٹل گئی یہ نہ ٹالے ٹلی
اعادی نے دیکھی جو یہ زد و ضرب
حیا آگئی کچھ ہوئے گرم حرب
مگر دونوں سردار کے غم کا بار
ہوا ان پہ گویا تھا اس دم سوار
کہ مشکل ہوا اس جگہ سے خرام
نہیں جا سے لیتے تھے جنش کا نام

دکتر نذیر احمد

دانشگاه اسلامی علی گره

رساله معمای قاسم کاهی

سید نجم الدین ابوالقاسم متخلص بکاهی مشهور بکابلی از مشاهیر شعرای قرن دهم هجری میباشد اصلش از سادات گلستانهٔ اصفهانست یکی از اجدادش در فتنهٔ تیموری از شهر بیرون رفته باردوی تیمور پیوست و مورد احترام فراوان قرار گرفت پس از آن در نواحی سمرقند رفته آنجا اقامت گزین شد بنا بر گفتهٔ تقی کاشی در خلاصه الاشعار پدرش از آنجا حرکت کرده بکوفن که یکی از ولایت سغد است، متوطن گشت و کاهی همانجا در حدود سال ۸۶۸ بجهان آمد ولی اغلب نویسندگان میانکال را مولدش قرار میدهند نزد بعضی تذکره نویسان در پانزده سالگی کاهی در خدمت مولانا جامی بهرات رسید و هفت سال در نزد آن بزرگوار بسر برد و از برکت آن استاد بهرهٔ کامل از علوم عقلی و نقلی برد و نیز از علو همت خویش روی بعلم باطن آورده بتزکیهٔ نفس خاطر خود را مشغول نمود در نزدیکی ۸۸۸ کاهی بکابل آمد و روزگار دراز این جا سکونت داشت ـ

کاهی دو مرتبه عازم سفر هند شد سفر اول از سال ۹۳۵ھ تا ۹۵۶ھ طول کشید و در این سفر کاهی خود را نخست بعارف شهیر هاشمی کرمانی به بهکر رسانید و در صحبت او بکسب کمال کوشید پس از آن در حدود سال ۹۴۰ بسومنات رفت و بهادر خان سلطان گجرات

(۹۴۳-۹۳۳) و عسکری میرزا نائب السلطنت همایون در گجرات (۹۴۲) و محمود خان سلطان گجرات (۹۴۳ - ۹۵۶) را مدح کرد و طرف توجه ایشان میبود و در نزدیکی سال ۹۵۶ بکابل برگشت -

سفر دوم کاهی از سال ۹۶۱ تا ۹۸۸ ادامه داشت او نخست در آگره و دهلی در خدمت همایون و اکبر اعتبار یافت و چندی در بنارس و جونپور بواسطهٔ علاقهٔ خصوصی بخان زمان و بهادرخان زندگانی بسر میبرد و بمدح ایشان میپرداخت کاهی باز در سال ۹۶۹ باگره آمد و بعنوان شاعر دربار اکبری اقامت داشت در همان روزگار بطور گردش بپیشاور آمد و مدتی بقریهٔ تونک که آن قصهٔ افغانانست، بود و سه رساله منثور را آنجا درسال ۹۷۲ بپایان رسانید -

کاهی آخرین روز عمر خود را در آگره بپایان رسانید تا انیکه در دوم ربیع الثانی سال ۹۸۸ھ بعمر یکصد و ده سال یا یکصد و بیست سال وفات نمود فیضی در تاریخ فوتش میگوید :

افسوس که شد قاسم کاهی فانی
در گلشن دهر کرد پر افشانی
تاریخ مه و سال وفاتش جستند
گفتم ''دویم از ماه ربیع الثانی،،

دیوان کاهی که بکوشش آقای دکتر هادی حسن استاد دانشگاه علیگره از روی نسخه‌ای منحصر بفرد در سال ۱۹۵۶ میلادی بچاپ رسید دارای ۱۲۲۸ بیت است بدین تفصیل :

۲۹۵ غزل	۱۵۳۵ بیت
۳ قصیده	۵۳ "

۳	مثنوی	۱۲	,,
۳۳	قطعه	۸۱	,,
۱۷	رباعی	۳۴	,,
۱۳	فرد	۱۳	,,

بنا بر گفتهٔ آقای دکتر هادی حسن آثار زیرش از بین رفته است :

(۱) ـ قصیدهٔ نغر در باب اصطرلاب مذیل بمدح هایون پادشاه ـ
(۲) ـ مثنوی گل افشان که قافیه در جواب بوستان سعدی بود ـ
(۳) ـ کتابی در علم موسیقی ـ

بنده سه بیت غزل، سه رباعی و یک قطعه تازه دارای سه بیت بدست آوردم و چهار رسالهٔ دیگری را نیز نشان دادم از انجمله سه رساله منثورش پیش آقای سرور گویا درکابل بود و تفصیل آنها ازینقرار است(۱) :

"از آثار منثور شاعر کابل غیر از سه رساله که بنام قاسم کابلی خوشبختانه در این اوقات بدستم افتاد دیگر اطلاعی از روی تذکرها وغیره مآخذ و مدارک دستگیرم نشد که بدان رجوعی میکردم و در این باب بدقت چیزی مینوشتم این سه رساله خطی که نزد بنده موجود است بنام مولانا قاسم کابلی اختتام یافته ولی بازهم اطمینان کلی نداشته در وقت نگارش این فصل متردد بوده اضطرابم دامن میگرفت تا اینکه دوست همکارم آقای قاضی زاده مبشر این قضیه واقع شده عین همین

(۱) نگاه کنید بمجلهٔ کابل سال اول شماره (۳) ص ۱۱ - ۱۳

سه رساله را، در اثر تتبعات ادبی خود بنام قاسم کاهی کابلی دریافته اند و ما ازین اطلاع نفیس شان خوشوقت شده اکنون بکمال جرأت این سه رساله از آثار شاعر کابل و راس الهالهای ادبی میشناسیم این سه رساله که بشاعر کهن سال کابل منسوب است در یک وقایه واقع شده۔ رسالهٔ اول در علم عروض رسالهٔ دوم در معانی و بیان رسالهٔ سوم در نقد الشعر و قرض الشعر و سرقات ادبی است این اثر نفیس یادگار اواسط سلطنت جلال الدین اکبر است که مولانا قاسم کابلی در قریهٔ تونک پشاور از نگارش آن فارغ شده است . . .

این اثر نفیس از کتبی که تا حال در این ضمیمه نگارش یافته . . . کامل تر و مبسوط تر است زیرا اولاً عبارات و اسلوب نگارش باندازهٔ سلیس و روان است که انسان گمان میکند دیروز نوشته شده است ثانیاً امثال و شواهد از ادبا و شعرا میاورد که همهٔ آنها ائمه فن و آیات کبری بلاغت و فصاحت بوده اند۔ ثالثاً از وجود شعرای دورهٔ اکبری . . . اطلاع مفصل و جهان قیمتی میدهد۔ رابعاً برای مدراک و ماخذ خود بهترین کتب را از قبیل ترجمان البلاغه فرخی(۱) و حدائق السحر وطواط و المعجم قیس رازی و معیار الاشعار طوسی و عقود الجمان سیوطی و کتاب الصناعه و کتاب البلاغه بهرامی سرخسی وغیره را در دست داشته خامساً در قید

---

(۱) این کتاب در سال ۱۹۴۹ میلادی در استانبول از روی نسخه‌ای مورخ ۵۰۷ھ چاپ شد و بطور قطع و یقین معلوم شد که مصنفش محمد بن عمر [illegible]

تاریخ و مولف آن هیچ جای شک و تردیدی نمی گذارد
زیرا بادقت تام در پایان رساله خود مینویسد :

تمام شد رسائل این احقر العباد قاسم کابلی بتاریخ بیست و هفتم صنر المظفر روز پنجشنبه سنه ۹۷۶ نبوی صلعم در قصبهٔ تونک پشاور در عهد محمد اکبر بادشاه غازی ادام الله تعالی اقباله ـ

سادساً بحواشی آن نیز نکات و مطالب جالب دقت از قبیل حل کردن بعضی رموزات لغوی و اصطلاحات ادبی و قطعات شعری و پارچه‌های نثری شاعرانه دیده میشود،،

رساله چهار مین منظومه ایست در معما و از این رساله تا کنون فقط دو نسخه را سراغ دارم یکی در کتابخانه شادروان قاضی احمد میان اختر جوناگڑهی است اما در این نسخه از نام کتاب و نویسنده و کاتب و سال کتابت و شمارهٔ معمیات هیچ اثری نیست از روی همین نسخه آقای غضنفر استاد اردو کالج کراچی در مجلهٔ اردو (کراچی) شماره ماه ژوئیه ۱۹۵۳ میلادی مقاله‌ای بسیار عالی وسودمند نوشته و برای کسانیکه بمعما علاقه مند هستند گنج گرانبها بدست داده است دیگری در کتابخانهٔ مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی (حبیب گنج علیگره) است و خوشبختانه این نسخه دارای نام نویسنده و سال تصنیف و کتابت و شمارهٔ معمیات و غیرانست و بنا برین هیچ جای تردید و شک نیست که این رساله از آثار قاسم کاهی است مثلاً عنوانش در صفحهٔ نخستین اینطور آمده است :

''منظومه واقف دقایق این فن کماهی مولانا قاسم کاهی''

در پایان رساله نام مصنف و سال اتمام و شمارهٔ معمیات در ابیات زیرآمده است :

شکر لله که این در مکنون — کاهی از بحر طبع داده برون
دو صد و سی بود معمایش — کرده ام زین شمار ایمایش
همه بر اهل تعمیه ظاهر — لیک ظاهر ز مصرعهٔ آخر
بهر تاریخش آنکه در میسفت — نسخه رمز بی نهایت گفت
آنکه در سفتن دری داند — نهصد وشصت و چار میخواند
تا بکی لاف قاسم کاهی — لاف نبود طریق آگاهی
گرچه باشد سخن ز جان‌خوشتر — بر دعا اختصار از آن خوشتر

در آخر رساله یادداشتی است که سال و جای کتابت و نام کاتب را نشان میدهد ـ

''تمام شد نسخه معمای من تصنیف مولانای قاسم کاهی بروز چهار شنبه بتاریخ بیست و نهم شهر شوال سنه ۴۶ جلوس بادشاه اورنگزیب عالمگیر غازی مطابق ۱۱۱۳ھ بموافق فرمایش اخوی انعظام بهائی عبدالرفیع جیو در قصبه سوجهت بدست احقرالعباد محمد ظریف ولد محمد حیات متوطن قصبه تحاره صورت تحریر پذیرفت ـ ''

متاسفانه این نسخه غلطهای زیاد دارد و گاهی رو نویس جای یک دو مصرع را سفید گذاشته است ـ نسخهٔ کراچی از حیث صحت بهتر اما مندرجاتش کمتر است ـ

نسخهٔ معمیات قاسم کاهی باندازه ای کمیاب است که آقای
کتر هادی حسن که در فراهم آوردن اشعار این شاعر شهیر زحمت
ق العاده کشیده اند فقط دو معما را نشان داده اند و آن هر دو از منتخب
نواریخ عبدالقادر بداؤنی گرفته شده است و یک معمای دیگر در تذکرهٔ
سرآبادی آورده شده است ـ بنا برین این رساله معما را برای چاپ حاضر
ردهام متن این رساله از روی نسخه کراچی (که اغلب مندرجاتش
مجله اردو چاپ شده است) و نسخه حبیب گنج (علیگره) تهیه شده
ت ـ نشان نسخه نخستین ''ک،، و نسخه دومین ''ع،، است در متن
برابر بیتی که در ''ک،، بیشتر است نشان ''ک،، وآنچه در ''ع،،
اد است در برابرش نشان ''ع،، افزوده شده است ـ

از روی ابیات 'خاتمه، شمارهٔ معمیات این رساله ۲۳۰ بود، اما
طوطه حبیب گنج فقط شامل ۲۱۵ معما و نسخهٔ کراچی ۱۲۸ معمای
خه حبیب گنج باضافه ۲۲ معمای تازه است و این نسخه که بنده
ای چاپ حاضر کرده ام شامل ۲۱۵ معمای نسخه حبیب گنج باضافه
۲ معمای تازهٔ نسخه کراچی است ـ ازینرو این نسخه شامل هفت
مای ست که در اصل رساله نبود و چنین گمان میشود که این هفت
ا (که ممکن ست الحاق باشد) شامل نسخه کراچی است ـ

نذیر احمد
دانشگاه اسلامی علیگره

جدول عملهای معما

اقسام معما چهار ست

تسهیلی - تحصیلی - تکمیلی - تذئیلی

(۱) تسهیلی

- انتقاد
- تحلیل
- ترکیب
- تبدیل

(۲) تحصیلی

- تنصیص
  - ۱
  - ۲
- تسمیه
- تلمیح
  - ۱
  - ۲
- ترادف
- اشتراک
- تصحیف
  - وضعی
  - جعلی
- تشبیه و کنایه (استعاره)
  - ۱
  - ۲
- حسابی
  - اسلوب اسمی
  - اسلوب حرفی
  - احصائی
  - انحصاری
  - رقمی

(۳) تکمیلی

- قلب
  - قلب بعض
  - قلب کل
  - قلب کلی
- اسقاط
  - عینی
  - مثلی
- تالیف
  - امتزاجی
  - اتصالی

(۴) تذئیلی

- تحریک و تسکین
- تشدید و تخفیف
- مدو قصر
- اخبار
- معروف و مجهول
- تعریب و تعجیم

بسمک(۱) یا مفتح الابواب

ب ای(۲) معمای کاف و نون از تو
همه اسما شده برون از تو
هم تو پنهان و هم تو پیدائی
ز انکه هم اسم و هم مسمائی
هیچ تالیف عـــه و هیچ ترکیبی
از تو ناید مگر بتقریبی
در کلام تو سورهٔ طه(۳)
هست رمزی ز اسم بدر دجی(۴)
هم ز(۵) ایمای تو بچرخ کبود
مهر و ماه است و مشتری موجود
بر نبی و بر آل و صحب کرام
صد هزاران صلوة(۶) با دوسلام
هست تعریف سر معما را
چون ز الفاظ نظم یا منظوم
لفظ دیگر همی(۷) شود معلوم
بطریق اشارت و ایما
که پسندند اهل فهم او را(۸)
در زبان خواص و عرف عوام
جز معما نباشد او را نام

---

(۱) ع : عنوان ندارد
(۲) ع : این
(۳) ع : طهها
(۴) ع : دوجی
(۵) ک : زا
(۶) ک : سلام باد سلام-عـــه نشان نقص در ع
(۷) ع : نمی
(۸) ع : ورا-

هست تقسیم مر علمها(۱) را ۹۲
چار قسم(۲) است جمله اقسامش
عرض دارم یگان یگان نامش
راه تحصیل حرف گر پویند
قوم تحصیلیش همی گویند
آنچه تکمیلی است گویم راست
بهر تکمیل صورت اجزاست
آنچه(۳) تسهیلیش نه اسم آمد
پی تحصیل آن دو قسم آمد
چیست تذئیلی(۴) آنکه او را(۵) نام
زینتی یابد(۶) از پی اتمام

میکنم شرح قسم تسهیلی
چار قسم آمدست تسهیلی
بهر تحصیلی ست و (۷)تکمیلی
انتقادست و آنگهی تحلیل
باز ترکیب و بعد ازان تبدیل

---

(۱) ک : علمها (ممکن است غلط چاپی در مجلهٔ اردو باشد)
(۲) ع : چار میدان تمام اقسامش -
(۳) ک : و آنچه
(۴) ع : مذئیلی
(۵) ک : از وی
(۶) ع : باید
(۷) ع : (بحذف و) -

میکنم انتقاد را تعریف
چون کنی جزو لفظ را تعیین(۱)
انتقاد ست نام او بیقین

باسم الله

(ع) از(۲) ازل هست تا ابد آگه
ابداً کان لا نهایة له

باسم نبی

۲ب (ع) بر در بادشاه عز و علا
انبیاء آمدند بی سر و پا

باسم عـــه شاه

(ع) چون مرا طوف کعبه آمد یاد
دل بخاک ره تو روی نهاد

باسم ۳ خان

مائل باده نیستم چندان
که تمامست آن لب خندان

باسم سلطان

(ع) هر کرا خاتم سلیمانست
اطلس چرخ زیر فرمانست

---

(۱) ع : تبعین
(۲) در منتخب التواریخ (ج ۳ ص ۱۷۰) : نیست از هستیش کسی آگه
و نیز نگاه کنید بقاسم کاهی (انگلیسی) تالیف دکتر هادی حسن ص ۳۶ و ۸۹،
و دیوان قاسم کاهی (تصحیح دکتر هادی حسن) ص ''و'' و-۱۸
عـــه نگاه کنید به معمای شمارهٔ ۳ (ب) زیر اسقاط عینی -
(۳) این معما درک، زیر ''تسمیه تمثیل قسم ثانی'' آمده است (مجلهٔ اردو
ص ۱۰۸) اما مطلوبش همان خانست -

باسم میر(۱)

رخش از باده لاله زار نمود
بر رخ(۲) ساده چون بهار نمود

باسم سعید

ماه روئی که مهر بنماید
بر سر مهر مهر افزاید

باسم شهاب

(ع) دیده عشاق گه بیگاهی
روی خورشید طلعت ماهی

باسم نیک

(ع) زاهد هر(۳) چند پارسا آمد ۹۳
جانب ما بصد ریا آمد

باسم(۴) قلی

(ک) ابرو و غبغبش نموده بما
اول ماه و آخر مه را

باسم (۵) امام

کوهکن چون ز غم رسید بجان
گفت با کوه درد دل پنهان

---

(۱) این معما 'درک' موخر و پشت سر هم مقدم، و بعدش در گلستار بوقت مخموری الخ آمده اما این در 'ع' زیر تحایل، ست -
(۲) ک : بر رخ ساده چمن بهار نمود
(۳) ع : ار چند (تصحیح قیاسی)
(۴) بعدش در 'ک' بیتی آمده که در 'ع' زیر تنصیص بجذف مطلوب است
(۵) این معما در تذکرهٔ نصر آبادی (ص ۵۲۰) آمده است -

باسم کاهی

(ک) هیچ زاهد بحق نبرده رهی
تا کدا دی ندیده روی مهی

باسم غالم (۱)

میزند کاهی از لوندی دم
از عبادات نا کشیده قدم

قسم تحلیل را کنم تعریف
گر کنی جزو جزو لفظی را
دست تحلیل نام او همه جا

باسم شاه

نه شگوفه بود در آب روان
که بود کهکشان بی (۲) پایان

باسم خان

(ع) دل شکن را ز دوستدارانست
ز آنکه از جان خراب یارانست

باسم طاهر

ساخت آواره از دیار مرا
طلب شهر(۳) و شهر یار مرا

باسم اسد

۳ب (ع) چون بهشتی است مجلس آنمه
دارد اسباب لا نهایه له

---

(۱) در 'ک' زیر ترادف است (نگاه کنید مجلهٔ اردو ص ۱۱۱)
(۲) ع : بی تابان
(۳) ع : شاه شهر یار -

باسم شکری(۱)

در گلستان بوقت مخموری
روی آن مه بود گل سوری

باسم حبش

بخشش از کس عــه نشانهٔ باشد
گرچه خشخاش دانهٔ باشد

باسم محب

(ک) جامه کم شوئی کرد رندانه
هست ناشسته نامرادانه

باسم شهاب

(ع) آنکه در عشق یار شد سرور
شهر یاریست گشته نام آور

باسم صابر

دلبرا بیوفا ترا گفتم
صنما دلربا(۲) ترا گفتم

باسم معین

(ع) نبود بی خیال قامت یار
دل که باشد ز عمر برخوردار

---

۱ ـ ک : عسکری ـ توضیحش اینطورست حرف اول ''ماه'' میم است و میم مکتوبی نود عدد دارد، عدد صاد هم 'نود' است و صاد را بچشم تشبیه کنند چشم را عین گویند ـ مخموری سکرمت آنرا با عین پیوستند و یای نسبت گل سوری در آن افزودند ''عسکری'' یافته شد ـ ملا مسیحائی فسائی باسم شکری نوشته : صبح عیشم دگر از مشرق امید دمید در کفم زلف نگاریست رخش چون خورشید (تذکرهٔ نصر آبادی ص ۵۳۱ - ۵۳۲)

(۲) ع : دلبرا

عــه هر دو نسخه : کسی ـ

باسم هاشم

کاهی آنرا که مبتلا میبافت

در غم عشق آشنا میبافت

قسم ترکیب را کنم تعریف

چون کنی(۱) ضم دو لفظ(۲) را ای دل ۴ل

که شود لفظ مفردی(۳) حاصل

قصد معنی کنی از آنمفرد

غیر ترکیب نام او نسزد

باسم ولی

هرچه باشد عیان(۴) چه خیر و چه شر

اولیاء راست آن نهان خوشتر

باسم شاه

(ع) بچه نسبت دهان جانان را

مهر بیحد مشابهست(۵) آنرا

باسم دارا

دو(۶) رخش را بکام میبینم

در دو ماه تمام میبینم

---

(۱) ع : کنم

(۲) ک : لفظ ضم درو

(۳) ع : مفرد

(۴) ع : نهان

(۵) ع : مشابهت

(۶) ع : رو ـ

باسم اسد

غیر در بزم فصل نگذارد
چون ز حاسد حکیم یاد(۱) آرد

باسم محمود

(ع) روز هیجا(۲) که خون بجوش آمد
مرد آنروز چون خموش آمد

باسم میرم(۳)

شب که می خورده(۴) بر لبش مستان
روز دریا و یار ماهست(۵) آن

باسم خان

(ع) هست یک دیدنش ز میان خوشتر
گر کسش صد ببیند آن خوشتر

باسم بابر

آه و اشکم(۶) ز هجر آن بت چین
با دو باران(۷) بیحدست ببین

---

(۱) ع : ما دارد
(۲) مشکوک ''اینجا''
(۳) ک : برم توضیحش ازینقرارست ''مستان'' از روی تحلیل ''م ستان'' شد بر لبش یعنی بر کنارهٔ آن 'م' را بیفزائید، 'برم' حاصل میشود (مجلهٔ اردو ص ۱۰۳)
(۴) ع : خوردی (بحذف بر)
(۵) ع : است
(۶) ک : (حذف واو عطف)
(۷) ک : که بیحد ـ

باسم بابا

سفر عشق سربسر(۱) سودست
گشته اسباب آن سفر سودست

باسم بهادر

(ع) گفت مستی کجاست نرگس مست
باده آشفته گفت با ما هست

باسم میرزا

دوش کاهی(۲) ز پی شده واله
باده خواهی بروز روشن به

قسم تبدیل را کنم تعریف

بعضی از لفظ کامدت بنظر
گر(۳) بدل ساختی بلفظ دگر
چو بیکبار ساختی تبدیل
بهمین نام خوانیش بی قیل

باسم باقی

ای دل از کعبه روی بر تابی
آستان(۴) درش چو دریابی

باسم دوست

سرو من چو بباغ شد سر مست
شاخ گل مینمود پیشش پست

---

(۱) ک : رادگر
(۲) ک : کاهیا در خمار از که و مه
(۳) ک : که
(۴) ع : آستانی -

باسم ایاز

تیغ برکف رقیب بر ما تاخت
سر ما پیش پای یار انداخت

باسم خان

(ع) واعظ از حرص جاه شد حاضر
خاست از بهر بند جاه آخر

باسم علی

(ک) شب زدم آه بی(۱) مه روی
از فلک شد نهفته هر سوی

باسم لالا(۲)

نوبهاران ز بسکه لاله شگفت
آخر از لاله روی دشت نهفت

باسم امین

(ع) قامتش سرو رخ سمن باشد
دیده ام هرچه در چمن باشد

باسم صابر

(ع) تا غزالان شدند همدم ما
منزل ماست دامن صحرا

باسم صابر

(ع) آنکه امروز خوانده‌ام سرمست
دی نموده است باده بر سر دست

---

(۱) ک : پی
(۲) باقر هروی باسم لالا این معما منظوم ساخته :
جام در کف ز پیت شد بچمن سرگردان لاله بنشسته بزانوی ادب هست از آن
(تذکرهٔ نصر آبادی ص ۵۲۱) -

۵ب باسم کمال

(ع) کی بر ابروی او کمان ماند
که سر از پا کمان نمیداند

باسم امین

(ک) تا بطرف چمن نمود چنین
برگ گل شد نهان ز روی زمین

باسم ابراهیم

گاهی از داغهای دل خوشحال
چون دراهیم(۱) یافته ابدال

هست تقسیم قسم تحصیلی

چونکه فارغ شدم ز تسهیلی
میکنم شرح قسم تحصیلی
هست نه قسم جمله اقسامش
میشمارم یگان یگان نامش

قسم تنصیص راکنم تعریف

اولین را که نام شد تنصیص
هست تصریح لفظ با(۲) تخصیص

باسم خان

باز(۳) فصل خزان رسید ببین
از خزان شد نهفته روی زمین

---

(۱) ع : درآئیم
(۲) ع : با
(۳) ک : این بیت از بیت پشت سر، موخراست

باسم شاه

عشق(۱) در دل چون آتش افروزد
از شراره مکررش سوزد

باسم قوام

۱۶ر شکر گویند کشتگان(۲) غمت
که دوا یافتند از قدمت

باسم محمود

چشم من خادمست(۳) سرگردان
بهر مخدوم گشته اشک نشان

باسم بهادر

(ع) تا شد از داغ جان من آگاه
جان در زیر لب نهاد آن ماه

باسم(۴) تاج

(ع) منت سرمه هیچ کس نکشید
تا جهان بر دو دیده نام تو دید

باسم (۵) قباد

(ع) . حسن آن آفتاب باد افزون
رخ ماهش مباد دیگر گون

---

(۱) بعد از آن در 'ک' بیت هرکرا هست الخ آمده است
(۲) ع : خستگان
(۳) ع : قامتیست
(۴) باقر هروی بهمان اسم این معما منظوم ساخته است
سرمهٔ جنونست بر روی دلستان زلف ز رشک سوخت دلش چون بناز کرد شکار
(نصرآبادی ص ۵۲۱)
(۵) عبدالخالق بهمان اسم معمای زیر نوشته است :
بزبان انچه گفتی از کم و بیش کاش کردی حسابش از دل خویش
(ایضاً ص ۵۲۸)-

باسم تیمور

(ع) زد خدنگی چو بر تنم جانان
تیرش از مو گذشت تا پیکان

باسم زنبک؟

میشود دل ز نام خوبان شاد
زین که گفتیم نام تست مراد

باسم(۱) میرزا

۹ب هر کرا هست شوق(۲) زناری
میرباید ز زلف او تاری

باسم طالب

کاهیا(۳) مطلب تو شد سر و زر
از سر جمع مطلبت بگذر

باسم محمود

(ک) دل پروانه غرقهٔ خون شد
شمع را سهر چون دگر گون شد

باسم بلال

(ک) تا چو کاهی زیاده ام خوشحال
کرده ام ترک آز آب زلال

---

(۱) ع : (مطلوبش محذوف و بیت هر کراهست الخ با بیت بالا زیر زنبک آمده)
(۲) ک : میل
(۳) در "ک" مصرعهٔ نخست از ینقرار است: مطلب خویش سیم و زر کردی (مجلهٔ اردو ص ۱۰۱) -

هست تعریف تسمیه بدو قسم

تسمیه نزد اهل این صنعت
هست دو نوع اگر کنی قسمت

اول از(۱) نام قصد حرف کنی
حرف از بهر نام صرف کنی

دوم از حرف قصد کن نامش
اسم(۲) مقصود را کن اتمامش

هست(۳) تمثیل قسم اول را

باسم خان

(ک) باخت در عشق شیخ ما سر و زر
شیخ مفلس کنون گذشت از سر

باسم یحیی

(ع) دلبرا رسم جور بگذارید
یک یک از محنتم چو یاد آرید

باسم بشر(۴)

هر کرا دید زاهد خود بین
گفت من بعد بی رضا(۵) منشین

---

(۱) ع : (بحذف از)

(۲) ع : (این جا سفید ست)

(۳) درع بجایش ''قسم اول باسم یحیی آمده'' و زیرش بیت دلبرا رسم جور الخ نوشته شده است

(۴) ک : بشیر، و توضیحش اینطور است ـ ''از تحلیل و ترکیب'' بی رضا منشین بیر ـ ضامن (بمعنی پوشیده) شین یافته شد ـ بالفاظ دیگر درَ 'بیر' ''شین'' پوشیده است ـ پس بشیر حاصل شد (مجله اردو ص ۱۰۷)

(۵) ع : بی ز دامن شین ـ

باسم هوا

(ع) روز ما را ز تاب وتب(۱) آخر
وه که دلدار ساخت شب آخر

باسم سید جلال

ل۷ هر که آورد عارضش بخیال
در دو زلفش دمادم آمد لال

باسم احمد

غم عشقت چو سینهٔ چاکم کرد
گفتم الحمد غم هلاکم کرد

باسم کیا(۲)

(ک) بهر جنگ رقیب ای خود کام
نیزه در کف گرفته‌ام پی نام

باسم امان

(ک) نظر(۳) چشم او بمژگانست
که بغمزه ملازم آنست

هست(۴) تمثیل قسم ثانی را

(ک) بس که شد سوی این و آن ناظر
نظر یار شد تمام آخر

---

(۱) ع : تاب تب (اصلاح قیاسی)
(۲) توضیحش ازینقرارست - مقلوب ''ای'' یاے مکتوبی است - از نیزه الف و مزید علیه کف یعنی کاف آنهم مکتوبی است و از تالیف 'کیا' بر میآید (مجله اردو ص ۱۰۷)
(۳) بعد ازین در 'ک' معما باسم مقیم نوشته شد و آن در 'ع' زیر قسم دوم آمده است
(۴) ع : محذوف بجایش ''باسم مقیم'' آمده و زیرش هر که نام تو بر زبان الغ آمده است -

باسم مقیم

هر که نام تو بر زبان دارد
پارهٔ قند در دهان دارد

باسم صابر

دل گزان چشم و زلف شد نا کام
گفت صد بار هر یکی را نام

باسم قوام

(ع) باغبان غنچه سان بخود پیچید
برگ گل درکفم چو بیحد دید

باسم خان

(ع) در غم عشق آن گل رعنا
دل خون گشته بی سر و بی پا

باسم شاه

(ک) شد چو خورشید روی او ظاهر
ماه از خویش رفت و گشت آخر

باسم ظلی

(ک) کاهیا خسرو تاج و لوا
آخر از ظلم گشت بی سر و پا

قسم تلمیح را کنم تعریف

هرچه مسطور(۱) باشد و مذکور
که بود جا و منزلش مشهور

---

(۱) ک: مستور

گر اشارت کنی بلفظ فصیح
هست در عرف نام او تلمیح

۷ب

باسم سلطان

شب که یارم ز خانه بیرون شد
ماه در جای خود دگر گون شد

باسم بها

خط سبزیست دلپذیر ترا
تا بهاریست بینظیر ترا

باسم اسعد

چه از آن به که عاشق درویش
مهر سازد متاع خانهٔ خویش

باسم عالم

ماه(۱) من تا نموده ای رخسار
مهر ننموده روزها دیدار

باسم کامران

(ع) جاهلانرا هزار عیش و طرب
کاملانراست(۲) روز روشن شب

باسم الهی

(ک) چون گشاید به بیگناهان شست
ناوکش را دهد گناهی دست

---

(۱) این بیت در 'ک' پس از بیت شکل ابروی او الخ آمده است
(۲) ع : کاهلانرا (اصلاح قیاسی) -

باسم ادهم

شکل بروی او بدیدهٔ ما
گوییا ماهی است در دریا

باسم لودی

(ع) بر فروزد چو شمع روی سفید
گرم پیوسته دیده‌ام خورشید

۹۸ باسم طاهر

(ع) دل ساده رخ تو در شب غم
طلب ماه میکند هردم

باسم بها

(ع) جان اهل نظر، براه وفا
آخر آن ماه خد(۱) کند قبها

باسم عطا

کاهیا مرهم دل خسته(۲)
خواهم از تیر دوست پیوسته

قسم ثانی باسم محمد(۳)

میشود فهم نام او مجمل(۴)
ز اول هر دو سورهٔ اول

---

(۱) ع : قد (اصلاح قیاسی)
(۲) ک : جسته (غلط چاپی)
(۳) ک : عنوانش : هست تمثیل قسم ثانی را، آمده اما مطلوبش همان محمد، است - و در 'ع' این بیت و بیت دیگری پشت سر هم آمده و مطلوبش محمد ترک نوشته شد - لیکن در ک، درمیان این دو بیت، بیت دیگری بسکه نائی ز درد عشق الخ آورده شده -
(۴) ک : محمل (غلط چاپی) -

باسم ترک(۱)

شه که در بحر جود راند عـ۶ـه فُلک

هست نامش نخست سورهٔ مُلک

باسم نوائی

بسکه نائی(۲) ز درد عشق آشفت

حرف علت تمام در وی(۳) گفت

باسم کاهی

طوطی طبع تو شود گویا

گر بخوانی لوا حق او یا

باسم لالا

(ک) بسکه زلف تو هست مشک فشان

از دو زلف تو روز گشته عیان

باسم حسین

(ع) میکنند زآن دو چشم مستانه

بدل ما خطاب ترکانه

۸ب فاتحه خواندهٔ عوام(۴) و خواص

بر رخ یار از سر اخلاص

هست تعریف مر ترادف را

چون دو لفظ از برای یک معنی

کرده با شی معینش(۵) یعنی

(۱) ک: نوک - اما این غلط است زیرا لفظ نخست سورهٔ ملک ''تبارک'' است و از این ''ترک'' منظور است نه ''نوک''۔

(۲) ک : نامی۔

(۳) ک : درمے۔

(۴) ع : (بحذف واو)۔

(۵) ع : معنیش۔ ۶ـه ک : آرد۔

تو از این یک طلب کنی آن یک
نام آمد . ترادفش بیشک

باسم خان

(ع) تا ز دیوانها برد آرام
آن پری وش نموده چهره تمام

باسم شاه

کی کند میل جانب باده
از لبت دل که بیخود افتاده

باسم بهادر

ظاهر از خط شد آن رخ زیبا
در بهار است برگ گل(۱) پیدا

باسم علی

روی خود را صباح آن بت مست
شست(۲) یک بار و زلف خود بشکست

باسم صابر

(ع) کی ز یاد لبت شود غافل
گرچه در(۳) سینه آب گردد دل

باسم داود

وا تیر دلدوز افگند چه نکو است
که دل ما دو نیم کردهٔ اوست

(۱) ک : گل برگ۔
(۲) ع : شب یکبارہ۔
(۳) ع : این، تصحیح قیاسی۔

باسم توکل

ز آه سردم(۱) بنفشه در گلزار
گشته بیحد کبود باور(۲) دار

باسم هاشم

(ک) ساختم دور از آن مه تابان
ز آه دل شمع آفتاب نهان

باسم جامی

(ع) پیش لعل لب(۳) تو گوهر چیست
آب گشته شراب ساغر چیست

میکنم اشتراک را تعریف

لفظ گر واحد است معنی دو
اشتراکست نام او بر گو

باسم خان

(ع) نقد جان هرگه ماند برکف غم
دل خود یافت بیوطن دردم

باسم بهادر

بر در(۴) دیر شد گذر ما را
آه دل کرد در بدر ما را

---

(۱) ک : مردم -
(۲) ک : مادر -
(۳) در ''ک'' بجایش میزند کاهی از لولدی دم الغ آمده که در 'ع' زیر نقاد درج است -
(۴) ک : (بحذف در) -

باسم صادق(۱)

هر که عنقا صفت ز خلق رمید
چشم بکشاد و جای عنقا دید
وب (ع) هستم از وصف ذات او عاجز
که نظیرش ندیده ام هرگز

باسم با بکر

(ک) کاهیا دردمند کز در دل
درد بیحد اگر کند منزل
بر تو تصحیف را کنم تعریف
صورت لفظ اگر بود مقصود
هست تصحیف(۲) و آن دو نوع نمود
وضعی و جعلی آمده تصحیف
هر یکی را جدا کنم تعریف
هست تعریف قسم اول را
گر بلفظیست صورتش حاصل
که بود شبه(۳) مثل را حامل
نام تصحیف وضعی است او را
بمثالش همکنیم ایما

---

(۱) در 'ک' بیت دوم هستم از وصف ذات الخ، نیامده است و از بیت اول اسم صادق مطلوب و منظور است - بنظرم بیت دوم معمای دیگرست که مطلوبش واضح نیست -

(۲) ک : (بحذف واو) -

(۳) ک : رشته در مثل حامل ، ع* شبه مثل را حائل -

باسم شاه

نالهٔ من ز فرقت آنماه

از کسان عافیت بر آرد آه

باسم اسد

(ع) بر گلت خط سبزوش باشد

هر طرف سر کشد چه خوش باشد

باسم خان

حال درویش بینوا بد نیست

که ز خاقان کفاف بیحد نیست

باسم غیاث

از سگش(۱) جور بر وفاداران

هست همچو عنایت یاران

باسم محمود

(ك) آنکه لیلی شده است مفتونش

آن نمود است شکل مجنونش

باسم انوری

خلعت(۲) شه چه نقش ما دارد

تن ما نقش بوریا دارد

باسم سهراب(۳)

کارم از عشق شد بسی مشکل

مهوشی ساخت تا مرا بیدل

---

(۱) ع : شکن -

(۲) پس از آن در 'ک' بیتی افزوده شد که در 'ع' زیر قسم ثانی آمده و آن بیت اینطور است : بسکه گوهر فشاند آن کف جود الخ -

(۳) ع : شهراب -

باسم ملای حمید

(لك) تا بابرو و زلف شد خورسند
نامور شد از آن کمان و کمند

هست تعریف قسم ثانی را ۱

گر ترا محو نقطه(۱) و اثبات
در عبارات باشد و کلمات
هست تصحیف جعلیش(۲) عنوان
در همه جا بدین لقب(۳) میخوان

باسم شاه

روی پر(۴) خال و خد(۵) خطش چون(۶) بود
مهر و(۷) کوکب شهاب(۸) و هاله نمود

باسم علی

(ع) بر دلم ماند داغها ناکام
که غزالی نهفته خال تمام

باسم هاشم

ناصح از چشم عاشق شیدا
قطرها بر مدار(۹) و باش بپا

---

(۱) ع : لفظ -
(۲) ع : جعلش -
(۳) ع : لغت .
(۴) ک : برخاک -
(۵) قد (هر دو نسخه) -
(۶) ک : بربود -
(۷) ع : مهر کوکب -
(۸) ک : شهاب هاله -
(۹) ع : مدار باش -

باسم ایاز

(ع) کاش یعقوب سان شود ظاهر
چشم گریان بروی یار آخر

باسم شهاب

(ع) شمع را از رخت بجان آتش
جز شراری نماند از آن آتش

باسم انس(۱)

بسکه گوهر فشاند آن کف جود
آب دریا چو قطرهٔ بنمود

باسم بابا (۲)

چشم کاهی چو باده(۳) را جا شد
مردم دیده باده(۳) پالا شد
حد تشبیه و استعاره شنو(۵)
حرف از اسم چیز اگر خوانند(٦)
که درو هست معنی(۷) مانند

---

(۱) در 'ک' این معما زیر قسم اول آمده و منظورش باباست، توضیحش ازینقرارست در ''یاے'' دریا قطره یعنی نقطه زیادست ، آن را دور کرد- 'با' شد - از تکرارش 'بابا' بدست آمد (مجلهٔ اردو ص ۱۱۳) -

(۲) ک : دهی اما در مجله اردو توضیحش نیامده -

(۳) ع : باد -

(۴) ع : باد و بالا -

(۵) ک : شمار -

(٦) ک : خواهند -

(۷) ع : معنی -

نام تشبیه (۱) و استعاره شمار
بمثالش همیکنم تکرار (۲)

باسم بابا

۱۱۱ زیر دو زلف او دو خال نهال
هست دو گوی زیر دو چوگان

باسم محمود

(ع) مو گشود و ربود عقل از سر
جای مو زلف . . . (۳) نمود مگر

باسم کامران

بدو (۴) انگشت ابروان پرداخت
در کمانش دو گوشه (۵) گیر انداخت

باسم هندال

همه ترکست (۶) هندوی سرکش
هست دو چشم ابرو و زلفش

باسم عاصم

باغبان گرچه سرو غنچه نمود
دیده بر قامت (۷) و دهانش بود

---

(۱) ع : (بحذف واو) -
(۲) ع : اقرار -
(۳) در 'ع' این مصرعه ناکاملست -
(۴) در 'ک' این بیت از بیت اول زیر دو زلف الخ مقدم تراست-
(۵) ع : گوشهٔ (بحذف گیر) -
(۶) ک : ترک محراب -
(۷) ع : (بحذف واو) -

باسم صالح

(ع) بهر جانها نماید آن دلجو
چشم و قد زلف گوشهٔ ابرو

باسم جمال

آتش حسن او چو شعله کشید
از دو زلفش یکی بخود پیچید

باسم علا

۱۱ب نرگس مست سنبل و شمشاد
هر یکی داده(۱) از تو چیزی یاد

باسم رشید

(ع) مرغ دل گر بسوی او آید
مه من تیر افگند شاید

باسم امین(۲)

در چمن رفت(۳) گاهی شیدا
زان میان دید سرو را بی پا

هست تعریف مرکنایت را

چون ز لفظی بری بمعنی پی
که بود آن بغیر(۴) معنی وی
لفظ آن معنیت بود درکار
از کنایت نخست قسم شمار

---

(۱) ک : داد
(۲) ع : اسن اما نگاه کنید بمجلهٔ اردو ص ۱۱۵ -
(۳) ع : وقت -
(۴) ع : بغیر -

هست تعریف قسم ثانی را

لفظی از لفظ اگر طلبگاری
که ز معنیش گشته بیزاری
قسم(۱) ثانیست(۲) از کنایت(۳) و بس،
نکند فهم این سخن هر کس
هست تمثیل قسم اول را

باسم معین

آنچه نیکان کنند نیک بدان
منگر آنچه که(۴) بنگرند بدان(۵)

باسم واله(۶)

بیدل(۷) خسته گر ز تاب(۸) و تب است ۱۲ و
روز معشوق عندلیب شبست

باسم کاهی

کهربا ساخت غم رخ ما را
چیست مطلوب کهربا یارا

---

(۱) ع : بقسم -
(۲) ع : ثانیت -
(۳) ک : کفایت -
(۴) ع : (بحذف 'که') -
(۵) ک : ترا (ممکن است غلط چاپی باشد)-
(۶) ک : ولا توضیحش اینست : محبوب عندلیب گلست که در لغت عرب ورد باشد - ردش 'واو' است - شب 'لیل' است و تعبیرش لام - تحلیل است الف - از این سه حرف 'ولا' بدست آمد (مجلهٔ اردو ص ۱۱۶)-
(۷) ک : بلبل -
(۸) ع : تاب تب -

باسم بشر(۱)

نیست تبخال(۲) بر لب جانان
که شرابست با حباب عیان

باسم لسانی

(ع) هست از بهر گل چو بلبل زار
آنکه گوید سخن ز طلعت یار

باسم بهادر

(ع) یار نیکو بدست فرزانه
بحر را(۳) باخس است در دانه

باسم خان

(ع) چون غزالان در این به(۴) دل رامند
همه وحشی بدام(۵) بخرامند

باسم بشر

(ع) کاش کاهی دمی شود ناظر
چشم گریان رخ نگار آخر

۱۲ ب هست تمثیل قسم ثانی را

باسم شاه(٦)

محنت بیش و کم نخواهد ماند
روز شادی و غم نخواهد ماند

---

(۱) ع : (بحذف بشر) -
(۲) ک : بر -
(۳) ع : بحرها -
(۴) به اضافهٔ قیاسی -
(۵) برام ، بدام اصلاح قیاسی -
(٦) ک : (بحذف شاه) -

باسم قیاس

(ع) با حریفان شراب در شب غم
لب ساقی نماید از پی هم

باسم باقی (۱)

سیل اشکم بدیدهٔ جانان
از پی هم نمود بیپایان

باسم همایون (۲)

روز(۳) اول که خورده دل باده
در همانروز بیخود افتاده

باسم خان

(ع) تا بمیدان سواره آمد دوست
خاك بیخود ز نعل (۴) توسن اوست

باسم علی

(ع) بسوی سرو غنچه کرده(۵) هجوم
عالمی زان قد و دهان محروم

باسم فواد

۱۳ و (ع) جان بعشق تو متصل نازد
دل بیخود بدرد دل سازد

---

(۱) در 'ع' باقی و مانی هر دو خوانده میشود اما در 'ک' محذوفست -
(۲) ک : محذوف -
(۳) ک : هرکه شب خورده از کفت باده -
(۴) ع : لعل (اصلاح قیاسی) -
(۵) ع : کرده ام -

هست تعریف(۱) مرحسابی را

هر کجا در نظر عدد باشد
خواه آن بیست(۲) خواه صد باشد
لقب این عمل حسابی دان
زان عملها تمام آبی دان
هست اعمال او تمامی پنج
میکند شرح کلک گوهر سنج

هست تعریف قسم اول را

ذکر چون یافت اسمی از اعداد
که مسمی(۳) بخاطرت افتاد.
اسم دیگر طلب مکن زین اسم
که ترادف بود یقین این قسم
این عمل را تو نیک اگر(۴) دانی
نام اسلوب اسمیش خوانی

باسم خان

آینه چون بدست گیرد یار
رخ خود بنگرد بدان ناچار

باسم قاسم(۵)

نیست تیر ترا بدل مسکن
ناوك چشم تست در دل من

---

(۱) ک : هست تعریف قسم اول را (غلط چاپی) -
(۲) ع : بیش -
(۳) ع : مسما -
(۴) ک : گر -
(۵) ک : محذوف -

باسم باقر

۱۳ب (ع) شاخ گل را بیاد آن بالا
میکشد در کنار باد صبا

باسم قوام (۱)

مه بپیش رخت نشد ظاهر
گرچه صد بار شد تمام آخر

باسم صدیق

مهوشان بهر صید اهل کمال
دو(۲) صد از هر طرف نمود جمال

باسم قوام

کرد(۳) زهاد سبحه نام او را
تا (۴) شمارند بر دوام او را

باسم ولا

(ك) خاك آن ره شدم من عاجز
زیر پا ننگرد ولی هرگز

باسم فرهاد

(ك) میکنم ناله از دل ناشاد
تا که دل سوخت نیمی از فریاد

---

(۱) ک : قرا توضیحش ازینقرارست مه را قمر میگویند که تعبیرش 'ر' است معدود صد 'ق' است ، پس قرا بدست آمد (مجلهٔ اردو ص ۱۱۰) -
(۲) ع : رو-
(۳) ک : کرده -
(۴) ع : ناشمارند -

باسم بدر (۱)

تا ز آهم هوا مشوش شد
باد ناچار همچو آتش شد
هست تقسیم قسیم دویم (۲) را
ور ز حرف عدد بیاد(۳) آید
نام اسلوب حرفیش شاید

باسم خان(۴)

چون پری باد از نظر پنهان
گرعه ببیند دوباره(۵) روی کسان(۶)

باسم نوح

۱۳ الف (ع) تا چو مه شد عذار گلنارش
بست خورشید دل برخسارش

باسم نبی (۷)

بره(۸) شرع تا شتافته ام
از محمد نبی شگافته‌ام

---

(۱) ع : بدر ، در مجلهٔ اردو توضیح منظورش ازینقرارست : آتش 'آذر' است و تصحیفش 'آدر' از 'باد' معدود چهار یعنی 'د' را ساقط کردند و الف آدر را بآن بدل نمودند، 'بدر' بدست آمد (ص ۱۱۸) -

(۲) ک : ثانی -

(۳) ک : بیارابد -

(۴) ک : (محذوف) -

(۵) ک : دو پاره -

(۶) ع : کنان -

(۷) کذا در هر دو نسخه ، این غلط رونوشت نیست (نگاه کنید مجلهٔ اردو ص ۱۱۹) -

(۸) منتخب‌التواریخ ج ۳ ص ۱۷۴ ، قاسم کاهی (انگلیسی) ص ۳۶ ، ۸۹ ، دیوان قاسم کاهی ص ۱۸ : تاره شرع را -

عه - ع : که -

باسم نیکی

دل که بیمار چشم(۱) یار شده
بنگر از نظر فگار شده

باسم ویس

زاهدی(۲) دو دو بین بود بمثل
بیند از جهل جمله را احوال
هست تعریف قسم سیوم(۳) را
هر عدد را ده وصف او گوئی
هم از آن(۴) وصف آن عدد جوئی
این (۵) عمل (۶) گر ترا بود مطلوب
نام احصائی آمد این اسلوب

باسم حسین (۷)

(ع) وسمه تا ابروی تو بنهفته
دل ما طاق آسمان کفته

باسم بیگ

(ع) بادبان گل از هزاران غم
کاش یک نیمه گوید از پیهم

---

(۱) ع : نظر مار -
(۲) ع : زاهد -
(۳) ک : ثالث -
(۴) ع : ازا -
(۵) ک : زین -
(۶) ع : عدد -
(۷) ک : (محذوف) -

۴۱ب

باسم طاهر

(ع) غیر ابروی او نخواهد گفت
طاق را هر که دیده باشد جفت

هست تعریف قسم چارم(۱) را
شد ز معدود اگر یکی مذکور
که بود اندران عدد محصور

(ع) گر ز(۲) معدود آن عدد خواهی
بودت از حساب آگاهی

آنکه در بحر(۳) تعمیه دُر سفت
نامش اسلوب انحصاری(۴) گفت

باسم خان

(ع) مه نو ز ـعـه ابروی تو پرتو یافت
داغها ز آن جهت مه نو یافت

باسم طاهر

نسبت جان بآن لب دلخواه
همچو اعراض(۵) جوهر اند ایاه

باسم یاری

(ع) همه افلاك گشته زیر و زبر
تا عقول مه تو داد خبر

---

(۱) ک : رابع -
(۲) ک : (بحذف این بیت) -
(۳) ع : لعینه (بحذف بحر) -
(۴) ع : آن حصاری -
(۵) ع : اعراض و -
(ـعـه) اصل نسخه 'ابرو' زابرو اضافه' قیاسی -

باسم حامد

(ع) زاهد از کوی عقل بیرونست
زانکه بهر بهشت دل خونست

هست تعریف قسم پنجم(۱) را ١٥و
شد (۲) چو ارقام هندسه معلوم
آنچه از بهر او بود مرقوم
لقبش آنکهی (۳) بود قلمی
که باسلوب ضم (۴) شد رقمی

باسم خان

تا نهادی ز مشک خال جبین (۵)
داغ دل را نهفته صورت بین (۶)

باسم زین

(ع) تا گره زد بزلف خود جانان
ز آن گره او فگند بر رگ جان

باسم زین

(ع) عارضش را فزود خال دگر
زانکه بر رخ نمود خال دگر

---

(۱) ک : خامس -
(۲) ک۱: چوشد -
(۳) ع : آنکه -
(۴) ع : ختم (بظاهر) -
(۵) ک : چین -
(۶) ع : چین -

باسم عثمان

(ع) رخ آن ماه ابروی چوگان

هست خورشید پهلوی ویران

باسم زین

تا عرق(۱) ریخت عارض دلبر

شد ستاره نهان ز چشمهٔ خور

باسم عثمان

۱۵ب چاك پیراهنم مبین(۲) چندین

دیده (۳) پیش آر و چاك دامن بین

هست تعریف قسم تکمیلی

چونکه اتمام یافت تحصیلی

میکنم قصد شرح تکمیلی

قلب و اسقاط آمد و تالیف

بشنو این(۴) هر سه قسم را تعریف

عمل قلب را کنم تعریف

گر دهی وضع لفظ را تغئیر

لقبش قلب شد بخاطر گیر

بر سه اسلوب این عمل را دان

نام(۵) و تعریف هر یکی را خوان

---

(۱) در 'ک' این بیت از بیت چاک پیراهنم الخ موخرست ـ
(۲) ع : چنین ـ
(۳) ع : دیده ای پیش آر چاک الخ ـ
(۴) ع : ای ـ
(۵) ع : نام تعریف ـ

هست(۱) تعریف جمله اقسامش

گر(۲) بترتیب لفظ یابد دور
قلب کل نام خوانیش فی الفور
ور بترتیب نیست تغییرش
قلب بعض(۳) آمده ست تحریرش(۴)
چونکه دو لفظ را بوقت بیان
زیر و بالا کنی یقین میدان
قلب کلیش آمده ست لقب
گر(۵) مثال آورم مدار عجب
هست تمثیل قسم اول را

باسم خان

غنچه را ای که(٦) خود همیخوانی
هست مانند تاج گردانی

باسم سالک(۷) ۱٦و

خاتمت را جهان مسلم شد
تا کلام تو نقش خاتم شد

---

(۱) ک : (عنوان محذوف) -
(۲) ک : که
(۳) ع : نقص -
(۴) ع : تعبیرش -
(۵) ک : که -
(٦) ع : ای گهر که می -
(۷) ع : ملک -

باسم بهادر

فرش راهت (۱) اگر روا گردد
بینهایت ردا هبا (۲) گردد

باسم منصور

زاهدا (۳) دل ز غیر یکسو کن
رو صنم گیر و کار هندو کن

باسم صالح

(ع) شمع از روز هجر خست آخر
اشک ریزان خلاص گشت آخر

باسم غازی

(ع) شد ز پیکان تو عدو ممتاز
زاغ گردید اسیر ناخن باز

باسم هاشم

چند روز دگر بنخل (۴) بلا
گشته بینی (۵) مشابه آن بالا

باسم کمال

زلف را گفت (۶) سنبل سیراب
زان کلام (۷) است زلف او دو تاب (۸)

---

(۱) ع : راهست -
(۲) ع : بها -
(۳) ع : زاهد اول -
(۴) ع : بیخل گدا -
(۵) ک : گشته مثابه آن بالا (سفید میان آن و بالا) -
(۶) ک : گفته -
(۷) ع : بماهست -
(۸) ع : درپاب -

۱۶ب

باسم همایون

چون ز مضمون نامه بیخبری
نامه پیچد(۱) تو چون درو نگری

باسم ابراهیم

(ع) دور ازان دارباست میگویم
دلربا دردهاست میگویم
هست تمثیل قسم دویم را

واعظی وصف زلف او میگفت
سخنان گفت(۲) بیمحل آشفت

باسم بهادر

آن پری چون ز سهر(۳) پرده گشاد
گشته آشفته صورت بهزاد

باسم ابراهیم

گشته چو زلف خویش آن بدخوی (۴)
بارها(۵) درهم از پی دلجوئی

باسم لطیف

منکه از قید عقل (۶) آزادم
بطفیل پری(۷) وشان شادم

---

(۱) ع : بیحد -
(۲) ع : گفته -
(۳) ک : چهره ، ملا علی شغال باسم شاه گفته است :
پرده یار از رخ چوسهر کشود
وه که رخسار وش بنمود (نصر آبادی ص ۵۰۰) -
(۴) ک : بدخو - دلجو -
(۵) ع : بار درهم شد -
(۶) ع : عالم -
(۷) ع : بروی شان -

باسم آدم

۱۷ دل منه بر اناغه‌ای خود کام

که پری(۱) بر سر کسان شد دام

باسم فریدون

(ع) چون سلیمان بدیو کرد خطاب

دیو آشفته شد ز فرمان آب

هست تمثیل قسم سیوم را

باسم بهادر

با خطش هر که هست سودائی

در بها گفت زیر و(۲) بالائی .

باسم شاه

چرخ را ساخت(۳) دور ازآن دلبر(۴)

آه من همچو سهر زیر و زبر

قسم اسقاط (۵) را کنم تعریف

پاره ای گر شود ز لفظی دور

نام اسقاط باشد باشدش مشهور

لیک اسقاط آمده (۶) بدو قسم

آن دو را عینی(۷) است مثلی اسم (۸)

---

(۱) ع : که پری شد دام (سفید بین پری و شد) -
(۲) ع : زیر بالائی -
(۳) ع : ساخت فرق دور -
(۴) ع : (دلبر محذوف) -
(۵) ک : (بحذف عنوان) -
(۶) ک : آمد ست دو -
(۷) ع : هر دو را عین -
(۸) ع : مثل از -

هست تعریف قسم اول را

گر کسی دور ساخت حرف را
ز آنچه در ضمن او (۱) شود پیدا

آمد اسقاط عینی او را (۲) نام
بمثالش همیکنم اتمام

هست تمثیل قسم عینی را

باسم جامی

اے گل بوستان رعنائی
از کجا رو (۳) کشاده میآئی

باسم خان

(ع) گرچه عامست نعمت سلطان
چشم بیحد بپوشد از خاصان

باسم رشید

(ع) هر که با ماه من شده دمساز
کرده از مهر دیگران خون(۴) باز

باسم شاه

(ع) بود مانند شمع اشک فشان
بنده با سوز در شب هجران

خلق را کعبه گرچه(۵) شد مسجود
دل بخاک ره(۵الف) تو کرد سجود

(۱) ع : (بحذف او) ۔
(۲) ک : آنرا ۔
(۳) ع : و (بجاے رو) ۔
(۴) غلطست (مکن است 'رو' باشد) ۔
(۵) ع : گرچه گفته ۔
(۵الف) ک : در اما نگاه کنید به بیت چهارم زیر انتقاد ۔

باسم عالم

خلق را کرده(۱) زار میبینم
زر که ناپایدار میبینم

باسم شاه(۲)

گفتهٔ کیست کاهی شیدا
در ره(۳) عاشقی است بی سر و پا
هست تعریف قسم ثانی را
گر تو منقوص را کنی تعیین(۴)
نه دران چاك افکنی یقین
آنکه در نظم گوهر افشانده
نام اسقاط مثلیش خوانده
هست تعریف قسم مثلی را

باسم خان

ز آتش عشق سوخت دل زینسان (۵)
که نیابند بوی دل خوبان

باسم باقی

ایکه جانم ز لعل تست خراب
بی لب لعل تو دلست کباب

---

(۱) ع : (کرده زاو محذوف) -
(۲) ک : محذوف ، آقای غضنفر ' عالم ' را قیاس کرده‌اند (مجلهٔ اردو ص ۱۲۳) -
(۳) ک : غمت -
(۴) ع : یقین -
(۵) ع : ز نشان -

باسم ادهم (۱)

دوش اسباب ما مهیا بود
درد دل مهر (۲) جام جانان بود
قسم تالیف را کنم تعریف
گر کسی جمع آورد اجزا
که (۳) بود هر کدام از (۴) یکجا
هست تالیف و (۵) بر دو اسلوبست
شرح هر یک کنم که مطلوبست
میکنم هر (۶) دو قسم را تعریف
۸ و ب امتزاجی شمار لفظ اگر
جای کرده میان لفظ دگر
اتصالی (۷) ترا یقین گردد
گر دو لفظی بهم قرین گردد
هست تمثیل (۸) امتزاجی را

باسم خان

(ع) پیش تیرش چو سینه گشت سپر
تیر در دل زد آنپری پیکر

---

(۱) ع : بهادر و ادهم (هر دو) -
(۲) ک : مهر و جام ، (قافیهٔ مهیا و جانان قابل لحاظست) -
(۳) ک : کو -
(۴) ع : آن -
(۵) ک : بر (بحذف واو) -
(۶) ک : (عنوان محذوف) -
(۷) ع : اتصابی -
(۸) ' درع ' عنوان محذوفست -

باسم بهادر

(ع) تا جرس بسته اند بر محمل
درد دل باشدش بهر منزل

باسم ایاز

از دهانش نموده دندانست (۱)
یا دری از صدف نمایانست

باسم داود

آن پری مرغ گر کند هوسی
اوست مرغ و دو زلف او قفسی

باسم فانی(۲)

دل ویران مقام جانانست
گنج اندر خرابه پنهانست

باسم ایاز

عارضش خط فزود بر لاله(۳)
یا نمودست ماه از هاله

باسم کاهی

آنچه دارم من از غم ماهی
یکدلست و درو همین آهی

---

(۱) ع : دندانش -
(۲) ک : باقی (نگاه کنید بمجلهٔ اردو ص ۱۲۵) - آنجا مطلوبش مشکوک قرار داده شد) بایزید عارف باسم فانی گفته :
اگر نبود غمش در خانه مارا
نباشد گنج در ویرانه مارا (نصر آبادی ص ۵۲۳) -
(۳) ک : هاله -

باسم محمد علی

(ع) شادم ار(۱) دیده خونفشان باشد
که مر آن لعل کان همان باشد

باسم کامران (۲)

در سفال شکسته (۳) هست شراب
کان صدف شد مرا دری(۴) نایاب

باسم محمد علی (۵)

در سر من ندید سودائی
تا عدم کشته یافت احیائی (۶)

باسم منصور

(ع) تا مرا دیدنت میسر شد
خانهٔ چشمِ من منور شد

باسم مستی

(ع) می بر آرد ز جان مستان دود
لب آنماه گل شراب آلود ؟

باسم ابراهیم

(ع) تا بره دید حال(. . . . .)(۷)
دیده ام ، مردمک براهی دید

---

(۱) ع : از (تصحیح قیاسی) -
(۲) ع : کام (اما نگاه کنید بمجلهٔ اردو ص ۱۲۵) -
(۳) ک : سکت -
(۴) ک : در -
(۵) کذا در ' ک ' اما در ' ع ' این بیت و بیت پشت سر زیر اسم منصور آمده -
(۶) ک : در جائی -
(۷) ع : (جای سفید) -

باسم بکر

(ع) گفتمش سوی اشک گاهی بین
گفت بر ما نگر کما هی بین
هست تمثیل اتصالی را

باسم خان

(ع) دل بوصف قد و رخش در سفت
صبر سرو و برگ نسرین گفت؟

باسم محمد

از ازل هر چه هست تا بابد
هست محتاج دولت(۱) سرمد

باسم امان

(ع) نظر چشم او بمژگانست
که بغمزه ملازم آنست

باسم بابر

(ع) نام لعل تو رند دردی خوار
کرده بالای من بسی تکرار

باسم علی

(ع) خال رخسار او شده ظاهر
مردم دیده دیده‌ام آخر

باسم شاه(۲)

شه که از درد دل بود آگاه
یاد دلهاش متصل همراه

---

(۱) ع : دولتی -
(۲) ک : بادشه -

باسم قیام

چند بر خاک مینهی پا را
روی ما هست(۱) هر طرف یارا

باسم ایوب

(ع) رخ چو نرگس بپای سرو نهاد
چشم معیوب زیر سرو کشاد

هست تعریف قسم تذئیلی
یافت چون انتظام تکمیلی
پس مذیل(۲) کنم بتذئیلی(۳)
آمد اعمال او تمامی شش
جمله را شرح میکنم خوش خوش
هست تعریف قسمِ اول را
چونکه اوصاف(۴) حرف دیگر شد
حرکت با سکون مغیر شد
نام تحریک دارد و تسکین
بمثالش همیکنم(۵) تعیین

باسم خان

(ع) چه نهی دست بر دل مسکین
چون دل ما نیافته تسکین

---

(۱) ع : هم هست بر -
(۲) ع : مزیل -
(۳) ع : بتذئیلی -
(۴) ع : اوضاف -
(۵) ع : همیکنیم یقین -

باسم علی

دل ما در کمند عشق(۱) ببست
چونکه از(۲)زلف خویش یافت(۳) شکست

۲۰ ب

باسم عمر

یار دشنام دی مرا میداد
عمر گفتم دهان خویش گشاد
هست تعریف قسم ثانی را
گر بتشدید حرف شد پابند
باز بالای(۴) سر جدا افکند
نام تشدید دارد و تخفیف
هم بتمثیل میکنم تعریف

باسم سید(۵)

صد در رحمتش برخ بگشود
چون دو زلفش بزیر شانه نمود

باسم سری

تا۶ برخ(۶) لعلگون(۷) نقاب کشید
مهر و مه متصل بر آتشش دید

---

(۱) ع : عشقت بست -
(۲) ع : بر -
(۳) ک : خواست -
(۴) ک : بازلای -
(۵) ع : رشید (اما نگاه کنید بمجلهٔ اردو ص ۱۲۶) -
(۶) پس از دین در ' ک ' "چون زند شانه" آمده است -
(۷) ک : لاله گون -

هست تعریف قسم ثالث را
هر الف را که ساختی منظور
که ممدود و که بود مقصور(۱)
نبود غیر مد و(۲) قصرش نام
بمثالش همیکنم اتمام

باسم معین

(ع) شمع زد لاف با تو ای بد کیش
شد معین که نیستش سر خویش

باسم آبل(۳)

(ع) چون زند شانه کاکل پر خم
اره بر فرق مینهد هر دم

باسم آمد(۴)

آن پری از دو زلف چون عنبر
دلش آشفته ابرویش بر سر

باسم احمد

در خرابات هر که شد سرمست
دل بیخود در آمد و نامد

---

(۱) ع : مقصود -
(۲) ع : (بحذف واو) -
(۳) ک : سری (نگاه کنید بمجلهٔ اردو ص ۱۲۷) -
(۴) این بیت با بیت پشت سر در 'ک' بدون فاصله نوشته شد و منظور بیت دوم آبل است (مجلهٔ اردو ص ۱۲۷) باقر هروی باسم آبل نوشتهٔ است :

ز بس گر دید گرم شکوه شبها با سگ آن در
دل من درمیان نگذاشت جای آشتی دیگر (نصر آبادی ص ۵۲۱)

هست تعریف قسم رابع را

در کنایت(۱) چو حرف راست(۲) وجود

که بود در عبارت(۳) آن مقصود

آنچنانش(۴) کنی گهی ایا

که بود در عبارت آن پیدا

تا بود هر دو جایگه معلوم

از عبارات سازیش معدوم

(ع) نام این قسم گفته اند اخبار

اول اظهار آخرین اسرار

باسم روح

شد چو آینه از رخت منظور

گشته خورشید سان سوازن(۵) نور

باسم خواجه

۲۱ ب زآن زنخدان دلم شکیبا نیست

خواست چه را که در زبانها(۶) نیست

هست تعریف قسم خامس را

حرف(۷) اشباع گر(۸) بود عاری

که به(۹) اشباع بر زبان آری(۱۰)

---

(۱) ع : کنایت -
(۲) ک : است -
(۳) ع : عبارتی (حذف آن) -
(۴) ع : جنانش -
(۵) ع : (بیاض) -
(۶) ع : (بیاض) -
(۷) ع : حرف ز -
(۸) ع : کو -
(۹) ع : (بحذف به) -
(۱۰) ع : داری -

یا بود عکس آن ترا مقبول(۱)
نام معروف آمد و مجهول

باسم شیر(۲)

گل که شب داشت حسن مهر افروز
همچو مه اندکی شکست بروز

باسم ولی (۳)

کاهی از زلف تو خوشست(۴) بلی
هست بسیار دل شکسته ولی

هست تعریف قسم سادس را
گر حروف(۵) عرب شود تبدیل
بحروف(۶) عجم گهی(۷) تحصیل
یا بود عکس آنگهی (۸) تعلیم
نام تعریب (۹) دارد و تعجیم

باسم زنده

(ع) زاهد از وصف می سخن میراند
یک دو قطره ز جیب رند (۱۰) فشاند

---

(۱) ک : معقول -
(۲) ک : (بحذف عنوان) -
(۳) ک : (بحذف عنوان) -
(۴) ع : او چوشست بلی -
(۵) ع : حروفی -
(۶) ع : بحروفی -
(۷) ع : گنم ، گ : که -
(۸) ع و ک : که -
(۹) ع : تقریب -
(۱۰) ع : زند (تصحیح قیاسی) -

باسم پاینده (۱)

۲۲ و لاله روئی که بر دل بنده
داغها ماند باد پاینده

باسم چلمه (۲)

کاهیا (۳) از گل و بنفشه به است
بر دو ماهش که زلف پر گرهست (۴)

باسم جهان

(ك) کاهی از ابر دیده با ساحل
چون دو گوهر فشانده شد یکدل
خامه آخر نوشت نامه را
شکر لله که این در مکنون
کاهی از بحر طبع داده برون
درة التاج بادشاهانست
لایق گوش خان و سلطانست
دّر دریای شاعران یکسر
گوش بگرفت پیش این گوهر
نیست یک در که هست در ناب
بلکه بحریست پر در سیراب

---

(۱) امیدی رازی باسم پاینده نوشته :

آن شاه حسن از دل محزون هر کسی
بیند سپاه بی سروپا هر طرف بسی

(نصر آبادی ص ۵۲۶) ۔

(۲) ع : حلمه ۔
(۳) ک : در نظر ۔
(۴) ک : پر کرده ۔

همه درهای او در اسما
وصف اسمایش از عدد اسما
دو صد و سی بود معمایش
کرده‌ام زین شمار ایمایش
همه بر اهل تعمیه ظاهر
لیک ظاهر ز مصرعهٔ آخر
بهر تاریخش آنکه در میسفت
نسخهٔ رمز بینهایت گفت
آنکه در سفتن دری داند
نهصد و شصت و چار میخواند
نسخها گرچه دیده اند بسی
اینچنین نسخه‌ای ندید کسی
۲۲ب تا بکی لاف قاسم کاهی
لاف نبود طریق آگاهی
چند دعوی ز گوهر معنی
مرد معنی کجا کند دعوی
گرچه باشد سخن ز جان خوشتر
بر دعا اختصار زآن خوشتر
تا بود در جهان نفوس عقول
تا بود گفتگوی او مقبول
یا رب این نسخه را قبولی ده
زانکه باشد قبولی از همه به